النور

تحریک خلافت و ترک موالات کے دوران گاندھی کے دجل و فریب کا شکار، بعض مسلمان قائدین کی کوتاہ بینی اور اس کے مضمرات پر ایک چشم کشا تالیف جو اسلامیان ہند کیلئے منارِ نور ثابت ہوئی

دو قومی نظریہ پر ایک مستند تالیف

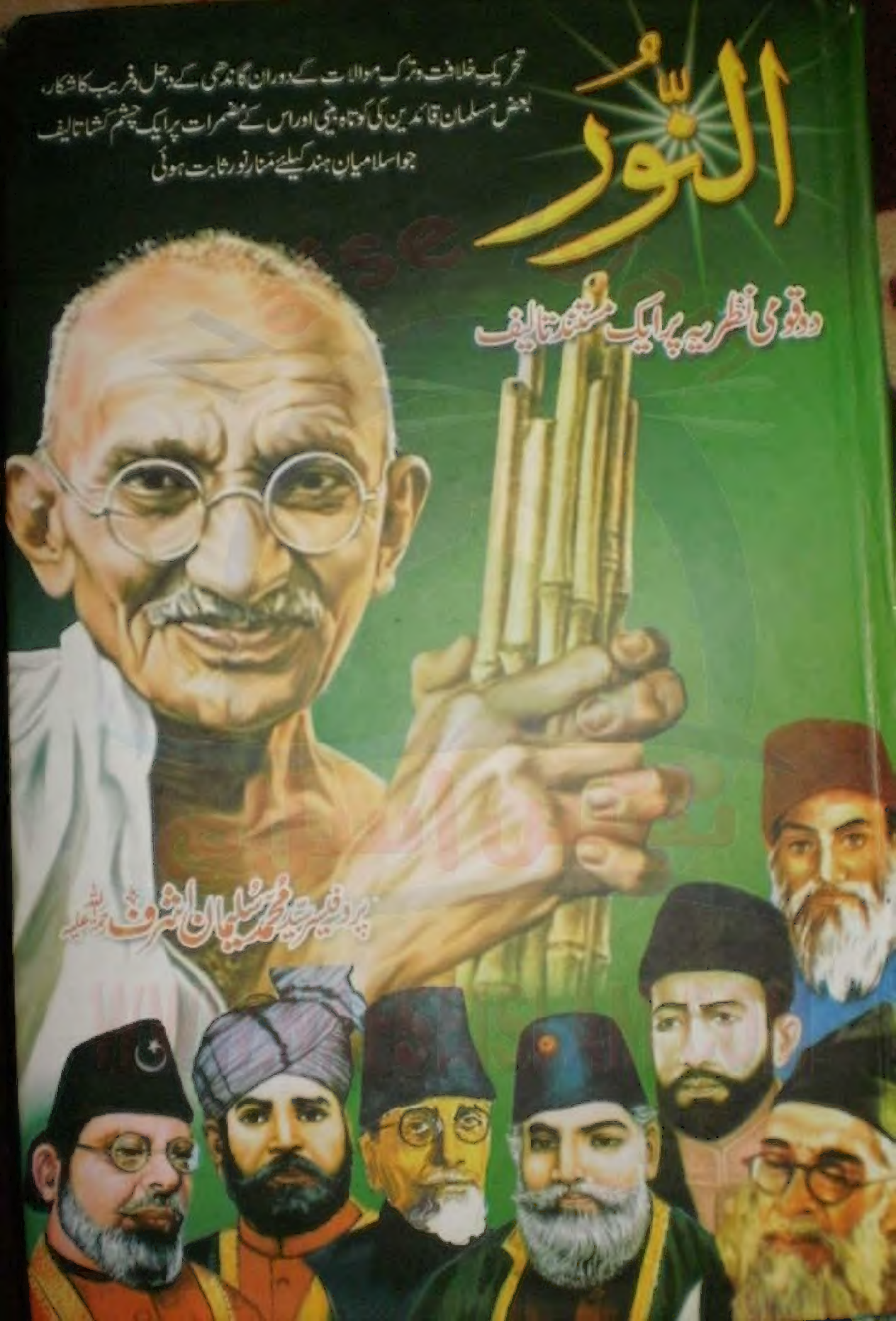

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ

دو قومی نظریہ پر ایک مستند تالیف

النور

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ

صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ادارۂ پاکستان شناسی لاہور

Nafse Islam

WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam

کتاب	:	انثور
تصنیف	:	سید محمد سلیمان اشرف
بار اوّل	:	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
طبع جدید	:	شعبان ۱۴۲۹ھ/اگست ۲۰۰۸ء
	:	(مع مقدمہ)
ضخامت	:	۳۲۰ صفحات
تعداد	:	گیارہ سو
مطبع	:	اصغر پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	:	ادارۂ پاکستان شناسی، ۲/۲۴، سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور-۵۴۵۰۰
		فون: ۷۴۱۴۸۶۴
قیمت	:	۳۲۰ (تین صد بیس روپے)

ڈسٹری بیوٹرز

اورینٹل پبلی کیشنز، قبل نادر، میلارام، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور
فون: ۷۲۱۳۵۷۸

خان بک کمپنی، ۳۱ کورٹ اسٹریٹ، اوٹر مال، لاہور
فون: ۷۳۲۵۴۶۳

دارالعلوم نعیمیہ، دلگیر بلاک نمبر ۱۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی
فون: ۶۳۲۴۲۳۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

فہرس

مقدمہ	سید نور محمد قادری	۵
تکمیل مقدمہ	ظہور الدین خاں	۳۶
النور	سید محمد سلیمان اشرف	۷۹

(فہرست اندر ملاحظہ فرمائیں)

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.CO

عکسِ نوادر

۱- تاریخی رسالہ 'النص النکری فی قربان البقر' (۱۲۹۸ھ) از امام احمد رضا، مطبوعہ بریلی طبع دوم ۱۹۲۱ء ۔۔۔ عکس سرورق ۲۶

۲- 'النص النکر' عکس صفحہ ۱۹ (مراسلہ محررہ مئی ۱۹۱۱ء از مسلم لیگ ضلع بریلی برائے استفتاء در مسائل بندش قربانی گاؤ) ۲۷

۳- رسالہ 'الارشاد' (۱۹۲۰ء) مصنفہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف، مطبوعہ علی گڑھ ۔۔۔ عکس سرورق ۳۳

۴- حدیث میں تحریف اور 'الارشاد' کا صفحہ ۲۵ کا عکس ۳۴

۵- رسالہ 'الحجۃ الموتمنۃ فی آیۃ المتحنۃ' (۱۳۳۹ھ) از امام احمد رضا، مطبوعہ بریلی ۱۹۲۱ء ۔۔۔ عکس سرورق ۳۹

۶- 'الحجۃ الموتمنۃ' ۔۔۔ عکس صفحہ ۲ (مراسلہ پروفیسر مولوی حاکم علی، اسلامیہ کالج لاہور بابت استفتاء در مسئلہ ترک موالات) ۵۰

۷- الثور ۔ نسخہ مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (۱۹۲۱ء) ۷۹

نقشہ سلطنت عثمانیہ زمانہ عروج (۱۹۰۸ء) ۲۰۸

نقشہ سلطنت عثمانیہ دورِ زوال (۱۹۲۰ء) ۲۰۹

مقدمہ

(۱)

پہلی عالمی جنگ میں ترکی کی حلیف حکومت نے جرمنی کا ساتھ دیا اور المناک شکست سے دو چار ہوئی، عوام پر بے پناہ مصائب ٹوٹے اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اتحادی، ترکی کے حصے بخرے کر کے مسلمان حکومت کا اس علاقہ سے نام و نشان تک مٹا دیں گے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء کے آغاز میں بمبئی کے دو مسلمان تاجروں سیٹھ احمد صدیق کھتری اور سیٹھ عمر سوبانی نے تحفظ خلافت، تحفظ اماکن مقدسہ اور مظلوم ترکوں کی امداد و اعانت کے لئے بمبئی میں ایک مقامی انجمن بنام "خلافت کمیٹی" قائم کی۔ اس مختصر سی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا سطح پر قائم کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو پیدا ہوا اور انہوں نے اس مقصد کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کا اجلاس لکھنؤ میں طلب کیا۔ [۲]

جناب سردار علی صابری اپنے ایک مضمون "مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی" میں فرماتے ہیں:۔

"..... حضرت باری میاں کا ایک اور عظیم غیر فانی کارنامہ یہ ہے کہ بمبئی کی چھوٹی سی خلافت کمیٹی کو جو محض ایک مقامی جماعت تھی "آل انڈیا مجلس خلافت" کی پُر عظمت شکل میں تبدیل کر دیا۔ باری میاں جنگ عظیم کے خاتمے پر ترکوں کے المناک مصائب سے بہت متاثر تھے، انہوں نے مظلوم ترکوں کی حمایت میں آواز بلند کرنے کے لئے پہلے ایک انجمن قائم کرنی چاہی، لیکن جب بمبئی میں چند ہمدردانِ اسلام نے "خلافت کمیٹی" کے نام سے ایک انجمن قائم کر لی تو باری میاں کو یہ نام پسند آیا اور اسے "آل انڈیا" بنانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس مقصد کے لئے حضرت باری میاں نے مسلم عمائد و اکابر کی ایک کانفرنس لکھنؤ میں طلب کی جس میں شرکت کے لئے ہندوستان کے مختلف حصوں سے نمایندے آئے تھے۔

۲۔ روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۷ جون ۱۹۷۴ء بعنوان "مولانا عبدالحامد بدایونی"

لکھنؤ کی اس آل انڈیا مسلم کانفرنس میں بمبئی کی خلافت کمیٹی کو ہندوستان کی مرکزی جماعت بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ کانفرنس میں یہ بھی طے ہوا کہ آل انڈیا مجلس خلافت کا مرکزی دفتر بمبئی میں رکھا جائے اور اس کی تنظیم کے لئے مولانا شوکت علی بمبئی بھیجے گئے..... نو زائیدہ مجلس خلافت کی سب سے پہلی شاخ لکھنؤ میں قائم ہوئی تھی اور حضرت باری میاں نے اس کی صدارت کا منصب سید ممتاز حسین بیرسٹر کو تفویض کیا تھا"۔ [1]

خلافت کمیٹی کی بنیاد تو ۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء کو رکھی گئی، لیکن اس سے پہلے "جلیانوالہ باغ" فائرنگ کی وجہ سے پبلک میں عام بے چینی اور حکمرانوں کے خلاف نفرت کا شدید لاوا ابل رہا تھا۔ آگے جانے سے قبل اگر جلیانوالہ فائرنگ اور اس سے وابستہ مظالم کا بھی سرسری مطالعہ کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔

عالمی جنگ شروع ہوتے ہی برعظیم میں انگریزوں نے سخت رویہ اختیار کر لیا۔ ۱۹۱۵ء میں پنجاب کے کاشتکاروں میں بے چینی پھیلی۔ پنجاب میں دہشت پسندوں کی انقلابی کارروائیاں شدت اختیار کر گئیں۔ اس کے علاوہ امریکہ اور کینیڈا سے ملک بدر کئے جانے والے سکھوں نے ہندوستان واپس پہنچ کر مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انگریزی حکومت کو خدشہ پیدا ہو گیا کہ برعظیم میں بے چینی، مظاہرے اور دہشت پسندوں کی انقلابی کارروائیاں کہیں عام بغاوت کی شکل اختیار نہ کر لیں، اس خوف کے پیش نظر ۱۹۱۷ء میں "رولٹ کمیشن" کا تقرر کیا گیا جس کا مقصد سیاسی مجرموں کے خلاف تادیبی کارروائی کے بارے میں سفارشات تیار کرنا تھا۔

رولٹ کمیشن نے جو سفارشات پیش کیں ان کے متعلق جسٹس جاوید اقبال تحریر فرماتے ہیں:۔

"رولٹ کمیشن نے سیاسی مجرموں کے خلاف تادیبی کارروائی کے سلسلہ میں جو سفارشات انگریزی حکومت کو پیش کیں، اُن میں انتظامیہ اور پولیس کو ناواجب اختیارات دیئے گئے تھے۔ پولیس جسے چاہے بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتی تھی۔ عدالتی حکم کے بغیر جس مکان کی تلاشی لینی چاہے لے سکتی تھی اور سیاسی مجرموں کے لئے سخت اور منتقمانہ سزائیں تجویز کی گئی تھیں۔ بالآخر ان سفارشات نے رولٹ

---

[1] روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء، ص ۳

ایکٹ کی صورت اختیار کی جو شدید مخالفت کے باوجود ۱۸ر مارچ ۱۹۱۹ء کو پاس ہو گیا۔"[1]

اس ایکٹ کے پاس ہوتے ہی ہندوستان میں ہڑتالیں اور مظاہرے شروع ہو گئے۔ جلسوں اور جلوسوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۳ر اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندو، مسلمان اور سکھ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جنرل اوڈوائر نے بے دردی سے اس جلسہ پر فائرنگ کا حکم دیا اور سیکڑوں انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ جلیانوالہ کے سانحہ کے فوراً بعد گورنر پنجاب مائیکل اوڈوائر نے پنجاب میں مارشل لا نافذ کر دیا اور اس مارشل لا میں پنجاب کے شریف اور بے گناہ شہریوں کے ساتھ دنیا کے معیار ترین حکمرانوں نے جو وحشیانہ اور انسانیت سوز سلوک کیا اُس کی ایک جھلک ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

"..... اُس (مائیکل اوڈوائر) نے لاہور، قصور، امرتسر، گجرات، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، لائل پور (فیصل آباد) وغیرہ میں مارشل لا جاری کر کے مظالم کی وہ آگ برسائی جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں صرف ۱۸۵۷ء کا کشت وخون ہی پیش کر سکتا ہے۔ ان مظالم کے ذکر سے سینکڑوں نہیں ہزاروں صفحات سیاہ ہو چکے ہیں۔ چودہ چودہ برس کے بچوں کو ٹکٹکی میں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا گیا۔ کم از کم بیس کوڑوں کی سزا مقرر تھی۔ حالانکہ بڑے سے بڑے سخت جان کی کھال چھے (۶) کوڑوں کے بعد اُدھڑ جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ہر ہر محلے سے چُن چُن کر معززین کو گھروں سے نکالا گیا اور برہنہ سر برہنہ پا ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ کھلے بندوں اُن کی تذلیل ہو۔ جو لوگ اپنی قابلیت کی بنا پر آئندہ ہائی کورٹ کے جج اور صوبے کے وزیر بننے والے تھے انہیں گورا فوج کے سپاہیوں سے پٹوا کر پھانسی کے مجرموں کی کوٹھریوں میں بند کیا گیا۔ مئی کی گرمی میں لاہور کے کالجوں کے طلبہ کو حکم دیا گیا کہ اپنے سروں پر اپنے بستر اٹھا کر دن میں چار مرتبہ سولہ میل کا فاصلہ طے کر کے آئیں اور یونین جیک کو سلامی دیں۔ لاہور کے تمام باشندوں کو حکم مل گیا کہ اپنی موٹر کاریں، سائیکلیں، بجلی کے پنکھے اور بجلی کے لیمپ فوج کے حوالے کر دیں۔ سکول کے بچوں کو ہر روز دھوپ میں کھڑے ہو کر، ایک

[1] نذرِ اقبال (جلد دوم) از جاوید اقبال، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۱ء، ص ۲۴۳

فوجی افسر کے سامنے یہ کہنا پڑتا تھا: "حضور! ہم نے کوئی قصور نہیں کیا۔ ہماری توبہ! آئندہ بھی ہم سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوگی۔"

ایک پوری برات کو جس میں دولھا بھی شامل تھا بلاوجہ پکڑ کر کوڑوں سے پٹوا ڈالا گیا۔ ریل گاڑیوں پر سفر کی ممانعت کر دی گئی اور سوا اُن لوگوں کے جن کو فوجی حکام پاس عنایت کرتے تھے اور کوئی شخص سفر نہیں کر سکتا تھا۔ عورتوں کی کھلے منہ بے حرمتی کی گئی۔ ایک گلی مقرر کی گئی جس میں سے ہر شخص کو پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزرنا پڑتا تھا۔ اوپر گورا فوج کا سپاہی بندوق کا کندا اس کی پشت پر مارتا رہتا تھا۔ شہر کے بعض معزز اور سربرآوردہ لوگوں کے مکانوں پر مارشل لا کے احکام کے اشتہار چسپاں کر دیئے جاتے تھے اور حکم تھا کہ اگر کسی نے اس اشتہار کو پھاڑ دیا تو مالک مکان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ چنانچہ صاحب خانہ کو محض اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے دن بھر اپنے مکان سے باہر دیوار کے قریب کھڑے رہنا پڑتا تھا تاکہ کوئی شخص اشتہار کو ہاتھ نہ لگائے۔ لاہور میں سر فضل حسین، خلیفہ شجاع الدین اور پیر تاج الدین جیسے اصحاب کے مکانوں پر بھی اس قسم کے اشتہار چسپاں کئے جاتے تھے اور انہیں تمام دن مکان سے باہر کھڑے رہنے کی ذلت برداشت کرنا پڑتی تھی۔

دیال سنگھ کالج کی بیرونی دیوار پر کسی نامعلوم شخص نے ایک اشتہار لگا دیا جس کا مضمون فوجی حکام کے نزدیک قابل اعتراض تھا۔ اس جرم کی پاداش میں کالج کے پرنسپل کو گرفتار کر لیا گیا اور بالآخر اس غریب کو ڈھائی سو روپے جرمانہ ادا کر کے رہائی حاصل کرنا پڑی۔

حکم صادر ہو گیا کہ کوئی بھی کوئی انگریز نظر آئے مقامی باشندوں کا فرض ہے کہ فوراً تانگے سے اُتر کر کھڑے ہو جائیں اور جھک کر سلام کریں۔ ایک پچیس فٹ لمبے اور بارہ فٹ چوڑے کمرے کے اندر گئی کے مہینے میں پچیس آدمیوں کو بند کر دیا گیا جہاں وہ ہفتہ بھر مقید رہے اور رفع حاجت کے لئے بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ قصور میں منادی کر دی گئی کہ جو لوگ ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء سے پہلے یا اس تاریخ کے بعد شہر سے باہر چلے گئے تھے اگر چار روز کے اندر واپس نہ آئے تو اُن کی

جائیدادیں (جائدادیں) ضبط کر لی جائیں گی۔

جب فوجی عدالتوں کے سامنے مقدمات پیش ہونے لگے تو صفائی کی طرف سے کسی وکیل کو پیروی کرنے کی اجازت نہیں ملتی تھی مرسموں کو پھانسی اور عمر قید کے علاوہ مشکل ہی سے کوئی اور سزا ملتی تھی۔ قصور میں ستائیس آدمیوں کو پھانسی اور تیرہ کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ گوجرانوالہ میں محض اس جرم میں کہ پنوار خانہ کو آگ لگا دی گئی تھی پانچ آدمیوں کو پھانسی اور دس کو حبس دوام کی سزا ہوئی۔ امرتسر میں چونتیس کو پھانسی اور پندرہ کو حبس دوام کی سزا ملی۔ اسی طرح لاہور میں امرتسر ایسے شہروں سے لے کر چھوٹے چھوٹے قصبوں تک میں سزاؤں کی وہ بھرمار ہوئی کہ اس کی مثال پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی۔ ایک شخص کو محض اس جرم میں کہ اس نے ایک پولیس افسر کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہارے بھائی ہیں۔ آؤ ہمارے ساتھ مل جاؤ۔" حبس دوام کی سزا ملی۔"[1]

جلیانوالہ باغ کے قتل عام اور اس کے بعد مارشل لا کے دور میں پبلک کے ساتھ اس سلوک کی وجہ سے پورے ہندوستان میں تمام قوموں (مسلمان، ہندو، سکھ) میں غم و غصہ اور نفرت کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں ترکی کی شکست نے مسلمانوں کو زیادہ ہی متاثر کر دیا اور انہوں نے تحفظ خلافت اور مظلوم ترک عوام کی امداد کے لئے "مجلس خلافت" ۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء کو لکھنؤ میں قائم کر لی اور اس پر جلتی کا کام اس بنگامی معاہدۂ صلح نے کیا جو جرمنی اور اس کے حلیفوں کی شکست کے بعد اتحادیوں نے عارضی طور پر ترکی سے کیا اور اس میں طے پایا۔

۱۔ ترکی اپنی تمام افواج برخاست کر دے گا۔

۲۔ اس کے جنگی جہاز فاتحین ضبط کر لیں گے۔

۳۔ ملک کی ریلوں کی نگرانی اور کنٹرول کا اتحادیوں کو حق ہوگا۔

۴۔ ایشیائے کوچک اور عرب میں سرحدوں کے تعین کے علاوہ اندرون ملک کا انتظام ترکی ہی کے اختیار میں ہوگا۔[2]

---

[1] اقبال کے آخری دو سال از عاشق حسین بٹالوی، مطبوعہ آئینہ ادب، لاہور، ۱۹۷۸ء، اشاعت سوم، ص ۱۰۱-۱۰۴ بحوالہ مظالم پنجاب کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ (۱۹۲۰ء)

[2] علی راوند ان مرجمہ سید نجیب احمد، تاریخ طبری، مطبوعہ نفیس اکیڈمی لاہور، ۱۹۶۳ء، ص ۱۳۳

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۷ر جنوری ۱۹۱۹ء

[illegible] ۲۶ر جنوری ۱۹۱۹ء

[illegible] ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۹ء

[illegible] ۲۳ر نومبر ۱۹۱۹ء [1]

[illegible]

خلافت کا اتحاد ہے کے زیرِ عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ

"[illegible]

[illegible]

ب۔ مسٹر گاندھی نے

ج۔

کا بائیکاٹ کیا جائے۔

وقت تک جنگِ صلح میں شریک نہ ہوں جب تک
سلطنت عثمانیہ کے ہوا رے اور خلافت کے برقرار
جائے گا۔" [3]

[1]

خلافت کا تحفظ اور

رکھتا تھا، مذکورہ خط ملاحظہ ہو۔

ہے کہ ہمارے مشاہدات و تجاویز آں جناب کی خدمت
مسئلہ ہے جس میں ہم تمام مسلمان عالم کے ساتھ

[illegible] کی مذہب کی [illegible] کی [illegible] کے مطابق بدستور رکھا جائے۔ ہماری [illegible] میں خلیفہ [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کی سیاست میں سے ان کا مکمل اخراج [illegible] اقتصاد کے [illegible] کے معنی یہ ہوئے کہ عملاً وہ دنیا میں ایک [illegible] قوت نہ رہے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسی چیز ہے جو نہ تو اعلیٰ قومی اسمبلی اور [illegible] کے صدر [illegible] کی صحیح حال پا شاپند کرتے ہیں۔

(۳) [illegible] میں [illegible] مسلمین [illegible] ملت و [illegible] سے [illegible] کا مظہر ہیں۔ یہ حقیقت کہ وہ ترک ہیں اور ترکی قوم کے [illegible] ہیں ترکوں کا اسلامی اقوام میں [illegible] مقام [illegible] ہے۔

(۴) [illegible] میں سے اہل سنت و [illegible] کا یہ عقیدہ رہا ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ [illegible] پر [illegible] ہے کہ خلیفہ یعنی نائب الرسول، اہل سنت و [illegible] کے [illegible] ہے اور [illegible] ہیں جس میں وہ منسلک ہیں۔ مسلمانوں کے دماغ سے یہ [illegible] نہیں [illegible] اسلام میں ایسا [illegible] برپا کئے [illegible] نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) یہ [illegible] ہمیں یہ [illegible] کی ضرورت نہیں کہ جب خلیفہ کے پاس [illegible] اقتدار نہ تھا اس وقت بھی ہمارے بادشاہ اور سردار ان سے "فرمان" حاصل کرتے تھے۔ یہ فرمان انہیں اس علاقہ پر حکومت کرنے اور امامت کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اگر دنیا میں اسلام کو بحیثیت ایک عظیم اخلاقی قوت کے باقی [illegible] ہے تو خلیفہ کا مرتبہ کسی صورت میں بھی [illegible] نہیں ہونا چاہئے۔

(۶) [illegible] کی [illegible] ترکی کے [illegible] کی حیثیت سے بعد ادب اعلیٰ قومی [illegible] اور اس نے عظیم [illegible] [illegible] درخواست کرتے ہیں کہ وہ خلافت [illegible] پر باقی رکھیں جن سے مسلمانوں کا [illegible] اور عزت حاصل ہوتا ہے۔ [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] طرح سلطنت [illegible] خاص قوت و عزت حاصل ہو۔

[illegible]

(دستخط) [illegible]

[illegible]

مشرکین ہند کی طرف ہاتھ بڑھایا گیا اور اسی اجلاس میں یہ
مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ کرے تو حکومت سے عدم تعا

امرتسر میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ

"
لئے
اور اس کے لئے دس لاکھ روپیہ جمع ہو"۔ [1]

1920ء
کی جائے۔ اس
۱- مسٹر گاندھی
۲- سیٹھ چھوٹانی (جان محمد)
۳- مولانا ثناءاللہ امرتسری
۴- مولانا ابوالکلام آزاد
۵- مفتی کفایت اللہ
۶- مولانا حسرت موہانی

[1] یہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] "[illegible] خلافت" لکھے جو اس وقت [illegible] شامل ہیں۔

[illegible] تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
[illegible] خلافت کی کرنے لگا تو گدائی!
[illegible] مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی!
[illegible] کہ از دیگراں خواستن مومیائی"

[illegible] یورپ کی کانفرنس کے نمایندے فرانس کے شہر سان ریمو میں [illegible] یہ فیصلہ کیا کہ [illegible] سے [illegible] کی ہوئے اور [illegible] ترکی نواحی علاقہ [illegible] تاریخی [illegible] محفوظ کرنے پڑے۔

(۱) [illegible] کی حمایت کے ساتھ قسطنطنیہ میں حکومت کرے۔

(۲) [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] پر قبضہ کر لیں اور یہ بھی کہ [illegible] کسی حصے پر قابض ہو جائیں۔

(۳) آرمینیہ کی [illegible] (حکومت) قائم کی جائے گی جس میں [illegible] ہیں صوبے شامل ہوں گے

مشرقی [illegible] [illegible] [illegible]

کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔" ۲

تعلیم، ہجرت اور اسلامی اصولوں

مسئلہ قربانی

اٹھاتا ہے۔ مثلاً:

۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں ہندوؤں نے ہمارے [illegible]
فرضی ناموں سے یہ تقسیم کے تمام بیت بڑے [illegible]
روانہ کیا۔ علمائے حق جس کا فریضہ حیات تھا [illegible]
ناپاک عزائم اور مقاصد کو بھانپ گئے اور انہوں نے [illegible]
حقائق اہل ہنود کا اتنا اور خدشات باطل اور بے بنیاد ہیں۔ [illegible]
درج کرتے ہیں۔

[illegible]

از مراد آباد شوال ۱۲۹۸ھ

اب وہ ایمان افروز جواب ملاحظہ ہو جو مولانا محمد رضا خاں صاحب [illegible]
سے دیا گیا۔

دینا ہرگز جائز نہیں۔"[1]

یہ بات تو تھی ۱۸۸۰ء کی، اب آگے چلئے۔

(۲) ۱۹۱۱ء

۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

الحمد للہ

گاؤکشی کے معاملہ میں مفصل تحقیقات ہندو و کانگریس شبہات

کسی بنام تاریخی

انفس الفکر

فی

قربانی البقر

مصنفہ

امام المحدثین مولوی برکات احمد صاحب مدظلہ العالی صدر مدرس اول مدرسہ عالیہ فتحپوری دام ظلہم

قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ

بتہام و کمال حسب فرمائش مولوی امین الدین صاحب فتحپوری

مطبع اہل سنت و جماعت میں طبع ہوا

فصل فی الفصل

[illegible]

الجواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

استفتاء [illegible] فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہندوؤں کی طرف سے نہایت زور شور سے یہ تحریک ہو رہی ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی ترک کر دیں اور اس غرض سے انھوں نے ایک بہت بڑی رقم اس مقصد کو پورا کرنے میں خرچ کرنے کے لیے تیار کی ہے جس پر ہندوؤں میں بہت سے لوگ مسلمانوں سے متفق ہو رہے ہیں۔ بعض نادان مسلمان (جن کو نہ تو اسلام کی حقیقت کا علم ہے نہ تاریخ اسلام کا) اس بات کو پسند کرتے ہیں اور اس کے لیے ہندوؤں کے سامنے گڑگڑا رہے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور جو مذہبی رہنما ہونے کے مدعی ہیں وہ اس بارے میں کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا۔ [1]

جواب اعلیٰ حضرت بریلوی۔ "یہ واقعہ کا وہ سخت اہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم قرآن کی پوری مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے۔ اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی حقیت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش تو درکنار وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔" [2]

(۳) ۱۹۱۳ء

ڈاکٹر حسین قدوائی نے اخبار "وطن" ۵ نومبر ۱۹۱۳ء، ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۳۱ھ میں اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ

"مسلمانوں کو از خود ایسے مواقع میں گائے کی قربانی بند کر دینی چاہئے کیونکہ اس سے ہندوؤں کا اعتقاد تیز ہوتا ہے اور وہاں گایوں کے ذبح ہونے سے ان کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ فسادات کے وقت گائے کی قربانی کا آسانی سے اختتام کیا جا سکتا ہے اور ایک فقہ تمام کیا جا سکتا ہے جس سے مسلمانوں کو اس زائد خرچ میں مدد دی جا سکتی ہے جو گایوں کی بجائے بکریوں یا بھیڑوں کی قربانی دینے سے ان کو برداشت کرنا پڑے گا۔" [3]

[illegible]

ب۔ مسز مظہر الحق نے فرمایا:

[illegible]

گائے کی قربانی کرنے سے محترز رہیں۔" [1]

(۴) ۱۹۱۹ء

[illegible]

ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔" [2]

[illegible]

(۵) ۱۹۲۰ء

[illegible] جانوروں کی قربانی کافی سمجھیں۔" [3]

ب۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب [illegible]

"میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے پچھلے [illegible]

بھائیوں کی طرف سے کسی مخالفانہ اشتعال سے [illegible]

سے قربانیاں نہ بھیجیں [illegible]

ج۔ [illegible]

"[illegible]

[1] [illegible]

[2] ایضاً ص [illegible]

[3] ایضاً ص [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ بکری کہاں ہے۔" ۲

فَاتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ سَبِيلًا

المنار

نوشتہ

فقیر محمد رشید بن علی رضا

باہتمام محمد عقیدی خان شروانی

مذہب کو چھوڑنا، اور غیر مفتی بہ قول کو اس اطمینان و سکون سے بیان کرنا کیسا حمایت دین ہے جبکہ اس سے قربانی کی اہمیت کم کرنے دکھانا مقصود نہیں ہے حیرت فزا ستم تو یہ ہے کہ ایک حدیث حضرت ام سلمہ سے روایت کی جاتی ہے اور اوس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ عرب میں بکری کی قربانی کا رواج تھا حدیث پوری نقل نہیں کی گئی اس لئے کہ پھر مدعا کا ثابت ہونا مشکل تھا عوام الناس بھی کھٹک جاتے کہ یہ الفاظ حدیث نہیں خطبہ صدارت کی عبارت یہ ہے۔

نقل کردہ حدیث کی حیثیت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رایتم ھلال ذی الحجۃ و اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ و اظفارہ

اس سے ثابت ہوا کہ عرب میں بکری کی قربانی کا رواج تھا

یہ حدیث جلیل بخاری امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جماعت کثیر محدثین سے مروی ہے لیکن کسی روایت میں لفظ بالشاۃ یعنی بکری کا نہیں پایا جاتا۔

(۱) روایت صحیح مسلم

امام مسلم صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث جلیل کے لئے ایک باب منعقد کرتے ہیں۔

باب نہی۔ من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ و ھو مرید التضحیۃ ان یاخذ من شعرہ او اظفارہ شیئا یعنی اس باب میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ عشرہ ذی الحجہ جیسا کہ شخص کوئی جو قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو اوسے قربانی دینے سے قبل ناخن نہ ترشانا اور اصلاح بنانا نہ چاہئے۔

اس میں کوئی تخصیص گائے اونٹ اور بھیڑ بکری کی نہیں صاحب قربانی ایسی

تکمیل مقدمہ

ظہور الدین خان امرتسری

[illegible] (۱۸۸۱ء-۱۹۳۹ء) کا رسالہ "الزبان" جو ۱۹۳۰ء میں [illegible] سے شائع ہوا تھا پاکستان میں پہلی بار ۱۹۸۱ء میں سید نور محمد قادری مرحوم (۱۳ مئی ۱۹۳۲ء-۵ نومبر ۱۹۹۶ء) کے "مقدمہ" و "حاشیہ" کے ساتھ طبع ہوا تو قادری صاحب موصوف نے [illegible] کے آخر میں پیش لفظ کے عنوان سے لکھا: "جو جناب سید سلیمان اشرف کی ایک مرتبہ تالیف فہرست ہمدرد شائع کر رہے ہیں۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ ۱۹۶۸ء کے لگ بھگ حافظ [illegible] مرحوم (۱۹۰۸ء-۱۹۷۸ء) بھی "الزبان" کا ایک پاکستان کی گم شدہ کڑیوں [illegible] یہ [illegible] ناموں کا ایک فہرست شائع کرنے کا عزم کر چکے تھے۔ [illegible] چھپے۔ راقم قادری صاحب مرحوم نے "الزبان" کا مقدمہ مرتب شائع کر دیا۔ اس [illegible] قریشی ۱۹۸۲ء میں ان کے وفات کے بعد [illegible] ہوا جو طلع مندی بہاء الدین کے [illegible] قدیم [illegible] میں واقع ہے۔ یہاں پر آپ کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ [illegible] قادری صاحب کی گرانی فکر تھی۔ انہوں نے "مقدمہ" کے زیر نظر صفحات قادری صاحب [illegible] [illegible] یا [illegible] ان کی [illegible] پر [illegible] ہیں۔ مگر افسوس ناقص [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] آپ [illegible] ہے [illegible] ہندو [illegible]
[illegible] ہندو [illegible] ہندو [illegible]
[illegible] ہندو [illegible] ہندو [illegible]
[illegible] ہندو

مسلمانوں کی تعلیمی حالت کا جائزہ لیا گیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ بعض کانگریسی علما کے فتاویٰ پر

یہ خطہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] کا خاکہ پیش کیا

[illegible] کی مسلمان طالب علم کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی

[illegible] میں تعلیم حاصل کرے جو سرکار سے امداد قبول کرتا ہو اور سرکاری

[illegible] سے فتویٰ لیا

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے فتویٰ دیا

"ہر مسلمان طالب علم پر خواہ وہ قومی مدرسوں کے طالب علم ہوں یا

سرکاری مدرسوں کے، فرض ہے کہ وہ ایسے مدارس سے جن کا تعلق گورنمنٹ کے

ساتھ ہے تعلق توڑ دیں اور ان مدرسوں میں اپنے والدین کی اجازت لینی

ضروری نہیں۔ والدین کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں سمجھی جا سکتی۔"[1]

مولانا احمد سعید، صدر جمعیۃ علمائے ہند نے فتویٰ دیا کہ موالات کی رو سے سرکاری ملازمت

[illegible] تعلیم کے بائیکاٹ پر زور دیتے ہوئے یوں ارشاد

فرمایا:

"تعلیم ہر حالت میں مقدم ہے۔ کیونکہ سب سے

بڑی موالات دشمن دین کی ملازمت ہے اور ملازمت سرکار کا اصلی سبب سکولوں

اور کالجوں کی تعلیم ہے اور یہ تعلیم ہی فی زمانہ ہمیں [illegible] مسلمان سرکاری ملازمت سے

جب ہی کنارہ کر سکتے ہیں کہ ان کو اس تعلیم سے بچا لیا جائے کہ جس کی وجہ سے

ملازمت کرنے کے قابل ہوں۔ میری رائے میں مسلمانوں پر ترک موالات

فرض ہے۔ اور یہ اس فریضہ پر عمل کرنے کے لیے قومی و سرکاری تعلیم سے علیحدہ ہونا

[illegible] ہے۔"[2]

یہ [illegible] کانگریس نے [illegible] کا کام عملی طور پر شروع ہی سے (تحریک [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

[illegible] میں مسلم یونیورسٹی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ 1920ء میں [illegible] یونیورسٹی [illegible]
صاحب اور ان کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible]
طرح اس تعلیمی مرکز کو [illegible] آخر [illegible] سے [illegible] یونیورسٹی [illegible]
آگیا تو انھوں نے [illegible] سے [illegible] یہ

دیرینہ خواہش کا یوں اظہار فرمایا:

"علی گڑھ کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ [illegible] نے علی گڑھ میں [illegible] کی تعلیم
سے [illegible] کو [illegible] سے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
[illegible] اب جب کہ اس سے [illegible] آنکھوں سے [illegible] ہے [illegible] سے
[illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] [illegible] سے [illegible]
اسی تعلیم پر [illegible] اور [illegible] تعلیم سے [illegible] [illegible] ہے [illegible]
مذہبی اور اسلامی [illegible] [illegible] کی [illegible]"[1]

نیز مولانا محمود حسن نے [illegible] ۱۳۳۹ھ / اکتوبر ۱۹۲۰ء میں [illegible] سے [illegible]
سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"امید ہے کہ [illegible] سے آپ کو اپنے [illegible] کا جواب مل
جائے گا۔ اور علی گڑھ کی [illegible] اور کتب خانہ کی حفاظت کے [illegible]
خیال بھی آپ کے [illegible] کے [illegible] سے ان چیزوں کی قیمت کو [illegible]"[2]

چنانچہ پروفیسر [illegible] صاحب [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible]
سے بہت جوش [illegible] کیا۔ [illegible] نے [illegible] کا [illegible] کیا۔ [illegible]
کردہ پروگرام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] ۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے تحریک ریشمی رومال کو منظم کیا تھا جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] ۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے ترکی، جرمنی اور افغانستان کی حکومتوں س

جائے۔ سید سلیمان اشرف رقمطراز ہیں:

"[illegible] جس قدر کہ یہ اصل [illegible] تعلق [illegible] اصل [illegible] اختیارات [illegible] ہیں اس کے تحفظات [illegible] مسلمانوں [illegible]

اس وقت [illegible] مسلمان [illegible] کالجوں [illegible] خاص [illegible]

[illegible]

"مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کو بند کرنے اس کا بائیکاٹ [illegible]

[illegible] ہندوؤں سے [illegible] اور اضافی کی نسبت ذرا (ذرا) غور سے ملاحظہ
[illegible] یہ [illegible] کا فیصلہ ہے۔ سارے کالجوں میں مجموعی تعداد
[illegible] (۱۹۲۳ء) ہے جن میں سے
[illegible] (۱۹۲۵ء) میں مسلمانوں کی تعداد [illegible] ہزار
[illegible] (۱۹۲۵ء) ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] (۴۳) ہزار مسلمان طالب علموں میں اس
[illegible] سے [illegible] کالجوں کے طالب علموں میں سے تین کالجوں میں تھے ہندوؤں کے بارہ ہوتے۔
[illegible] ہندو طالب علموں میں چھ ہزار تھی۔ تو ہندو طالب علم ۱۲ ہزار ہوتے لیکن
[illegible] ہے کہ قوم کی [illegible] ہو تو سلسلہ تعلیم کو نہ ڈھالا کرنے میں کس کا
[illegible] ہے۔

اس قدر تعلیمی حالت یہ ہے کہ [illegible] میں سے صرف چار ہزار مشغول
تعلیم ہوں اس قدر کالجیٹ [illegible] کہ اب ہمیں تعلیم کی حاجت نہیں اگر خبط (سودا
نہیں تو اور کیا ہے۔"[1]

[illegible] مصنف نے مندرجہ بالا اقتباسات میں اس دور کے مسلمانان ہند کا تعلیمی میدان
میں [illegible] جس [illegible] سے واضح ہوتا ہے کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان
[illegible] تعلیمی [illegible] اس قدر پس ماندہ تھے [illegible] میں انہیں تعلیم کی منزل سے اپنے راستے کو [illegible]
ہونے [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] ترک [illegible] کے قائمین نے اپ [illegible] اور
[illegible] [illegible] [illegible] کالج تھا۔ پروفیسر محمد صدیق تحریر فرماتے ہیں کہ یہ [illegible] اسلامیہ کالج
[illegible] [illegible] [illegible] [

پنجاب سے شروع کرو۔"[2]

مولانا محمد علی جوہر نے اپنے پُرجوش خطاب میں کہا:

"... جس کے بدلے میں تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔"[3]

تقریر کے آخر میں مولانا نے یوں اپیل کی:

"...

مذہب کے علمبردار سے اخلاق کے لحاظ سے فرض ہے کہ ترک موالات کرے۔"[1]

گاندھی جی نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا:

"آپ میں سے بہت سے آدمی ہیں جن کے بچوں اور عزیزوں میں تین سال سے پڑھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کی تعلیم حرام ہے۔ اگر آپ چاہیں تو صبح ہی سے انہیں گھروں میں بٹھا لیجیے۔"[2]

ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے ایک طویل تقریر کا خلاصہ ان الفاظ پر کیا

"اسلامیہ کالج کے بھائیوں سے میری یہ التجا ہے کہ اس وقت پنجاب کی عزت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں چاہیے کہ اپنے رفقائے کار کا ساتھ دیں۔ اپنے بھائیوں سے کہیں کہ یا تو اس کالج کو مدد دینے سے، محبت یونیورسٹی سے الگ کر لیجیے اور سرکاری امداد بند کر دیجیے یا پھر کالج چھوڑ دیجیے۔ کالج کو سرکاری نہیں قومی بنائیے۔"[3]

پنڈت رام بھجدت نے اپنی تقریر سے خطاب کیا اور کہا

"اسلامیہ کالج والو! اگر آج تمہارے دل میں تمہارے ہیرو اور ہیروئن چھپنے کو جہاد کرتے ہیں تم مسلمانوں کی قربانی کے پیش نظر اپنے جذبات کو دبا لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ مل کر جدوجہد کریں گے۔"

ان کے بعد مولوی محمد علی جوہر، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور بابو سنت رام نے بھی تقریریں کیں۔ ان سب نے اپنی تقریروں میں خاص طور پر اسلامیہ کالج کے طلبا سے خطاب کیا اور اسلامیہ کالج پر زور دیا کہ وہ ایک قومی ادارہ بن جائے۔

اسلامیہ کالج کے طلبا نے جلسے میں بحیثیت مجموعی یہ مطالبہ کیا کہ یونیورسٹی سے کالج کا کالج ختم کر دیا جائے اور کالج کے لیے مالی امداد نہ لی جائے۔ اس پر کالج کی مینجمنٹ بورڈ کمیٹی جو کالج کے انتظام کی ذمہ دار تھی، اس کے لیے تیار ہو گئی۔ اس زمانہ میں نواب ذوالفقار علی خاں، انجمن حمایت اسلام کے صدر تھے۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر اقبال نے مل اینڈ ملٹری گزٹ کی اشاعت مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں یہ اعلان شائع کروایا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ طلبا سے ہمدردی رکھنے والے

---

[1] [illegible]
[2] [illegible]
[3] [illegible]

زیر اثر اس رفاقت اور یگانگت میں حصہ لے رہے ہیں۔ [illegible] ہندو مسلمان ایک دوسرے کی [illegible] ہاتھوں سے تحفظ رکھتے ہیں۔ [illegible] سے [illegible] ہندوؤں کے [illegible] ایک اہم فتویٰ دیا کہ

"میں فتویٰ دیتا ہوں [illegible] ہندوؤں کے [illegible] جائز ہے۔"

روزنامہ [illegible] (جو [illegible] سے [illegible] ہندوؤں کے [illegible] اسلامیہ کالج یونیورسٹی [illegible] سے [illegible] یونیورسٹی کے [illegible]

مذکورہ کمیٹی میں کالج کی [illegible] سے [illegible] کالج کے [illegible] یونیورسٹی سے [illegible] حقانی اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لیے [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور کے [illegible] فیصلہ کیا کہ ایک [illegible] الحق جن کی زندگی کا [illegible] لاہور (جو ۱۹۹۸ء تا ۱۹۰۴ء) کالج کمیٹی [illegible] ذیل فتویٰ ترتیب دیا جو ۲۵ [illegible] جس میں یہ سوال کیا گیا کہ

"اللہ تعالیٰ نے [illegible] بے مگر اب [illegible] "[illegible] آپریٹنگ [illegible]

---

۱ روزنامہ "زمیندار" [illegible]

۲ تحریک ترک موالات [illegible]

تصانیف

بر قسم

حالات واقعہ و ضروری

الحجج القویمۃ والبراہین المستقیمۃ ۱۳۲۹ھ

تالیف

مطبع

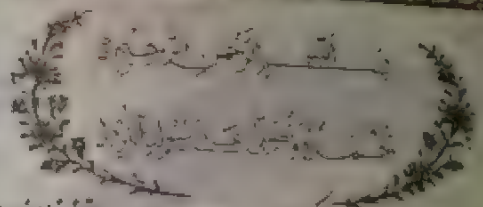

مسئلہ رسالہ مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے حنفی نقشبندی

مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۲۹ھ

ہے (کہ) دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں

اور عنداللہ ماجور ہوویں (ہوں)۔"

نیازمند دعا گو

حاکم علی، بی۔اے، موتی بازار لاہور

مسئلہ ہجرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلمانوں کے
[illegible] ہونے [illegible] اپنے [illegible] کی تائید [illegible] مولانا احمد رضا
[illegible] (دار الاسلام ۱۳۵۶ھ) [illegible] جس [illegible]
[illegible] "دار الاسلام" (دار الاسلام) کا درجہ رکھتا
[illegible] کہ مولانا احمد رضا خاں ہندوستان پر انگریزوں
[illegible] ہندوستان [illegible] کو [illegible] راستی [illegible] ملک کی آزادی سے
[illegible] (ترک وطن) کر جانا ایک
[illegible] مسلمان [illegible] اپنے [illegible] سے
[illegible] کی [illegible] کے [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [

[illegible] کی گرفت مضبوط ہوئی۔"

[illegible] کے ایک ہنگامی اور جذباتی دور کا ایک سبق آموز [illegible] سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ پروفیسر [illegible] کے بارے میں [illegible] کے [illegible] کے آغاز و [illegible]

اسلامی احکام اور اصولوں کی خلاف ورزی

[illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

صدیقی رقمطراز ہیں

"۱۹۲۰ء میں ناگپور میں

علی کے کہنے پر مسودہ گاندھی جی نے

میں ترک موالات کی تجویز

"۱۹۲۰ء میں میری تحریک

پکڑی۔ دونوں ایک ہی راستے

جانا تھا۔ ان کا

گئیں۔ خلافت کمیٹی

آنے جانے

پہلے

گاندھی

سے

تھے

شامل

۱۸- ہندوؤں نے مسلمانوں کو پیدل کر دیا۔

۱۹- ہندو اور مسلمان ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں۔

۲۰- ستیہ گرہ کے دن مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ روزہ رکھا۔

۲۱- قرآن کریم کی توہین کی گئی ویدوں کی کتاب تحریف ہے۔

۲۲- قرآن مجید کو ماننے سے تحریف کرنے میں [illegible] کی پوجا کرنی گئی۔

۲۳- اللہ عزوجل کو رام اور خدا کی قسم کی جگہ رام اور پانی کی جگہ پانی کہتے ہیں۔

۲۴- ایک ڈولا (جسے "سنگھاسن" کہتے ہیں) جس قرآن کریم اور [illegible] جس میں بھجن گاتے ہوئے جھومتے ہوئے جاتے مسلمان شریک ہوئے۔

۲۵- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] کا خطاب دیا گیا۔

۲۶- مسلمانوں نے ہولی کھیلی۔

۲۷- ہولی کے سوانگ میں ہندوؤں نے [illegible] مضحکہ اڑایا۔ [illegible] توہین تحقیر کی گئی۔ گوبر کا پھول اور [illegible] چڑھانے گئے۔ [illegible] جوتوں پر ریوڑیاں چڑھائی گئیں جو پاؤں سے نہیں آرائش کیں۔

۲۸- ہندو لیڈروں کو [illegible] نے [illegible]

۲۹- دہلی کی جامع مسجد میں [illegible]

---

۱ "خاص خانہ اردو [illegible] مدنی [illegible]

۲ یہ وہی شخص ہے جس نے [illegible]

۳ "یہ اپنی نوعیت کا [illegible] کا مسلمانوں سے خطاب [illegible] (مالک رام۔ "کچھ ابوالکلام آزاد [illegible]

کہا جاتا ہے کہ [illegible] کہتے ہیں۔ "اس وقت [illegible] کچھ (دہلی) کے [illegible] جانے سے [illegible] شدہ [illegible] شنے گوبر کا [illegible] لیپ لیا گیا تھا۔" [illegible]

۲۹۔ اس کی تصویریں کھینچ کیں جس سے فوٹو لے کر ہندو اسٹیٹ پی کے طول و عرض میں پھیل گئے اور ہندو قوم میں جا کر ہزاروں مسلمانوں کو یہ بتلایا گیا کہ یہ دیکھو سوامی جی مسجد کے منبر پر اس لئے بیٹھے ہیں کہ تمام مسلمان ہندو ہو گئے ہیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر بہت سے مسلمان اسلام سے منحرف ہو گئے۔

۳۰۔ گائے کی تصویروں کو گھروں گھر آویزاں کیا گیا۔

۳۱۔ گائے ذبح کرنے کی نظر کاٹے کی بجائے بکری کی قربانی کا فتویٰ دیا گیا۔

۳۲۔ گائے کا گوشت کھانا حرام بتایا گیا اور کھانے والوں کو کمینہ بتایا گیا۔

۳۳۔ گائے کی قربانی کو نکل بتلایا گیا۔

۳۴۔ قربانی نہ چھوڑنے والے مسلمانوں کی ناک کھینچ کی گئی اور ان کے ذبیحہ کو ممنوع قرار دیا گیا۔

۳۵۔ گائے کی قربانی کی ممانعت سے فوجے ہندوؤں کی پشت پر سے تقسیم کئے گئے۔

۳۶۔ ہزاروں مسلمانوں نے قربانی کا گائے ترک کیا۔ مسلمانوں نے گائیں چھین کر ہندوؤں کو دے دیں۔ قصابوں کو ذبیحہ گاؤ سے روکا گیا۔ رضا کاروں نے چھری کے نیچے سے قربانی کی گایوں کو چھڑایا اور اگر وہ پھر بھی تو اس کو بے کار کر دیا۔

۳۷۔ نیز قربانی کی گایوں کو زبردستی چھین کر ان کو گئو شالہ پہنچایا گیا۔

۳۸۔ ہندوؤں کی خوشنودی کو (معاذ اللہ) رضا الٰہی سے تعبیر کیا گیا۔

۳۹۔ ان شرکوں نے گائے کے پیچھے مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا جلایا، اتحاد بنود منانے کے لئے ان کی رہائی کے لئے درخواستیں دی گئیں، ان کی رہائی کے لئے وفد لیوشن پاس کئے گئے۔

۴۰۔ مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے والوں کو مسلمان لیڈروں نے سزا سے بچایا۔

۴۱۔ بھارتا کا مندر بھی گئو ہتیا کی بنا پر بنایا گیا۔

۴۲۔ یہ بھی کہا گیا کہ "قربانی سے پیار نہ کرنے" سے پیار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہندو بھائیوں کی رضا میں خدا کی رضا بتایا گیا۔

۴۳۔ گائے کی حفاظت کی خاطر ہندوؤں نے مسلمانوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھا گیا۔

۴۴۔ جب [illegible] میں ہندوؤں کی طرف سے گائے کی قربانی کے خلاف تحریک پیش ہوئی تو [illegible] نے [illegible] کا فیصلہ سنایا۔ چنانچہ ایک [illegible] رضا نے [illegible]

۴۵- مسلمانوں کی [illegible]

وہ مرتبہ کا مقدس و [illegible]

۴۶- گاندھی کو روحانی فرشتہ قرار دیا گیا۔

۴۷- بعد رسوئی مقبول سنی احمدیہ [illegible]

ع "بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر"

۴۸- جہاں تحریک ترک موالات کو سیاسی مقصد کی جانب سے [illegible]
جمعیت العلما کی جانب سے اس کی بات نہ سنی [illegible]
جنہی تک کے خطابات سے نوازا گیا۔

۴۹- اسلامی درس گاہوں کی بندش کا [illegible]

راہنماؤں پر قادیانی ہونے کی تہمت لگائی گئی۔

۵۰- ترک موالات کے پروگرام کو [illegible]
اشاعت کرائی گئی تھی کہ ملت [illegible]
مراسلے شائع کروائے۔

۵۱- فتویٰ ترک موالات کی ضبطی پر [illegible]
کرنا چاہئے؟

ع آئے تمہارے رنگ کسی کا نہیں رہا

۵۲- بار بار اس بات کا اعلان کیا گیا کہ [illegible]

۵۳- یہ کہا گیا کہ "اگر نبوت ختم نہ ہوئی تو گاندھی نبی ہوں گے۔

۵۴- یہ بھی کہا گیا کہ امام مہدی کی جگہ امام [illegible]

[illegible] ہیں" [illegible] کا ہے۔ مشرک کون ہے
[illegible]

[illegible]

گاندھی سے متعلق [illegible]
نبوت کے محفوظات میں [illegible]

[illegible] لگائے جاتے ہیں۔"[1]

[illegible] مسلمانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے [illegible] کی طرف [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاعر ہے جو ہندو کی طرف سے مسلمانوں کو دعوت دے رہی ہے یا گاندھی کی نبوت تعمیر کرا رہی ہے۔ یہ حضرات اسلام کی مدد مندی میں انگریزوں سے لڑنا چاہتے ہیں یا گاندھی کے (کی) حمایت میں۔ پھر اگر کسی نے ان کی بات نہ سنی تو کافر و فاسق ایزدی لعنت اور جہنمی کیوں کر ہوا۔

بیدار ان قوم آج اخبار و جرائد تمہارے ہاتھوں میں ہیں جسے چاہو گالیاں دو، کاذب و صادق کہو، باطل کو حق کہو اور چھاپ کر شائع کرو۔ اس وقت تو تمہاری بات نہیں کٹتی ہے حق و ناحق مندھی ہو گئی ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا اور ساری حقیقت کھل جائے گی۔[1]

سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے اپنی تحریر و تقریر سے جس نازک اور پُرفتن دور میں اصلاح یافتہ ہندو مسلمان کی ذہنی و فکری رہنمائی فرمائی، ان کو بلا خوف لومۃ لائم مشرکین ہند (کانگریس) کے ساتھ مسلمانوں کے اشتراک و تعاون کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور علماء کو ان کی قومی ذمہ داریوں کا احساس دلایا، وہ ان کی بالغ نظری، علمی بصیرت اور سیاسی بصیرت کا بیّن ثبوت ہے۔ تو میں محض حال سے مستقبل کے خوابوں میں زندہ نہیں رہتیں، بلکہ ان کا ماضی ان کی پہچان اور راہ نمائی کا ایک مؤثر ذریعہ ہوتا ہے۔ خود وہ بیدار قومیں اپنے ماضی کی سنہری روایات کو از بر رکھتی ہیں اور نسل جدید کی توجہ اس طرف مبذول کراتی رہتی ہیں۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۷ء) سابق صدر شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "گنجہائے گرانمایہ" میں تحریک ترک موالات میں مولانا سلیمان اشرف کے تبصرہ اور نقوش کا ذکر بڑے دل نشیں پیرایہ میں کیا ہے، لکھتے ہیں:

"1921ء کا زمانہ ہے، ملک کو اپوزیشن (Non-Cooperation) کا سیلاب اپنی پوری طاقت پر ہے، گانے کی قربانی، اور 'موالات' پر بڑے بڑے جید اور مستند لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اُس زمانہ کے اخبارات، تقاریر، تصانیف اور مطبوعات کا اب اندازہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ اُس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہی سب کچھ ہے، یہی باتیں ٹھیک ہیں ان کے علاوہ کوئی اور بات ٹھیک ہو نہیں سکتی۔ کالج میں عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی، سب مطمئن ہو رہے تھے، لیکن نہ جانے کیوں مجھ پر کوئی اثر نہ تھا اور

[1] مولانا اشرف، ہندو مسلم اتحاد، ص ۱۲

[illegible] کہتے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

[illegible] تحریک [illegible] جذباتی تھی [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

النور

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہندو اور گاؤکشی کی سابقہ کوششیں	۱	تجویز کا پہلا اجلاس اور فقیر کا انکشاف	۲۰
قرآن و مسجد کی بے حرمتی	۳	ارشاد پر اعتراض کا جواب	۲
کانگریس اور مسلم لیگ کا مفاہمہ ما بعد	۴	جنگ بمقام اوڑ و قتل حساب کے آثار	۲۲
اتحادیوں اور ہندوؤں کا اتحاد	۵	واقعۂ پنجاب اور دیار خلافت	۲۳
اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا طرز عمل	۵	خلافت کا نام اور سوراج کا کام	۲۴
ستم ظریفی	۶	ہڑتال کی ایجاد	۲۵
موجودہ ہادیانِ قوم	۷	نان کوآپریشن	۲
مسلمانوں کی سیاسی زندگی کا پہلا دور	۸	ایک مغالطہ کا ازالہ	۲۷
تقلید جامد اور اتباع کورانہ	۹	مسلمانوں کی بیع میں زائد خیالی	۲۸
پہلی منزل	۹	ہڑتال، مسٹر گاندھی کی فیلسوفی	۲۹
تالیفِ قلوب کا سنگ بنیاد	۱۰	کانگریس سے مسلمانوں کے اعراض کی وجہ	۳۰
خلافت کمیٹی کا سنگ بنیاد	۱۱	ہندوؤں کی رفتار ترقی کی مثالیں	۳
قومی مجالس کا انعقاد	۱۲	سلف گورنمنٹ کا نمونہ	۳۲
واقعات اور نتیجہ	۱۳	سحر سامری کا کرشمہ	۳۳
کانگریس کے دو اصول	۱۵	حصول غلبہ کی ایک عجیب تدبیر	۳۴
ضمائے سیاسی سے ایک استفسار	۱۶	ذوق شہادت	۳۵
تعلیم و تعلمین کا اہل	۱۸	خلافت کا رخ سوراج کی طرف	۳۶
سیلاب مغالطات و تحریف حدیث	۱۹	معجزہ مہاتما	۳۷

مضمون	صفحہ
سیاسی ہماری مدرسی فتوی	۳۸
علمائے سیاسی اور لفظ جہاد کی تحقیق	۳۹
تین جہاد	۴۰
علمائے سیاسی اور مسئلہ جہاد کی توہین	۴۱
جنگ عربی بمقابلہ کے طرح پر اشتہار	۴۲
علمائے سیاسی کا ہجرت کے متعلق بتانا کہ	۴۳
قبل از نزول لفظ جہاد کا اثر	۴۵
مسئلہ ہذا کا قرآن میں ادغام	۴۶
دیگر اقسام	۴۷
بحث معاملہ	۴۸
رحمۃ للعالمین	۴۹
نام کو آپ پیشین کا علم جاہد	۵۰
فرمودہ نام کو آپ پیشین کا تدریجی تبدل	۵۱
نام کے تشریح کے مختلف ترجمہ	"
نام کو آپ پیشین کے شرعی لباس	"
نام کو آپ پیشین	۵۲
علمائے سیاسی کا تحقیقانہ	۵۳
کہ دعوت اسلام کی کتاب میں	"
علمائے سیاسی کا لفظ اور لفظ خاتم	
کی بحث	"
تقریر لفظ	۵۴
مضمون	صفحہ
مغالطہ کا خطرناک نتیجہ	۵۵
ایک التماس	۵۶
اسلام کامل و مکمل ہے	"
سیرۃ خاتم النبیین کا ایک نسخہ	۵۷
عہد نبوۃ کا آغاز اور اس کا قبائل پر اثر	"
کفار کی ایذا رسانی	۵۸
مدینہ طیبہ میں مخالفتوں کا ہجوم	۵۹
تمام ممکن حالات سے مبلغ اسلام و مسلمین	
کا مقابلہ	"
سلاطین سے خطاب	۶۰
حیات اقدس کا دوسرا رخ	"
تبلیغ کی بے نظیر شان	۶۱
ہدایت کا ایک بے مثل واقعہ	"
حقیقی سجدہ	۶۲
پیغمبر کی حیات مقدس ہر حالت میں سبق آموز	
نمونہ ہے	۶۳
لفظ ولا کے معنی کی تحقیق	۶۴
موالات فی الملل اور دوستی میں فرق	۶۵
غیر ملت سے موالات ہر حال میں ممنوع ہے	۶۶
علمائے سوء کی ایک عیاری	۶۷
تفسیر جلالین	"
تنویر	"

مضمون	صفحہ
تفسیر بیضاوی	۷۰
تفسیر مدارک	۷۲
تفسیر البحر المحیط ابوحیان اندلسی	۷۳
تفسیر خازن	۷۴
تفسیر کبیر	۷۷
تفسیر ابن جریر	۷۹
حضرت حاطب کا واقعہ	۹۲
تنزیہ	۹۳
آیۃ لایتخذ المؤمنون کی شان نزول	۹۶
تفسیر ابن جریر	۹۸
ابن جریر کی تائید عبارت سے تفسیر کشاف پر	۹۹
نہیں ہو سکتا	۱۰۱
بزرگوں سے مدد	۱۰۲
مشرکین کے مسلح	۱۰۳

مضمون	صفحہ
[illegible]	۱۰۹
[illegible]	۱۱۰
[illegible]	۱۱۱
[illegible]	۱۱۲
[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۱۱۴
[illegible]	۱۱۵
[illegible]	۱۱۶
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۸
[illegible]	۱۱۹
[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۱۲۳
[illegible]	۱۲۴
[illegible]	۱۲۵
[illegible]	۱۲۶
[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۲۹
[illegible]	۱۳۰
[illegible]	۱۳۱
[illegible]	۱۳۲
[illegible]	۱۳۳
[illegible]	۱۳۴
[illegible]	۱۳۵
[illegible]	۱۳۶
[illegible]	۱۳۷
[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۴۴
[illegible]	۱۴۵
[illegible]	۱۴۶
[illegible]	۱۴۷
[illegible]	۱۴۸
[illegible]	۱۴۹
[illegible]	۱۵۰
[illegible]	۱۵۱
[illegible]	۱۵۲
[illegible]	۱۵۳
[illegible]	۱۵۴
[illegible]	۱۵۵
[illegible]	۱۵۶
[illegible]	۱۵۷
[illegible]	۱۵۸
[illegible]	۱۵۹
[illegible]	۱۶۰
[illegible]	۱۶۱
[illegible]	۱۶۲
[illegible]	۱۶۳
[illegible]	۱۶۴
[illegible]	۱۶۵
[illegible]	۱۶۶
[illegible]	۱۶۷
[illegible]	۱۶۸
[illegible]	۱۶۹
[illegible]	۱۷۰
[illegible]	۱۷۱
[illegible]	۱۷۲
[illegible]	۱۷۳
[illegible]	۱۷۴
[illegible]	۱۷۵
[illegible]	۱۷۶
[illegible]	۱۷۷
[illegible]	۱۷۸
[illegible]	۱۷۹
[illegible]	۱۸۰
[illegible]	۱۸۱
[illegible]	۱۸۲
[illegible]	۱۸۳
[illegible]	۱۸۴
[illegible]	۱۸۵
[illegible]	۱۸۶
[illegible]	۱۸۷
[illegible]	۱۸۸
[illegible]	۱۸۹
[illegible]	۱۹۰
[illegible]	۱۹۱
[illegible]	۱۹۲
[illegible]	۱۹۳
[illegible]	۱۹۴
[illegible]	۱۹۵
[illegible]	۱۹۶
[illegible]	۱۹۷
[illegible]	۱۹۸
[illegible]	۱۹۹
[illegible]	۲۰۰
[illegible]	۲۰۱
[illegible]	۲۰۲
[illegible]	۲۰۳
[illegible]	۲۰۴
[illegible]	۲۰۵
[illegible]	۲۰۶
[illegible]	۲۰۷
[illegible]	۲۰۸
[illegible]	۲۰۹
[illegible]	۲۱۰
[illegible]	۲۱۱
[illegible]	۲۱۲
[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۱۴
[illegible]	۲۱۵
[illegible]	۲۱۶
[illegible]	۲۱۷
[illegible]	۲۱۸
[illegible]	۲۱۹
[illegible]	۲۲۰
[illegible]	۲۲۱
[illegible]	۲۲۲
[illegible]	۲۲۳
[illegible]	۲۲۴
[illegible]	۲۲۵
[illegible]	۲۲۶
[illegible]	۲۲۷
[illegible]	۲۲۸
[illegible]	۲۲۹
[illegible]	۲۳۰
[illegible]	۲۳۱
[illegible]	۲۳۲
[illegible]	۲۳۳
[illegible]	۲۳۴
[illegible]	۲۳۵
[illegible]	۲۳۶
[illegible]	۲۳۷
[illegible]	۲۳۸
[illegible]	۲۳۹
[illegible]	۲۴۰
[illegible]	۲۴۱
[illegible]	۲۴۲
[illegible]	۲۴۳
[illegible]	۲۴۴
[illegible]	۲۴۵
[illegible]	۲۴۶
[illegible]	۲۴۷
[illegible]	۲۴۸
[illegible]	۲۴۹
[illegible]	۲۵۰
[illegible]	۲۵۱
[illegible]	۲۵۲
[illegible]	۲۵۳
[illegible]	۲۵۴
[illegible]	۲۵۵
[illegible]	۲۵۶
[illegible]	۲۵۷
[illegible]	۲۵۸
[illegible]	۲۵۹
[illegible]	۲۶۰
[illegible]	۲۶۱
[illegible]	۲۶۲
[illegible]	۲۶۳
[illegible]	۲۶۴
[illegible]	۲۶۵
[illegible]	۲۶۶
[illegible]	۲۶۷
[illegible]	۲۶۸
[illegible]	۲۶۹
[illegible]	۲۷۰
[illegible]	۲۷۱
[illegible]	۲۷۲
[illegible]	۲۷۳
[illegible]	۲۷۴
[illegible]	۲۷۵
[illegible]	۲۷۶
[illegible]	۲۷۷
[illegible]	۲۷۸
[illegible]	۲۷۹
[illegible]	۲۸۰
[illegible]	۲۸۱
[illegible]	۲۸۲
[illegible]	۲۸۳
[illegible]	۲۸۴
[illegible]	۲۸۵
[illegible]	۲۸۶
[illegible]	۲۸۷
[illegible]	۲۸۸
[illegible]	۲۸۹
[illegible]	۲۹۰
[illegible]	۲۹۱
[illegible]	۲۹۲
[illegible]	۲۹۳
[illegible]	۲۹۴
[illegible]	۲۹۵
[illegible]	۲۹۶
[illegible]	۲۹۷
[illegible]	۲۹۸
[illegible]	۲۹۹
[illegible]	۳۰۰
[illegible]	۳۰۱
[illegible]	۳۰۲
[illegible]	۳۰۳
[illegible]	۳۰۴
[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۳۰۶
[illegible]	۳۰۷
[illegible]	۳۰۸
[illegible]	۳۰۹
[illegible]	۳۱۰
[illegible]	۳۱۱
[illegible]	۳۱۲
[illegible]	۳۱۳
[illegible]	۳۱۴
[illegible]	۳۱۵
[illegible]	۳۱۶
[illegible]	۳۱۷
[illegible]	۳۱۸
[illegible]	۳۱۹
[illegible]	۳۲۰
[illegible]	۳۲۱
[illegible]	۳۲۲
[illegible]	۳۲۳
[illegible]	۳۲۴
[illegible]	۳۲۵
[illegible]	۳۲۶
[illegible]	۳۲۷
[illegible]	۳۲۸
[illegible]	۳۲۹
[illegible]	۳۳۰
[illegible]	۳۳۱
[illegible]	۳۳۲
[illegible]	۳۳۳
[illegible]	۳۳۴
[illegible]	۳۳۵
[illegible]	۳۳۶
[illegible]	۳۳۷
[illegible]	۳۳۸
[illegible]	۳۳۹
[illegible]	۳۴۰
[illegible]	۳۴۱
[illegible]	۳۴۲
[illegible]	۳۴۳
[illegible]	۳۴۴
[illegible]	۳۴۵
[illegible]	۳۴۶
[illegible]	۳۴۷
[illegible]	۳۴۸
[illegible]	۳۴۹
[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۵۱
[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۵۳
[illegible]	۳۵۴
[illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۵۶
[illegible]	۳۵۷
[illegible]	۳۵۸
[illegible]	۳۵۹
[illegible]	۳۶۰
[illegible]	۳۶۱
[illegible]	۳۶۲
[illegible]	۳۶۳
[illegible]	۳۶۴
[illegible]	۳۶۵
[illegible]	۳۶۶
[illegible]	۳۶۷
[illegible]	۳۶۸
[illegible]	۳۶۹
[illegible]	۳۷۰
[illegible]	۳۷۱
[illegible]	۳۷۲
[illegible]	۳۷۳
[illegible]	۳۷۴
[illegible]	۳۷۵
[illegible]	۳۷۶
[illegible]	۳۷۷
[illegible]	۳۷۸
[illegible]	۳۷۹
[illegible]	۳۸۰
[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۲
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۶
[illegible]	۳۸۷
[illegible]	۳۸۸
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۱
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۴
[illegible]	۳۹۵
[illegible]	۳۹۶
[illegible]	۳۹۷
[illegible]	۳۹۸
[illegible]	۳۹۹
[illegible]	۴۰۰
[illegible]	۴۰۱
[illegible]	۴۰۲
[illegible]	۴۰۳
[illegible]	۴۰۴
[illegible]	۴۰۵
[illegible]	۴۰۶
[illegible]	۴۰۷
[illegible]	۴۰۸
[illegible]	۴۰۹
[illegible]	۴۱۰
[illegible]	۴۱۱
[illegible]	۴۱۲
[illegible]	۴۱۳
[illegible]	۴۱۴
[illegible]	۴۱۵
[illegible]	۴۱۶
[illegible]	۴۱۷
[illegible]	۴۱۸
[illegible]	۴۱۹
[illegible]	۴۲۰
[illegible]	۴۲۱
[illegible]	۴۲۲
[illegible]	۴۲۳
[illegible]	۴۲۴
[illegible]	۴۲۵
[illegible]	۴۲۶
[illegible]	۴۲۷
[illegible]	۴۲۸
[illegible]	۴۲۹
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۲
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۴
[illegible]	۴۳۵
[illegible]	۴۳۶
[illegible]	۴۳۷
[illegible]	۴۳۸
[illegible]	۴۳۹
[illegible]	۴۴۰
[illegible]	۴۴۱
[illegible]	۴۴۲
[illegible]	۴۴۳
[illegible]	۴۴۴
[illegible]	۴۴۵
[illegible]	۴۴۶
[illegible]	۴۴۷
[illegible]	۴۴۸
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۲
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۴
[illegible]	۴۵۵
[illegible]	۴۵۶
[illegible]	۴۵۷
[illegible]	۴۵۸
[illegible]	۴۵۹
[illegible]	۴۶۰
[illegible]	۴۶۱
[illegible]	۴۶۲
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۴
[illegible]	۴۶۵
[illegible]	۴۶۶
[illegible]	۴۶۷
[illegible]	۴۶۸
[illegible]	۴۶۹
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۱
[illegible]	۴۷۲
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۴
[illegible]	۴۷۵
[illegible]	۴۷۶
[illegible]	۴۷۷
[illegible]	۴۷۸
[illegible]	۴۷۹
[illegible]	۴۸۰
[illegible]	۴۸۱
[illegible]	۴۸۲
[illegible]	۴۸۳
[illegible]	۴۸۴
[illegible]	۴۸۵
[illegible]	۴۸۶
[illegible]	۴۸۷
[illegible]	۴۸۸
[illegible]	۴۸۹
[illegible]	۴۹۰
[illegible]	۴۹۱
[illegible]	۴۹۲
[illegible]	۴۹۳
[illegible]	۴۹۴
[illegible]	۴۹۵
[illegible]	۴۹۶
[illegible]	۴۹۷
[illegible]	۴۹۸
[illegible]	۴۹۹
[illegible]	۵۰۰
[illegible]	۵۰۱
[illegible]	۵۰۲
[illegible]	۵۰۳
[illegible]	۵۰۴
[illegible]	۵۰۵
[illegible]	۵۰۶
[illegible]	۵۰۷
[illegible]	۵۰۸
[illegible]	۵۰۹
[illegible]	۵۱۰
[illegible]	۵۱۱
[illegible]	۵۱۲
[illegible]	۵۱۳
[illegible]	۵۱۴
[illegible]	۵۱۵
[illegible]	۵۱۶
[illegible]	۵۱۷
[illegible]	۵۱۸
[illegible]	۵۱۹
[illegible]	۵۲۰
[illegible]	۵۲۱
[illegible]	۵۲۲
[illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۵
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۷
[illegible]	۵۲۸
[illegible]	۵۲۹
[illegible]	۵۳۰
[illegible]	۵۳۱
[illegible]	۵۳۲
[illegible]	۵۳۳
[illegible]	۵۳۴
[illegible]	۵۳۵
[illegible]	۵۳۶
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۹
[illegible]	۵۴۰
[illegible]	۵۴۱
[illegible]	۵۴۲
[illegible]	۵۴۳
[illegible]	۵۴۴
[illegible]	۵۴۵
[illegible]	۵۴۶
[illegible]	۵۴۷
[illegible]	۵۴۸
[illegible]	۵۴۹
[illegible]	۵۵۰
[illegible]	۵۵۱
[illegible]	۵۵۲
[illegible]	۵۵۳
[illegible]	۵۵۴
[illegible]	۵۵۵
[illegible]	۵۵۶
[illegible]	۵۵۷
[illegible]	۵۵۸
[illegible]	۵۵۹
[illegible]	۵۶۰
[illegible]	۵۶۱
[illegible]	۵۶۲
[illegible]	۵۶۳
[illegible]	۵۶۴
[illegible]	۵۶۵
[illegible]	۵۶۶
[illegible]	۵۶۷
[illegible]	۵۶۸
[illegible]	۵۶۹
[illegible]	۵۷۰
[illegible]	۵۷۱
[illegible]	۵۷۲
[illegible]	۵۷۳
[illegible]	۵۷۴
[illegible]	۵۷۵
[illegible]	۵۷۶
[illegible]	۵۷۷
[illegible]	۵۷۸
[illegible]	۵۷۹
[illegible]	۵۸۰
[illegible]	۵۸۱
[illegible]	۵۸۲
[illegible]	۵۸۳
[illegible]	۵۸۴
[illegible]	۵۸۵
[illegible]	۵۸۶
[illegible]	۵۸۷
[illegible]	۵۸۸
[illegible]	۵۸۹
[illegible]	۵۹۰
[illegible]	۵۹۱
[illegible]	۵۹۲
[illegible]	۵۹۳
[illegible]	۵۹۴
[illegible]	۵۹۵
[illegible]	۵۹۶
[illegible]	۵۹۷
[illegible]	۵۹۸
[illegible]	۵۹۹
[illegible]	۶۰۰
[illegible]	۶۰۱
[illegible]	۶۰۲
[illegible]	۶۰۳
[illegible]	۶۰۴
[illegible]	۶۰۵
[illegible]	۶۰۶
[illegible]	۶۰۷
[illegible]	۶۰۸
[illegible]	۶۰۹
[illegible]	۶۱۰
[illegible]	۶۱۱
[illegible]	۶۱۲
[illegible]	۶۱۳
[illegible]	۶۱۴
[illegible]	۶۱۵
[illegible]	۶۱۶
[illegible]	۶۱۷
[illegible]	۶۱۸
[illegible]	۶۱۹
[illegible]	۶۲۰
[illegible]	۶۲۱
[illegible]	۶۲۲
[illegible]	۶۲۳
[illegible]	۶۲۴
[illegible]	۶۲۵
[illegible]	۶۲۶
[illegible]	۶۲۷
[illegible]	۶۲۸
[illegible]	۶۲۹
[illegible]	۶۳۰
[illegible]	۶۳۱
[illegible]	۶۳۲
[illegible]	۶۳۳
[illegible]	۶۳۴
[illegible]	۶۳۵
[illegible]	۶۳۶
[illegible]	۶۳۷
[illegible]	۶۳۸
[illegible]	۶۳۹
[illegible]	۶۴۰
[illegible]	۶۴۱
[illegible]	۶۴۲
[illegible]	۶۴۳
[illegible]	۶۴۴
[illegible]	۶۴۵
[illegible]	۶۴۶
[illegible]	۶۴۷
[illegible]	۶۴۸
[illegible]	۶۴۹
[illegible]	۶۵۰
[illegible]	۶۵۱
[illegible]	۶۵۲
[illegible]	۶۵۳
[illegible]	۶۵۴
[illegible]	۶۵۵
[illegible]	۶۵۶
[illegible]	۶۵۷
[illegible]	۶۵۸
[illegible]	۶۵۹
[illegible]	۶۶۰
[illegible]	۶۶۱
[illegible]	۶۶۲
[illegible]	۶۶۳
[illegible]	۶۶۴
[illegible]	۶۶۵
[illegible]	۶۶۶
[illegible]	۶۶۷
[illegible]	۶۶۸
[illegible]	۶۶۹
[illegible]	۶۷۰
[illegible]	۶۷۱
[illegible]	۶۷۲
[illegible]	۶۷۳
[illegible]	۶۷۴
[illegible]	۶۷۵
[illegible]	۶۷۶
[illegible]	۶۷۷
[illegible]	۶۷۸
[illegible]	۶۷۹
[illegible]	۶۸۰
[illegible]	۶۸۱
[illegible]	۶۸۲
[illegible]	۶۸۳
[illegible]	۶۸۴
[illegible]	۶۸۵
[illegible]	۶۸۶
[illegible]	۶۸۷
[illegible]	۶۸۸
[illegible]	۶۸۹
[illegible]	۶۹۰
[illegible]	۶۹۱
[illegible]	۶۹۲
[illegible]	۶۹۳
[illegible]	۶۹۴
[illegible]	۶۹۵
[illegible]	۶۹۶
[illegible]	۶۹۷
[illegible]	۶۹۸
[illegible]	۶۹۹
[illegible]	۷۰۰
[illegible]	۷۰۱
[illegible]	۷۰۲
[illegible]	۷۰۳
[illegible]	۷۰۴
[illegible]	۷۰۵
[illegible]	۷۰۶
[illegible]	۷۰۷
[illegible]	۷۰۸
[illegible]	۷۰۹
[illegible]	۷۱۰
[illegible]	۷۱۱
[illegible]	۷۱۲
[illegible]	۷۱۳
[illegible]	۷۱۴
[illegible]	۷۱۵
[illegible]	۷۱۶
[illegible]	۷۱۷
[illegible]	۷۱۸
[illegible]	۷۱۹
[illegible]	۷۲۰
[illegible]	۷۲۱
[illegible]	۷۲۲
[illegible]	۷۲۳
[illegible]	۷۲۴
[illegible]	۷۲۵
[illegible]	۷۲۶
[illegible]	۷۲۷
[illegible]	۷۲۸
[illegible]	۷۲۹
[illegible]	۷۳۰
[illegible]	۷۳۱
[illegible]	۷۳۲
[illegible]	۷۳۳
[illegible]	۷۳۴
[illegible]	۷۳۵
[illegible]	۷۳۶
[illegible]	۷۳۷
[illegible]	۷۳۸
[illegible]	۷۳۹
[illegible]	۷۴۰
[illegible]	۷۴۱
[illegible]	۷۴۲
[illegible]	۷۴۳
[illegible]	۷۴۴
[illegible]	۷۴۵
[illegible]	۷۴۶
[illegible]	۷۴۷
[illegible]	۷۴۸
[illegible]	۷۴۹
[illegible]	۷۵۰
[illegible]	۷۵۱
[illegible]	۷۵۲
[illegible]	۷۵۳
[illegible]	۷۵۴
[illegible]	۷۵۵
[illegible]	۷۵۶
[illegible]	۷۵۷
[illegible]	۷۵۸
[illegible]	۷۵۹
[illegible]	۷۶۰
[illegible]	۷۶۱
[illegible]	۷۶۲
[illegible]	۷۶۳
[illegible]	۷۶۴
[illegible]	۷۶۵
[illegible]	۷۶۶
[illegible]	۷۶۷
[illegible]	۷۶۸
[illegible]	۷۶۹
[illegible]	۷۷۰
[illegible]	۷۷۱
[illegible]	۷۷۲
[illegible]	۷۷۳
[illegible]	۷۷۴
[illegible]	۷۷۵
[illegible]	۷۷۶
[illegible]	۷۷۷
[illegible]	۷۷۸
[illegible]	۷۷۹
[illegible]	۷۸۰
[illegible]	۷۸۱
[illegible]	۷۸۲
[illegible]	۷۸۳
[illegible]	۷۸۴
[illegible]	۷۸۵
[illegible]	۷۸۶
[illegible]	۷۸۷
[illegible]	۷۸۸
[illegible]	۷۸۹
[illegible]	۷۹۰
[illegible]	۷۹۱
[illegible]	۷۹۲
[illegible]	۷۹۳
[illegible]	۷۹۴
[illegible]	۷۹۵
[illegible]	۷۹۶
[illegible]	۷۹۷
[illegible]	۷۹۸
[illegible]	۷۹۹
[illegible]	۸۰۰
[illegible]	۸۰۱
[illegible]	۸۰۲
[illegible]	۸۰۳
[illegible]	۸۰۴
[illegible]	۸۰۵
[illegible]	۸۰۶
[illegible]	۸۰۷
[illegible]	۸۰۸
[illegible]	۸۰۹
[illegible]	۸۱۰
[illegible]	۸۱۱
[illegible]	۸۱۲
[illegible]	۸۱۳
[illegible]	۸۱۴
[illegible]	۸۱۵
[illegible]	۸۱۶
[illegible]	۸۱۷
[illegible]	۸۱۸
[illegible]	۸۱۹
[illegible]	۸۲۰
[illegible]	۸۲۱
[illegible]	۸۲۲
[illegible]	۸۲۳
[illegible]	۸۲۴
[illegible]	۸۲۵
[illegible]	۸۲۶
[illegible]	۸۲۷
[illegible]	۸۲۸
[illegible]	۸۲۹
[illegible]	۸۳۰
[illegible]	۸۳۱
[illegible]	۸۳۲
[illegible]	۸۳۳
[illegible]	۸۳۴
[illegible]	۸۳۵
[illegible]	۸۳۶
[illegible]	۸۳۷
[illegible]	۸۳۸
[illegible]	۸۳۹
[illegible]	۸۴۰
[illegible]	۸۴۱
[illegible]	۸۴۲
[illegible]	۸۴۳
[illegible]	۸۴۴
[illegible]	۸۴۵
[illegible]	۸۴۶
[illegible]	۸۴۷
[illegible]	۸۴۸
[illegible]	۸۴۹
[illegible]	۸۵۰
[illegible]	۸۵۱
[illegible]	۸۵۲
[illegible]	۸۵۳
[illegible]	۸۵۴
[illegible]	۸۵۵
[illegible]	۸۵۶
[illegible]	۸۵۷
[illegible]	۸۵۸
[illegible]	۸۵۹
[illegible]	۸۶۰
[illegible]	۸۶۱
[illegible]	۸۶۲
[illegible]	۸۶۳
[illegible]	۸۶۴
[illegible]	۸۶۵
[illegible]	۸۶۶
[illegible]	۸۶۷
[illegible]	۸۶۸
[illegible]	۸۶۹
[illegible]	۸۷۰
[illegible]	۸۷۱
[illegible]	۸۷۲
[illegible]	۸۷۳
[illegible]	۸۷۴
[illegible]	۸۷۵
[illegible]	۸۷۶
[illegible]	۸۷۷
[illegible]	۸۷۸
[illegible]	۸۷۹
[illegible]	۸۸۰
[illegible]	۸۸۱
[illegible]	۸۸۲
[illegible]	۸۸۳
[illegible]	۸۸۴
[illegible]	۸۸۵
[illegible]	۸۸۶
[illegible]	۸۸۷
[illegible]	۸۸۸
[illegible]	۸۸۹
[illegible]	۸۹۰
[illegible]	۸۹۱
[illegible]	۸۹۲
[illegible]	۸۹۳
[illegible]	۸۹۴
[illegible]	۸۹۵
[illegible]	۸۹۶
[illegible]	۸۹۷
[illegible]	۸۹۸
[illegible]	۸۹۹
[illegible]	۹۰۰
[illegible]	۹۰۱
[illegible]	۹۰۲
[illegible]	۹۰۳
[illegible]	۹۰۴
[illegible]	۹۰۵
[illegible]	۹۰۶
[illegible]	۹۰۷
[illegible]	۹۰۸
[illegible]	۹۰۹
[illegible]	۹۱۰
[illegible]	۹۱۱
[illegible]	۹۱۲
[illegible]	۹۱۳
[illegible]	۹۱۴
[illegible]	۹۱۵
[illegible]	۹۱۶
[illegible]	۹۱۷
[illegible]	۹۱۸
[illegible]	۹۱۹
[illegible]	۹۲۰
[illegible]	۹۲۱
[illegible]	۹۲۲
[illegible]	۹۲۳
[illegible]	۹۲۴
[illegible]	۹۲۵
[illegible]	۹۲۶
[illegible]	۹۲۷
[illegible]	۹۲۸
[illegible]	۹۲۹
[illegible]	۹۳۰
[illegible]	۹۳۱
[illegible]	۹۳۲
[illegible]	۹۳۳
[illegible]	۹۳۴
[illegible]	۹۳۵
[illegible]	۹۳۶
[illegible]	۹۳۷
[illegible]	۹۳۸
[illegible]	۹۳۹
[illegible]	۹۴۰
[illegible]	۹۴۱
[illegible]	۹۴۲
[illegible]	۹۴۳
[illegible]	۹۴۴
[illegible]	۹۴۵
[illegible]	۹۴۶
[illegible]	۹۴۷
[illegible]	۹۴۸
[illegible]	۹۴۹
[illegible]	۹۵۰
[illegible]	۹۵۱
[illegible]	۹۵۲
[illegible]	۹۵۳
[illegible]	۹۵۴
[illegible]	۹۵۵
[illegible]	۹۵۶
[illegible]	۹۵۷
[illegible]	۹۵۸
[illegible]	۹۵۹
[illegible]	۹۶۰
[illegible]	۹۶۱
[illegible]	۹۶۲
[illegible]	۹۶۳
[illegible]	۹۶۴
[illegible]	۹۶۵
[illegible]	۹۶۶
[illegible]	۹۶۷
[illegible]	۹۶۸
[illegible]	۹۶۹
[illegible]	۹۷۰
[illegible]	۹۷۱
[illegible]	۹۷۲
[illegible]	۹۷۳
[illegible]	۹۷۴
[illegible]	۹۷۵
[illegible]	۹۷۶
[illegible]	۹۷۷
[illegible]	۹۷۸
[illegible]	۹۷۹
[illegible]	۹۸۰
[illegible]	۹۸۱
[illegible]	۹۸۲
[illegible]	۹۸۳
[illegible]	۹۸۴
[illegible]	۹۸۵
[illegible]	۹۸۶
[illegible]	۹۸۷
[illegible]	۹۸۸
[illegible]	۹۸۹
[illegible]	۹۹۰
[illegible]	۹۹۱
[illegible]	۹۹۲
[illegible]	۹۹۳
[illegible]	۹۹۴
[illegible]	۹۹۵
[illegible]	۹۹۶
[illegible]	۹۹۷
[illegible]	۹۹۸
[illegible]	۹۹۹
[illegible]	۱۰۰۰

مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۰۸
[illegible]	۱۱۰
[illegible]	۱۱۲
[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۱۱۴
[illegible]	۱۱۹
[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۱۲۳
[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۲۹
[illegible]	۱۳۱
[illegible]	۱۳۲
[illegible]	۱۳۳
[illegible]	۱۳۴
[illegible]	۱۳۵
[illegible]	۱۳۶
[illegible]	۱۳۷
[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۴۴
[illegible]	۱۴۵

مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	۶۲
[illegible]	۶۴
[illegible]	۶۵
[illegible]	۶۸
[illegible]	۱۵۵
عودالی المقصود	۱۶۰
[illegible]	۶۱
[illegible]	۶۲
[illegible]	۶۶
[illegible]	۶۹
[illegible]	۷۱
[illegible]	۷۳
[illegible]	۷۵
[illegible]	۷۷
[illegible]	۸۰
[illegible]	۸۲
[illegible]	۸۵
[illegible]	۸۷
[illegible]	۹۰
[illegible]	۹۲
[illegible]	۹۵
[illegible]	۹۷
[illegible]	۹۹
[illegible]	۱۰۰
[illegible]	۱۰۲
[illegible]	۱۰۳
[illegible]	۱۰۴
[illegible]	۱۰۵
[illegible]	۱۰۶
[illegible]	۱۰۷
[illegible]	۱۰۸
[illegible]	۱۰۹
[illegible]	۱۱۰
[illegible]	۱۱۱
[illegible]	۱۱۲
[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۱۱۴
[illegible]	۱۱۵
[illegible]	۱۱۶
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۸
[illegible]	۱۱۹
[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۱۲۳
[illegible]	۱۲۴
[illegible]	۱۲۵
[illegible]	۱۲۶
[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۲۹
[illegible]	۱۳۰
[illegible]	۱۳۱
[illegible]	۱۳۲
[illegible]	۱۳۳
[illegible]	۱۳۴
[illegible]	۱۳۵
[illegible]	۱۳۶
[illegible]	۱۳۷
[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۴۴
[illegible]	۱۴۵

قیمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

ھُوَ الحق

انسدادِ گاؤکشی کی سابقہ کوششیں

[illegible] مداوف [illegible] کی کوشش شروع کی اور بہت جلد ملکوں کے [illegible] دہت تعرض میں آگئے۔

ہندوؤں کو جب اس [illegible] ذہب پر حملہ آوری شروع کی مظفر [illegible] کے شور بپا کرتے اور جابجا مسلمانوں کی [illegible] اُن پر چاہتے تھے۔

یوں تو مسلمانوں کا ہر کن مذہبی دل ہندو کو چیلنج کر دینے کا کافی بہانہ تھا لیکن بقرعید کے موقع پر گائے کی قربانی سے جو تلاطم اور ہیجان ان میں پیدا ہوتا اس کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہی نہیں خیرت نہ مسلمان اپنے اس دینی وقار اور مذہبی استحقاق کے قائم رکھنے میں ہمیشہ استقلال و جرأت سے ان کی مستکبرانہ کی مدافعت کرتے رہے۔

محض سفائی دیے ہی کو چند سال کے تجربے نے جب کافی ثابت کیا تو اہل ہنود نے تدابیر و حیل کی آمیزش اپنی جفاکاری میں ضروری سمجھ کر تدلیس و تلبیس سے بھی کام لینے لگے۔ چنانچہ ۱۸۸۷ء میں اہل ہنود نے ایک عبارت استفتا ترتیب کر کے بنام زبدۃ العلماء مفتی شہر سے متعدد علمائے کرام کی خدمت میں روانہ کی۔

استفتا میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ صرف بقرعید پر گائے کی قربانی جب کہ موجب فتنہ و فساد ہے دوسرے اوقات میں اس کی وجہ سے نفس آبادی اگر مسلمان گائے کی قربانی موقوف کر دیں تو کیا مضائقہ ہے۔

حضرات علمائے غایت مدقل طائفہ پر اس کا یہی جواب تحریر فرمایا کہ شریعت نے جو احکام اعلیٰ فرمایا ہے اس سے خوف فتنہ کا بہانہ کر کے حق حاصل ہو تو حکومت کی قوت ذمہ نہ کرنا چاہیے ہو پس خاطر ہنود خوش ہو اپنے دینی حق سے باز رہنا ہم گز روا نہیں۔

درمیان بیس سال عرصہ اسی قسم کا استفتا جاری ہوا اور ہر بار شریعت سے یہی فتوی صادر ہوا۔ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب بریلوی کا رسالہ نفس المکروب فی بیان الفتنۃ بالحبوب کا تصنیف بزرگ وعظ فرمایا ہے اور مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحی صاحب مرحوم میں یہ سارے فتوے جمع ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ۱۸۹۳ء اور ۱۸۹۴ء میں پھر اسی سوال کا اعادہ کیا گیا، مگر اس سے اسی سابقہ جواب کا اعادہ فرمایا گیا۔

۱۸۹۳ء کے دنوں میں جب کہ ہندوؤں نے ایک عشر عظیم پا کر بعد قتل و غارت گری اور بے حرمتی

مساجد اس کوشش میں سرگرم ہوئے کہ کلام مجید کی یہ آیت کریمہ کہ قتل بنی کفار وہ ہندوؤں کی دل آزاری ہوتی ہے اور گائے کی قربانی جب اجازت مذہب اسلام نہیں اس وقت عید پر یا کوئی موقع فرقہ وارانہ جب جاسی نے ایک رسالہ چھپوا کر شائع فرمایا جس میں دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ گاؤ کشی بالکل محض بے بنیاد بلکہ نیز واقعہ مؤرخہ کی تقدیم میں ایک مقدمہ میں ہندوؤں کی جانب سے مظالم اور مسلمانوں کی مظلومیت و استقامت کی جو جو تصویر پیش کی گئی تھی وہ سب چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔

اشارات صدیت صرف اس قدر ثابت کرتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے شعائر میں سے کسی ایک رکن دینی کے ترک و ادا کرنے میں اپنی پوری جسمانی مالی قومی طاقت سے کام لے کر ہر سال برس سے مسلسل ساعی و کوشاں ہیں یہ عمل اور ان کی یہ کوشش ہیں پاداش سے اظہار بیزاری کرتے رہے۔

قرآن و مساجد کی بے حرمتی

ہندوؤں نے جوش و خشت میں آکر قرآن کی آیات کو مساجد کی بے حرمتی میں ہمیشہ مسلمانوں کو نہایت بیدردی سے قتل کیا ہے مسلمانوں کے دین پر حملہ کرنا ہمیشہ سے ان کا شیوہ رہا ہے وقت عام اذان وغیرہ پر ہوتے ہیں ان کی نفرت

کیا یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کہ یہ اور تحریری دلیل ہے کہ ان کی قوت ان کے تعصب پر مبنی ہے یہ ہمیشہ سے ان کا شیوہ رہا ہے کہ جب کبھی ہو موقع ہاتھ آیا ہے یہ ظلم کرنے سے نہیں چوکے ہیں یہ ہمیشہ سے مسلمانوں کے مقدسات مقدسہ پر یہ حملہ کرتے رہے ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایسے موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس

خلوص سے اپنی اس پسندیدگی اور سنت پذیری کا ثبوت دیں جو انصار و احسان مسلمانوں نے اپنے ایام سلطنت میں ان کے ساتھ مرعی رکھے۔

کانگریس اور مسلم لیگ کا معاہدہ و مابعد

۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے بعد معاہدہ اتحاد کا آوازہ بلند کیا اس وقت مسلمانوں کی خلافت مقدسہ دول یورپ کے نرغہ میں پھنسی ہوئی تھی اس لیے مناسب یہی تھا کہ مسلمانان ہند معاشی اور وطنی نزاعات کو صلح اور آشتی کے ساتھ طے کرتے اور پوری توجہ سے خلافت اور مقامات مقدسہ کی محافظت پر تدابیر سوچ کر عمل آرا ہوں۔ لیکن ہندو مسلمانوں کے اس عالم پریشانی سے بغیر فائدہ حاصل کیے کیونکر رہ سکتے تھے۔ ایک دوسرے ہندو لیڈر نے تو صاف صاف انصاف خواہ لیڈران مسلم کے کانوں میں بھینک راز شروع کی اور بالآخر نے ملکر ایک تجارت آمدہ اور شہ آبادیں بپا کی دوسرے سال کلکتہ پور میں اپنی عداوت کا نہ مٹنے والا ثبوت پیش کیا۔

عین ایسے موقع پر جب کہ مسلمان نہایت اضطراب و بیچینی کے عالم میں مبتلا تھے ان دونوں مقامات پر یکے بعد دیگرے آتش فساد مشتعل کرنے سے ہندوؤں کا یہی مقصد تھا کہ مسلمانان ہند اپنے مصائب میں پھنس کر خدمت خلافت سے محروم رہ جاویں اور یورپ کی وہ سلطنتیں جو اسلامی مرکز پر حملہ آور ہیں ہندوؤں سے اس فتنہ و فساد سے مظاہرہ و اعانت کا فائدہ حاصل کریں۔ الہ آباد و بریلی وغیرہ تیرہ شہر محرم الحرام کے موقع پر جو فساد ہندوؤں نے کیا وہ اس کے علاوہ ہے۔

اتحادیوں اور ہندوؤں کا اتحاد

اتحادیوں میں فوج کشی اور ملک گیری کی قوت تھی اس لیے وہ اپنی اس قوت سے کام لے رہے تھے اور ہندوؤں میں یہ طاقت تھی کہ ایسی نازک حالت میں مسلمانان ہند کو مقامی آفات میں الجھا کر ارض مقدس کی خدمت باز رکھیں اس لیے وہ اپنی اسی طاقت کو عمل میں لا رہے تھے۔ نوض اس انتقامی ایام مصیبت میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں اتحادی

سلطنتیں اور ان کے ملکی جانی دونوں برابر کے شریک رہے تھے۔ ملکی جائیدادوں نے بھی اتفاق و اتحاد دونوں برابر ہی غارت کرنے اور دونوں کی تجارتی روزگار کی اور اپنے اس خطرناک پچاس برس سے پرورش کرتے تھے آرہ شاہ آباد اور کلکتہ پور کے مسلمانوں سے ان سے چھڑا بیٹھا۔

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا طرز عمل

بندوؤں کے اس برتاؤ اور ہر موقع کے مقابلہ میں گر مسلمانوں کا طرز عمل دیکھا جائے تو اچھی طرح فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ قدیم سے ہندوؤں کی رعایت کس نے ہمیشہ ملحوظ رکھی ہے۔

بہت سے روا سمجھ شرک و کفر سے بچنے والے جن کو ہندو پوجتے ہیں کہ ان کے خدا ہیں مسلمانوں کو ان کا مذہب اس کے تعلق اور مخالفت کا حکم دیتا ہے لیکن کوئی واقعہ ایسا نہیں بتایا جا سکتا جس میں دور دراز کے مسلمانوں نے بھی حالت سے کہیں ہندوؤں پر حملہ آوری کی ہو۔

رام سیلا گنیش اور بھوانی وغیرہ ہندوؤں کے ایسے تہوار ہیں جن میں بڑے ہندوؤں کی آپس سے اشتعال انگیزی ہوا کرتی ہے لیکن آج تک ہزاروں موقعوں میں بھی بجز معدودے مسلمانوں کے کوئی قوت و جمعیت دیگر اخلاق سے گئی کہ ہندوؤں کے لیے کبھی مجتمع نہ ہوئی۔

انتہائے برادر نوازی و جس جب یہ ہے کہ تازہ ترین مثال، تقسیم کے وقت ہندوؤں نے مسلمانوں کو بے مکان میں گن لگا کر جلایا اور ان کی جان و مال کو تباہ کیا۔ یہ بے تباہ کی لیکن جب تک حکومت کے ہاتھوں میں یہ پنجاب ہندوؤں سے کر مسلمانوں کو ہندوؤں کے حمایت میں ہر طرف سے مدد کی ہر دیر آرہی ہے کہ مسلمانوں کے لیے ہندوؤں نے بجائے معاونت اور تعاون کی یہ تعین شان کی کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں ہندوستانیوں نے مشتعل ہو کر بھیجیں کہ ہم اپنا علاقہ واپس لیتے ہیں۔ اگر مشرقی پنجاب کے مسلمان مجبور ہو کر نہ نکلتے۔ پھر جب کہ فیصلہ چونکہ

قلبِ جامہ اور اتباعِ کورانہ

بعد ہو ملک میں تعلیم یافتہ ہونے کی حیثیت سے حاصل ہے
کو ہم خوش اور فخر کرتے ہیں ہم ہیں
کیف اور سرور میں حالت مسرت پیدا کرتی ہے یہ ہیں
دوہرا ہی مسلمانوں کیلئے یہ قوم کی اور ہمارے ہیں
خوب ایک مقابلہ سے ایک عہد بلندی رکھتی ہے
محو ہے وہ ای کا نتیجہ ہے کہ
جاں ہو گئی کہ مسلمان اپنے
اُن کی بجائے عقیدت
ہی نصب العین کو
اوشش کی۔

پہلی منزل

مسٹر
تھے جب آل انڈیا
کرانش بھی پر
ہو ہوا تھا کہ
سبب زیادہ
ہو سکے

قرآنی
ت
ہو گیا

مت دہ ہب کے بہبود کی کوشش باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کے لیڈر بھی خیس تھے کہ کانگریس کا جلسہ بمبئی میں منعقد ہوا جلسہ کانگریس کے صدر مسٹر موہن داس کرمچند گاندھی نے اپنی تحریر میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی دل آزاری سے باز رہیں اور ان کی طرف برادرانہ محبت سے ہاتھ بڑھائیں۔

اس دل آزاری و محبت کی تشریح بھی براہ مہربانی خود ہی صدر نے مابعد میں فرما دی کہ گئو کشی بند کرنے کے لئے گائے کی قربانی نہایت ضروری ہے تو باوجود اس تکلیف کے جو مجھے اس معاملہ میں ہوگی میں قربانی کو خود اپنی آنکھ سے دیکھنے کے لئے تیار ہوں۔

قابل غور یہ نکتہ ہے کہ مسلمان لیڈر جبکہ جوش محبت ہندو میں خود ہی بغیر تحریک ظاہری پوری کر دیتے ہیں اس شدت و بیرحمی سے ہندوؤں نے قربانی گاؤ پر ہجوم اور حملہ آوری کی جس کا نتیجہ ہوا مسلمان کا بیدریغ گائے کی قربانی و بند کردی تحریک ترک کی بالفاظ دیگر کہتے ہیں پھر گورنمنٹ سے بواسطہ مسٹر بنگلو اپنے لیڈریں میں یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ہند کوئی ایسا قانون وضع کرے جس سے ہندوستان میں گائے کا ذبح کرنا قانوناً جرم قرار پاجائے ایسی حالت میں مسٹر موہن داس جیسا غیر خواہ ہندوستان کانگریس جیسے فیصلہ جلسہ میں خود اپنے منہ سے یہ کہے کہ مسلمان ہندوؤں کی دل آزاری سے باز رہیں یہ تعجب خیز اور حیرت انگیز بات ہے کہ ایک ملک کا سکون و قرار کس قدر تعجب کی

نیاز شکر کے ذیل میں مولانا صاحب نے اس کا بیان کرنا بھی ضروری سمجھا کہ مسٹر گاندھی صاحب کے اخلاق و تحمل سے میں یہاں تک متاثر ہو چکا ہوں کہ گائے کی قربانی میں نے ترک کر دی جملہ خلافت کے مقاصد و اصول عمل اسلامی و دینی سے ترک قربانی گاؤ کا تعلق کچھ نہ تھا لیکن یہی جو جو طرز حکایت بیان ہوا اور جو الفاظ سرسری طور پر اثنائے تشکر و امتنان میں آ گئے فی الحقیقت یہ ایک زبردست دیباچہ اور مقدمہ تھا اس کتب کا جو آئندہ ماہ دسمبر میں اسی سال خدمۂ مسلمین کے لئے تصنیف ہونے والی تھی اسی کے ساتھ خلافت کے نام سے جو ایک مبسوط رسالہ ہوا اُسے نتیجہ کتاب سمجھ لیجئے۔

قومی مجالس کا انعقاد

اب پھر کامیابی آتا ہے اور قومی مجالس کا انعقاد امر تسر میں ہو رہا ہے مسلم لیگ کے صدر مستغنی عن الالقاب حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب یہاں دہلی اپنا خطبہ صدارت پڑھتے ہیں جس کی بیشمار کاپیاں ملک میں تقسیم ہو چکی ہیں اتنا چاہتا ہوں صفحوں میں صدر مسلم لیگ نے مسئلہ قربانی سے بحث فرمائی ہے ابتدائی جملہ یہ ہے۔

"گاؤکشی کا ذکر ہم لوگ ایک عرصہ سے اشاروں اور استعاروں میں کرتے رہے ہیں لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق زیادہ صفائی اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جائے" صفحہ ۲ میں نہایت سوز و گداز کے ساتھ ہندوؤں کی عنایت و کرم کا اظہار فرمایا گیا ہے اور صفحہ ۳ پر مذہبی نقطۂ نظر سے ان کے بحث کرتے ہوئے یوں ارشاد ہوتا ہے "ہندوستان چھوڑ کر تمام دنیا میں صرف عرب، ایران اور ایشیائے ترکی وغیرہ کے مسلمانوں کو دیکھئے جن میں کروڑوں کی تعداد نے زندگی بھر اس سنت کو نہیں چھوڑا کی قربانی کے ادا کیا جاتا ہے" عوام ہمارے میں یہ یقین تامہ کی بدولت یہ سمجھے کہ گائے کی قربانی کے لئے تمام بلاد اسلامیہ کے مسلمان ہوتے ہیں لیکن خفیف سا یہ شبہ ضرور کر دیا جاتا تھا کہ بتایا اس کو زمانے بیشتر عہد رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں گائے قربانی ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اس شبہ کو مٹانے کے لئے حکیم صاحب نہایت شد و مد سے ایک حدیث میں کچھ اپنی طرف سے زیادتی فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں "اس حدیث سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں عام العموم بکری کی قربانی کا رواج تھا"

مسلم لیگ میں جب ریزولیشن پیش ہونے لگے تو ڈاکٹر انصاری صاحب نے ترک قربانی گاؤ کا ریزولیشن پیش فرمایا جو تھوڑی خوش بیانیوں کے بعد منظور ہو گیا۔ موضع عبدالرزاق فرنگی محل نے قومی دعمی مجالس سے مراجعت فرماتے ہوئے سہارنپور میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسئلہ قربانی کے متعلق جو کارروائی مسلم لیگ کے انجمن ہوئی تھی اس کی تائید و تحسین میں کافی زور الفاظ ارشاد فرمائے۔

مستغنی عن الالقاب حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس دہلی کا مسلمانوں کے نام ایک کھلا ہوا صفحہ متعلق ترک قربانی گاؤ بھیجنا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب کا خلافت کی حمایت میں کیے گئے قبل صدارت احتجاج جلسہ فرنگی محل پھر نومبر میں جمعیۃ خلافت کا انعقاد دہلی حکیم صاحب کی ایک جلسہ میں صدارت اور مولانا حسرت صاحب کا اشاعت تذکرہ و اتفاق میں ترک قربانی گاؤ کا سرسری تذکرہ پھر دوسرے تیسرے میں چند ہفتوں بعد مسلم لیگ کا جلسہ دہلی میں ہوا جس کا کام ختم ہونے کے بعد دیگرے ان مسئلہ کو حل کرنا تھا مستغنی عن الالقاب حکیم صاحب خطبہ صدارت میں ملکی سیاسی و مذہبی پہلو سے ترک قربانی گاؤ پر زور دیتے ہیں ڈاکٹر انصاری صاحب ریزولیشن کی شکل میں پیش فرماتے ہیں جو منظور ہوتا ہے مولانا حسرت صاحب ہمارا خواجہ بیکچر تحسین و تائید فرماتے ہیں اب وہ تذکرہ ڈاکٹر صاحب کا جو مرکز نگاہ بنے ہوئے تھے ان کے لئے ہے جس اور بہ رحمۃ حق پیوستہ ہوئے ان کا ذکر مستغنی عن

حاصل کرنا مسلمانوں کے متعلق ہیں سب کی سب بے سود ثابت ہوئیں لیکن آج ہندوؤں کے اخبار
مطبوعات اور مقامی کی تکمیل جلسہ خیانت کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے پھر اسے اگر کوئی کانگریس کا
مربی کہے تو یہ غلط کیوں کر ہو سکتا ہے۔ ہندو گائے کی قربانی میں پچاس برس سے مزاحمت
کر رہے ہیں مگر ہندوؤں کی کوئی قسم ایسی نہیں ہے جسے غایت بیباکی سے مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں
نے نہ توڑا ہو لیکن آج یہ سبھی علماء فرماتے ہیں کہ اگر ہندو گائے کی قربانی چھوڑنے کی تحریک
کریں تو اس روز سے تو ہماں تو صورت مسئلہ کی بدل جاتی ہے مباح و مستحب مسلمانوں پر واجب
ہو جائے گا۔ اس قضیہ تربیہ کے سمجھنے کے لئے جس خاص دماغ کی ماہیت ہے وہ علماء
یا ست داں کے ساتھ خصوص ہے۔ گو بابا بالمرہ۔ بہادر اجودھیا۔ آرہ بستی الہ آباد اور
کانپور میں واقعات ہونے خانہ جنگیوں کے ہوں اور خون ریزیوں کی نوبت قربانی گاؤ پر ہندوؤں
کو نہ آئی ہو تو ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ ہندو گائے کا کر مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے تھے
کہ تم ہمیں گاؤں کی قربانی کرو۔ جو ہماری پروردہ ہے کہ ہیں رہتے ہم برادرانہ حیثیت
سے تمہیں یہ پیش کرتے ہیں اور مسلمان ان گاؤں کی قربانی کرنے پر ہندوؤں کی اتنی ہی الزام
کرتے تھے۔ آخر بات بڑھی اور فساد ہو پڑا۔

علمائے ہند کی ایک سخت غلطی

اب وہ بانی یا سبھی علماء ہے واضح طور پر بیان فرما رہے ہیں کہ یہ سنت
مجال تاں واقعات ہیں کہ ان کے نزدیک یہ منع کی نسبت زور کتاب
زوالت ہے یہ کہ ان واقعات کا علم تو رخصت کا بھی نہیں تو ان ہندوؤں کے ساتھ
کہ ان کی قربانی کرتے تھے تم زعمت سمجھتے ہو یہ فتویٰ دیتے کہ ان ہندوؤں
دشمن کی قربانی واجب ہوگی اس سے کہ ہندوؤں کی جانب سے مزاحمت منع ہو گئی۔
ہندوؤں نے قربانی کو ترک کر دیا تھا جن افسوسناک واقعات کی وجہ سے [illegible]

حاصل کرلیا مسلمانوں کے مقابلہ میں سب کی سب بے سود ثابت ہوئیں لیکن آج ہندو کے انھیں
مطبوعات اور فاضلہ کی قبیل جلسہ خواتین کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے پھر اسے گورکھی کا گرو کا
مرد ہونے کے ذریعہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ ہندو گائے کی قربانی میں چھپن برس سے مزاحمت
کرتے ہیں خلاف ورزی کی کوئی قسم ایسی نہیں جسے نہایت بیباکی سے مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں
نے برتا ہو لیکن آج یہ اس طرح یہ فرماتے ہیں کہ گرہندو گائے کی قربانی چھوڑنے کی تحریک
کریں یا اس پر اتنا زور دیں تو صدیوں سے مسئلہ کی جاری ہی مباح و مستحب مسلمانوں پر واجب
ہو جائے گا۔ اس تفریحیہ نکتہ کے سمجھنے کے لئے جس خاص ذہن کی حاجت ہے وہ علماء
ہیئت داں کے ساتھ خصوصاً ہندو مولوی پاڈھے۔ بھارد واج وغیرہ آریہ سماج یا اور
کسی میں ہو نہایت بوسنے شاید ان ہندو مولویوں اور خول ریزیوں کی علت قربانی گاؤ پر ہندوؤں
کا اعتراض ہوگا۔ بلکہ ہندو گائے اگر مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے تھے
کہ تم ہمارے گاؤں کی قربانی کرو۔ تو ہماری پرارتھنا پر وہ ضرور کرتے ہیں اور ہندو اس حیثیت
سے تحفہ ہدیہ پیش کرتے ہیں وہ مسلمان ان گاؤں کی قربانی کرنے لگتے تو ہندو اس انکار
کرتے تھے۔ خرابات بڑی اور فساد ہو پڑا۔

علمائے اسلام سے | اعادہ ذہنی یہ ہے کہ علی روایت واقعی خوبیان فرمائیں۔ سات
ایک سوال | اجمالی نشان واقعات جبکہ ان کے نزدیک ذبح گائے نہ کرنے
والے کی نسبت ہندو کا یہ طرز عمل تھا کہ ان کے ساتھ
کھانا پینا ترک کر دیتے تھے اب ذبح کرنے والے ہندو
کی قربانی سے کیوں کر اجتناب کرتے ہیں جس سے ان کی
ذبح گائے سے بچنے کی توقع کی جاتی ہے

نہیں آنکھ ایسی بے باکی پر باوجود مسلمان ہونے کے کیوں ہوتے ہیں کہ ہم علیہ السلام
کے سامنے ایسی پیش کی گئی کہ ہر خلافت اور مقامات مقدسہ کے
ہیں اور ان کے مقابلہ پر جو حوض سیتے ہیں جنہوں نے
رضی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اصحاب کو بچا لیا گیا ہے
خاص دل میں

کے نقرات تحقیق پر پہنچ ہیں ہوئے ہوں کہ جب کہ
پھر نہایت سختی سے بعض ہو رکھنے والے
پر بھی خلافت کمیٹی نے قربانی کی
گائے کی قربانی کرنے
باقی رہ گیا تھا
کر لیا ہے
دو کر بجرت
کے طرز میں
دیکھا
بجوا
وہ
نہ

کہ حق کی آواز دبائی نہیں جا سکتی۔ آج کفر کا فتویٰ اُن کی بارگاہ سے صادر ہو رہا ہے جو خود حقیقت کفر و شرک اور ایمان و اسلام دونوں سے ناآشنا ہیں۔

تعلیم و تلقین کا اہل

اسلامی تاریخوں پر جن کی نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ نقشہ کچھ انوکھا اور عجیب نہیں ہے گمراہ کرنے کے لیے بہت تھوڑا سامان اور قلیل جملت چاہیئے ہاں ہدایت ایک امر اعظم ہے جس کے لئے حق سبحانہ نے ایک خاص سلسلہ نبوت و رسالت کا جاری فرمایا جو ہمارے پیغمبر پر آکر ختم ہو گیا پیغمبر وہی خدا کے بعد وہی سچی ہدایت کر سکتا ہے جس کو قدرت منجانب خدا پر ہو اور جس کی تعلیم و تلقین تحت وحی آلہی و احادیث مصطفوی ہو۔

رفتہ رفتہ عوام کی فوج جس سرعت و عقیدت کے ساتھ دوڑ کر آتی ہے اُس سے بہت زیادہ تیزی سے دور گریز بھاگ بھی جاتی ہے۔ پھر انھیں معتقد بنانے کے لئے عقائد اسلامیہ کو کیوں تباہ کرتے ہو ان کی اراوت و خوش عقیدگی کیوں کر تمہاری زندگی میں طہارت بخشے گی جب کہ تمہارے معمولی عوجی قدم سے ناراض ہو گیا۔ ان کے انکار و اکراہ سے ڈرتے کیوں ہو جبکہ خدا کے کاموں کو تمہارا اب اعزہ پیار و رحم کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔

زانکہ بود کار عامہ خود راخر یکن ۔۔۔ زانکہ بود کار عامہ خود را خر فری

گوز را و بند بر دغائی عامیاں ۔۔۔ نوح را باور ندار ند از پئے بیگانگی

سیلاب مغالطات و تحریف حدیث

جب خلافت کی بنیاد پڑی تو اتنی بڑی مسلمانوں کی عقل کو ہو گیا ہے جو اب عالم الغیب مسلمانوں نے ل کر رکھی اور پھر اس کی کار و بار یاں اخبار و جرائد میں مطبوعہ ہیں حیرت ہوتی تھی کہ آخر یہ مسلمانوں کی عقل کو ہو گیا ہے جو اب عالم الغیب خدا کے مخلوق میں وہ بھی پیدا کرنے لگے ہیں حیرت میں تھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے اور کیوں ہو گیا حافظ محمد جمیل خاں صاحب کا مضمون دیکھتے ہیں تو وہاں بھی وہی رنگ۔ غالباً سرکاری

پایا گیا بلکہ حکیم صاحب نے ایک قدم بڑھکر یہ ثبوت میں ذاتی روایت شریف دیدی جو تلفظ کرتے ہوئے ایک لفظ بڑھا دیا اور اوراق کھنگار کر یہ اور نتیجہ بیان فرمایا وہی لفظ جس کا اضافہ فرمایا گیا دار و مدار دلیل اسی کی وجہ سے چند صفحہ کی تحریر مفہوم شکل نہ تھا۔ خیر نہ سے یہ فائدہ کہ ناظرین کا ذہن اس بے ربط افسانہ سے متوجہ ہوئے چند روز تک سمجھ میں نہ آیا کہ اس طرح جعل اور تحریف سے کیا مدعا مقصود ہے آخر ایک خط کہ جس میں نہایت نیاز مندانہ طور پر یہ سوال تھا کہ حضرت امام سے مروی روایت کس کتاب سے آنجناب نے نقل فرمائی جواب میں سکوت رہا شاید خط ضائع ہوا۔ فقیر خود دہلی گیا یہ جب کی واقعی تاریخ کا ذکر ہے معلم یونیورسٹی کا دن اس وقت دہلی گیا ہوا تھا۔ دربدولت پر ہجوم ہوا کہ طبیعت ناساز ہی پاؤں میں کچھ تکلیف ہوگئی ہے دوسرے دن پھر پہونچ معذور ہوا کہ مدن موہن مالویا صاحب سے کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔ بعض حضرات اہل علم جن کی آمد و رفت جناب حکیم صاحب کے یہاں ہے ان بزرگوں کی خدمت میں پیام بھیجا کہ حدیث شریف میں جو غلطی ہوگئی ہے اس کی تصحیح کی طرف حکیم صاحب کو توجہ دلائیں نفوس کے ساتھ کہلا بھیجا کہ یہ کوشش بھی بے سود ثابت ہوئی۔

جو کچھ رجب کو ہوا تھا یہ آستانہ غریب نواز پر حاضر ہوا۔ ایک دن بعض علماء سے ملاقات ہوئی عرض کیا کہ یہ فتنہ عظیم ہے اس کی خاطر مسلمانوں کو بیدار کرنا چاہئے حدیث میں جعل و تحریف تک کی نوبت آگئی ہے یعنے گر رہے اور کوئی اعلان نہیں کرتا کہ اصل حدیث میں لفظ شاہ نہیں ہے بڑھا دیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کے پاس خدا نے عقل سلیم دی ہے اس کا فرض ہے کہ اس کی تصحیح کرے نیز علماء پر بسبب اتحاد دینی و علم کا یہ فرض ہے کہ تمام حدود و متعین فرمائیں عوام کو فتنہ

کیلئے دعا کرنا۔ دل میں بار بار یہ آیتیں بھی پڑھانے سے سنے کریں اور ان افعال کی
شناعت کے مختلف پہلو بیان فرمائیں اور نہ ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے افسوس کے ساتھ
کہنا پڑتا ہے کہ خیر کی اس تلقین کی طرف توجہ میں بھی ذرہ برابر سستی نہ ہونی
چاہئے کہ شر کی سکوت بجائے خود ایک مرض ہے وہی چشم پوشی ہے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رب
العزت نے ہمارے سکوت کی سزا میں ہمارے ملک آنجہانی کی مصنوعی بارش کے موقع پر ہزاروں روپیہ کی
مال قیمتہ مکانوں سے ملک آنجہانی کی مصنوعی بارش کے موقع پر ہزاروں روپیہ کی
نے پر پہنچ کر ہے ہیں ہوئے جو ہستی ان پر ہزار ہا مرتبہ فرمادی۔
تجمیت کا پھیلا ہوا ہے کہ ہر جگہ جب ایک بڑے پیمانہ پر ہندوؤں کا جلسہ ہوتا ہے تو ان کے
ورفقرن التماس بعض کارکن ہمارے یہ سنتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے
ہندو ہیں شریک ہونے کے لئے کہنا چاہئے اور قربانی کا وقت متعلق نہیں ہے کہ کیسے ہیں
وہاں سے بھی سنت ہندوؤں کو ہوا ہے ہیں ہو کر ہمارے ہیں نہیں ہیں
مگر ہیں ان کو ہر حق سے محروم کیا ہے ہیں کی خلافت اول عشرہ رمضان المبارک
میں ہوئی ہے ہندو قوم نے ہوں خلافت ہیں کیے نہیں بھیجے گئے تین ماہ کے عرصہ میں
خود ہی تین وزارتیں مختلف صوبہ جات میں تبدیل ہو گئیں اب ہے ہیں
سر بلند ہو رہی ہے ہندو کی شرافت کو ہوا نہیں ہے ہے ہیں ہیں
کا اعتراف ہے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
فقط خوبت ہے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہندوستانی خلافت کی حمایت کی جا رہی ہے یا کفر و شرک کا طغیان ہے جو مسلمانان ہند پر

بنگ بقان در موقع مناسب کا تعارف

نازل ہوا تھا۔

اشارہ مسلمانوں نے ابھی وہ عہد فراموش نہ کیا ہو جب کہ جنگ طرابلس شروع ہوئی تھی اور اس کے ختم ہونے سے پیشتر بلقان کی بالکل چھڑی اس وقت خلافت کی بدولت ہی تھی جو جوش مخلصانہ مسلمانوں میں پیدا ہوا تھا وہ موجودہ حمایت خلافت سے اپنی شکل وصورت اور طرز و انداز جداگانہ رکھتا تھا یہ نہ تو کسی ہندو کی لیڈری تھی نہ مسلمانوں کو ان کی غمگساری کی حاجت تھی وہ ایک ایسا ہوش بیداری کا مسلمانوں کے لئے آیا تھا کہ ہندوستان قوم اگر چاہتے تو مسلمانوں کی آنکھوں سے نیند کا خماری دفع ہو جاتا لیکن ہزار افسوس اس بدنصیب قوم پہ جسے بیداری کے بعد پھر خواب آور دوا پلا دی گئی۔

اندھیرے کا قسطنطنیہ سے واپس آنا تھا کہ اسلامی جذبات خالص سیاسیات ہند کی طرف پھرنے لگے میدان جنگ میں ایک محاذ کے لئے خانہ شمار کیا ہوئی کہ لیڈروں نے بھی خلافت کی حمایت کو اپنی آئندہ ہوس قوت کے لئے اٹھا کر رکھ دی۔

خلافت پہ جلسے و جلوس پہ جلوس ہوتے رہے مہینہ پر مہینہ گزرتا رہا برس پہ برس ختم ہوتا گیا نہ کوئی چندہ مدرسہ نہ فیض سے لئے جمع کیا گیا نہ مسلمانوں کے سامنے خلافت کی ضرورت پیش کی گئی نہ کوئی خالص مذہبی تحریک محض اسلامی نقطۂ نظر سے سامنے لائی گئی کوئی سیاسی تحریکیں ہوتی تھیں جن کا وجود تجویز ہوتے ہی کے ساتھ فنا ہو گیا اس عرصہ میں انجمنیں ہوتی رہیں قلموں میں بھی لڑائی رہی لیکن مذہب و ملت کی کس پہ سی طرح رہی اس بات کی طرف کسی نے ایک نگاہ بھی نہ ڈالی لیڈروں کی سب یہ کوشش تھی کہ ماورومن جس کی خدمت گزاری

کی عبادت سے مذہبی محرومی ہی اس کے مقہور و ذلیل ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اب کے
خوف رہتہ غیبی ان کا وجود تسلیم بھی کر لیا جائے، پھر دیکھا جائے گا کہ ہی بھائیوں کی مدد ہی
پشت پناہی کے مقابل میں دینی بھائیوں کی امداد کا ذکر بھی گناہ و ہیزہ ان سے دور ہیں،
چشم پوشی ہی چاہیئے۔

یہ سارا عہد سکوت اسی میں بسر ہوا کہ مسلمان لیڈر کانگریس و راجہ ان کانگریس میں بند
ہو جانے کے لئے ہر طرح کی سعی کرتے رہے یہاں تک کہ روات بل کا وقت آ گیا اور ستیا گرہ
کی بنیاد ہوئی اس وقت عجیب عجیب طرح سے مسلمانوں نے زمین کی تو ہین کی تاکہ ہندو کو
یقین ہو جائے کہ تمہاری اعانت کے سہارے مذہب کی اعانت یوں قربان کیا جا سکتا ہے۔

واقعہ پنجاب اور یاد خلافت

پنجاب میں ستیا گرہ کے موقع پر کچھ ایسے ہیبت ناک واقعات ہوئے کہ مسلمانوں
کے دل کانپ اٹھے اور ہندوؤں کے دل پر یہ رعب بیٹھ گیا کہ ان کا
زوال کب ہوگا اور کیوں کر ہوگا اسے کوئی بتا نہیں سکتا اب تحقیق ضرورت ہوئی کہ مسلمانوں
میں بھی کوئی عام اشتعال ہوا تھا یا نہیں اس مقصد کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے سے
بہت کی اور جس سوال کی تحقیق کی ضرورت تھی اس نے بتلایا کہ واقعی ایسا ہو جاتا تو
ہندوؤں میں اس زمانہ کی یاد باقی ہے کہ جس زمانہ میں کہ مسلمانوں نے خلافت کا مسئلہ پیدا کیا
تھا لیکن مذہب اور اسی کی تعلیم نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ خلافت کے
زمانہ تک ایسی جلد ہوئی جس کی نظیر ہندوؤں میں نہیں ملتی اور ہندوؤں کا بھی حکم دیا گیا ہے
اس کا نام ہی ستیا گرہ ہے ہندوؤں کا بھی یہی حکم تھا کہ گھروں اور دوکانوں کو بند کر دیں
دوکانیں بند ہوں، ہڑتالیں ہوں، کام کاج بند ہو جائیں اور مسلمان مسجدوں میں بند ہو جائیں
پرستش و نماز میں مشغول رہیں اور مسلمان کریں آج خلافت کے متعلق بھی اس سبق کو بھولے بیٹھے ہیں

دے دی گئی ہے یہ مسلمانوں کے مذہب میں دفع مصائب و آلام کے متعلق بالکل سکوت ہے یا
کہ تجارتی کی تحریک مذہبی تحریم سے رفع دافع ہے۔

اب خلافت کمیٹی کی بنیاد پڑی چندہ کی تحریک ہوئی محنت کمیٹیاں ہر شہر و قصبات
میں قائم کی گئیں عہدے تقسیم ہو چکے غرض خلافت کے لئے ہر ممکن العمل تجاویز کا کیا گیا
آغاز ہو گیا۔

خلافت کا نظام اور سوراج کا کام

مسلم اور سطحی نظر رکھنے والوں کو یہ نظر آیا کہ دین کی خدمت ہمارے
لیڈر بڑی جانبازی و سرفروشی سے کر رہے ہیں لیکن تعمق نظر سے
جب تحریکات پر کسی نے نظر ڈالی تو اسے صاف معلوم ہو گیا کہ ہندوؤں کے چلائے ہوئے
ہوئے ہیں جسے ہمارے لیڈر مذہب میں بھیرو ہی ہیں وہی سودیشی جس کی ایجاد کو بیس پچیس برس
ہوئے وہی ہندو ترجمہ بیرسٹر ہندو سبھا کی جڑ وہی ہے بائیکاٹ یہ سب ہندوؤں
کی ایجاد ہے تحریک ہندو مستقر صدر دفاتر ملک سے متعلق ہیں اور ان سب کے ایجاد کرنے والے ہندو ہیں
کے سر ہی ہندوستان کو اپنا ملک کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں جن کا وطن ہندوستان ہے ہندو ہیں ہندوستان
رہنے والوں کا تعلق اسی سے سمجھتے ہیں ایک اور شعلی وفد بھی جس کا مرتبہ مسلمانوں سے استقبال
بالتجا کیا ہو غایت خوشی سے مسلمانوں سے ہندوستان اور یہاں کی دولت و تعلق سے کو ترک
کر سکتا ہے یہ مسئلہ ہجرت کے وقت علانیہ ثابت ہو چکا۔

ہندو ہیجڑا اور ہر وہ تحریک جو ہندو قوم کی ہو جب اسے دوسری قوم اختیار کرے تو
یہ اس تحریک کی نقالی کا بیان ہے یہ ساری تحریکیں ہندوؤں نے اپنے ملک
سے لی تھیں بغیر تامل مسلمانوں سے اختیار کر کے ان کی کامیابی پر مبارکباد دی سودیشی
اور بائیکاٹ کی ایجاد ہندوؤں نے اس لئے کی تھی کہ ملک کی دولت ملک غیر میں جانکر

بچانے سے محفوظ رہے صنعت و دولت میں کانگریس کی بھی اب باقی نہ رہی کانگریس
دوران ہو بلکہ مرتبہ کمال تک انھیں پہنچا دیا جائے بل تک آسودہ ہوں دولت کی
صنعت و حرفت دولت و تجارت سے بہرہ ور ہو جائے۔

ہڑتال کی ایجاد

ستیاگرہ کے موقع پر ہڑتالوں کی ایجاد ہندوستان میں نہ تھی
تحریک کی توجہ ہے یہ دن پھیر رہے ہیں جس کا ذکر ہم
ہندو لے رہی ہیں ہندوؤں کا قدم ہر روز آگے کی طرف بڑھتا جاتا ہے جو ان کی
ہے کا آئینہ وہ حاصل ہو کر اپنے سے بلند مقصد کے لئے واسطہ بن جاتا ہے

مدیشی اور بائیکاٹ کی تحریک تک گرما گرمی رہی جب تک تمام ہندوستان کی
ہمت و خوف نہ سمجھ لے جب تک اس تحریک کی حقیقت سے آشنائی حاصل کر لے تب
تک آگے بڑھنے کے لئے تیار نہ ہو ایک وقت آیا کہ ایک محدود پیمانہ پر ہڑتال
تحریک پیش کی گئی اور کامیابی کی ہوئی یہ ہمت بھی پر لطف دور ہے اور پھیلنے ہمت بھی ہڑتال
دکانوں تک ہی ذرہ اس کے نہ ماہل تک سمجھ جائیں تو پھر اس کا دائرہ وسیع کیا جائے
نوٹ اس وقت تک خلافت کمیٹی نے جو عملی تجاویز مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہیں وہ
مدیشی اور ہڑتال ہی مدیشی کی تحریک بہت قدیم ہے لیکن ہڑتال کی یہ جدوجہد ستیاگرہ کے
موقع پر ہوئی ہے ان دونوں میں بعض خلقی صفات و خصائص بہت ہی ہوں دوسرے
دشمن کے استقبال کرنے والے خود ہی انھیں تحریکات کے نتائج و ثمرات ہیں۔

فائنانشل آپریشن

اب ہمیں ہڑتال کے مفہوم کو سمجھنے اور یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے
کہ یہ دوسرے مہذب ہڑتالوں سے کیا تعلق رکھتی ہے کیا وہ ہڑتال
ہڑتالوں کی جنس سے ہیں یا نہیں ہڑتال کے لئے مناسب موسم و زمانہ کی منتظر ہیں

ہو کر ہم کو کوئی نہ جانے گا۔

مسز گاندھی نے اپنی پالیسی سے جو تاثر کہ اس وقت مسلمانوں میں پیدا کیا ہے اس کا نتیجہ ہمارے حق میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اس نے ان کے خیال میں یہ محض ضروری تھا کہ وہ ہندو ووٹ کا تمام شیرازہ اپنی عملی صورت میں تباہ کر دیں۔

وہ ہندوؤں کا یہ سمجھنا کہ محض مسلمانوں کی خاطر سے اس نے اعلیٰ ذات کے ہندو مسلمان سے پہلے ہی اپنی لڑائی شروع کر دی ہے اور مسلمانوں کی قوت علی سے ہندو بہت اچھی طرح باخبر ہو گیا ہے۔

مسلمانوں کی پیچیدہ لفاظیاں

جہاں تک رزرویشنوں کا تعلق ہے یہ تقدیر کا میدان بالکل صاف ہے اور مسلمانوں کا قدم سب سے آگے ہے وہ شاید ہی کبھی ہو کہ ہم کو کم سیٹیں ملیں گی لیکن ہو سکتا ہے مسلمان رزرویشن پر انتخاب کرنے کے لئے تو راضی ہو جائیں گے لیکن پبلسٹی اور تقریریں بھی ہوں گی کہ ہندو یہ سمجھے کہ یہ ان کا طبقہ ہمارے ساتھ ہے۔ مگر یہ قوم اٹھ دے گی لیکن جس وقت عمل کا میدان آئے گا تو وہاں اس قوم کا سایہ بھی نظر نہ آئے گا۔

ایک سست و کاہل قوم سے کام لینے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ہندو ہم پر اپنے احسان کا بوجھ رکھیں تاکہ وہ کچھ نہ کچھ کام ہو جائیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں سب تمہارے لئے کر رہے ہیں ورنہ ہمیں بالکل فکر نہیں ہے ہم یہ چیزیں کو چھوڑیں گے تمہیں لوٹا دیں گے اس لئے کہ ہم بہت بڑی تعداد میں ہیں ہم کو شکایت کا موقع نہ دیں ہاں تمہارے خود ساختہ محفوظ حلقوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اپنے اپنے حلقوں میں ہی ہر امیدوار کو ووٹ حاصل کرنے ہیں اور ہم اپنے ووٹ جس کو چاہیں دیں گے تم ہمارے ووٹ نہیں لے سکتے اور ہم تمہارے ووٹ لے سکتے ہیں اس طرح ہندو ووٹ کا بیشتر حصہ ہمارے ہاتھ میں آ جائے گا اور ہندو ووٹ کا بیشتر حصہ ہمارے ہاتھ میں آ جائے گا اور ہندو ووٹ کا بیشتر حصہ ہمارے ہاتھ میں آ جائے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کو آپریشن کی صورت تحریکات سے بالکل بے تعلق رکھتی ہے

ہڑتال اور مسٹر گاندھی کی فیلسوفی

یہ ملک میں ایک بڑی زبردست ہڑتال ہو رہی ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تشدد کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ہڑتال کے پیچھے مسٹر گاندھی کی دور بین نگاہوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اگر ہندوستان کی قوم کو تشدد کی راہ پر لگا دیا جائے تو اس کی ساری طاقت اندرونی خانہ جنگی میں برباد ہو جائے گی اور اس کا فائدہ صرف انگریزوں کو پہنچے گا۔ اس لئے انہوں نے اس ہڑتال کو ایک ایسا رخ دیا ہے جس میں ہندوستان کی قوم کی شرکت ممکن ہے اور جس میں ہندو مسلمان دونوں کے لئے یکساں طور پر فائدہ ہے۔ اس ہڑتال کی شکل یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام کارخانوں کے مزدور اپنے اپنے کارخانوں سے ہڑتال کر دیں۔ اس ہڑتال کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی تجارت کو اتنا نقصان پہنچایا جائے کہ انگریز تاجر مجبور ہو جائیں کہ وہ ہندوستان کی حکومت کو اس کے حقوق واپس کر دیں۔ اس ہڑتال کا اثر ہندوستان کی تجارت پر بہت برا پڑ رہا ہے۔

شاید اس کو پڑھ کر آپ کو یہ خیال ہو کہ اس ہڑتال کی وجہ سے ہندوستان کے مزدوروں کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس ہڑتال کی وجہ سے ہندوستان کے مزدوروں کو بہت کم تکلیف ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مزدوروں کو اس ہڑتال کے دوران میں بھی اپنی تنخواہ ملتی رہتی ہے۔ اس کا انتظام یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام کارخانوں کے مالکوں نے اپنے اپنے کارخانوں کے مزدوروں کے لئے ایک ایک فنڈ قائم کر دیا ہے۔ اس فنڈ میں ہر کارخانے کے مالک نے اپنے کارخانے کے مزدوروں کی تنخواہ کے برابر روپیہ جمع کر دیا ہے۔ اس فنڈ میں سے ہڑتال کے دوران میں مزدوروں کو ان کی تنخواہ ملتی رہتی ہے۔ اس طرح سے ہڑتال کا اثر مزدوروں پر بہت کم پڑ رہا ہے۔

[illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] کا

[illegible] ہو چکا ہے۔

[illegible] نے [illegible] کی طرف [illegible] عزم و استقلال سے
[illegible] کی [illegible] پر [illegible] کی راہ پر [illegible]
[illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

[illegible]

تحریر مری کا کرشمہ

[illegible]

مسلمانوں نے [illegible]

اور مُردہ قوم بن کر رہتا ہے۔

[illegible]

تھے وہ موت کی حد تک سے ہو کچھ کر چھوڑتے تھے آخر اس کا نتیجہ یہی تھا کہ یہ دنیا میں
بنی نوع انسان کی نظر میں جاہل و بد اخلاق ہو کر نمونہ عبرت و بصارت ہوں شان میں حیست ہو
نہ غیرت نہ صدق و صفا پایا جائے نہ عہد و وفا۔

ایسی حالت میں حریصانہ نظر سے ہندوؤں کی طرف دیکھنا بجز اس کے اور کیا فائدہ دیتا
کہ حسرت و ارمان دل میں خون ہو کر رہ جائیں موجودہ حالت میں یہ کس مرض کی دوا رہ گئی تھے
جو غیر ہو اپنے میں شامل کر لیتے۔

حصول غلبہ کی ایک مجرب تدبیر

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی قوت جس کا اپنے میں نہ پایا جانا اپنے ضعف کا موجب ہو تو اپنے کوشش اس قوت کو حاصل کرنے کی ہونی چاہیئے لیکن اگر اس کا حصول متعذر ہو تو پھر اس قوت کو فنا کر دینا ضروری ہے تاکہ کسی وقت اس سے تصادم ہو کر اپنے ضعیف و مضمحل ہو جانے کا خطرہ باقی نہ رہے ہندوؤں نے اس اصول کو سمجھا اور کمال دانشمندی سے برتا۔

بیشتر عہد کانگریس میں مسلمانوں کی ایسی حالت ضرور تھی کہ ان کی شرکت و موافقت سے ہندوؤں کو فائدہ کی امید تھی لیکن ان موجودہ ایام میں جب کہ ہندوؤں نے اپنے کو ہر پہلو سے اس قدر مضبوط کر لیا ہے کہ اب ان کی کامیابی دین شرکت غیر میں نہ پھر وہ مسلمانوں کی طرف ذلیل دست استمداد بڑھاتے۔

جدوجہد کی صعب ترین گھاٹیاں جب کہ وہ بغیر مدد و نصرت مسلمانوں کے طے کر چکے ہیں اور اب وقت اس کا آیا ہے کہ وہ اپنی جاں فشانیوں کے ثمرات سے بہرہ مند ہوں تو مسلمانوں کو بھی کیا حق ہے کہ اس کامیابی میں شریک ہونے کی آرزو کریں اور بے دردانہ سلف گوارنٹ کے دعوے اٹھانے کی ہوس کریں بلکہ اس وقت ہندوؤں کو اس کی تدبیر ہے

عیسیٰ کی کچھ جائیں ملجائیں تو انھیں حکومت کی ذمہ داریوں کے بوجھ سے ذہنیت بھی فارغ ہوجائیں اب ہندوؤں کو بھی آزمائش فرض کرنا چاہیے اور ہندی نے اسے اپنی ایک خاص تدبیر سے اپنے میں شامل کرلیا ہے۔

ذوقِ شہادت

مسلمانوں میں ایک جذبہ شہادت ایسا ہے جو ہندو میں نہیں ہوا ہے یہ جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص دین کی حمایت میں جب کوئی ہم میں سے مارا جائے تو وہ مرتبہ شہادت کا پاتا ہے۔ شہید ملت کے مدارج علیا کی بلندی صرف اس سے سمجھئے کہ وہ میت کو غسل دینا بھی واجب کوئی نبی یا رسول اس حالت نہیں ہوا ہے جب کسی غوث و قطب کو اس حرکت فانی کو چھوڑا تو اسے غسل دے کر کفن پہنا کر آغوش لحد کے حوالہ کیا گیا لیکن یک جا واجب ہے شہید سے سیراب ہوتا ہی تو اس کے اعضا و جوارح کا خون یہ حرمت دھوتا ہے کہتا ہے کہ زیادہ کہ پانی اسے دھو نہیں سکتا لہذا شہید کے جنازہ پر نماز تو پڑھی جاتی ہے لیکن اس کا جسم غسل سے بے نیاز ہوتا ہے۔

یہی شہادت کا ذوق جس وقت کسی قلب مومن میں پیدا ہوجاتا ہے تو پھر زندگی اور موت ساری کائنات اس کی نظروں میں ہیچ ہوجاتی ہے یہ جذبہ کسی دوسری قوم میں پایا نہیں جاتا چنانچہ انھیں ایام میں ایک اپیل انگریزوں سے مسٹر گاندھی نے شائع کی جس میں وہ لکھتے ہیں "میرا یہ جب آپ کے خدمت لکھنے سے منع کرتا ہے تو آپ یہ کبھی نہ سوچئے گا خواہ میرے پاس اتنی طاقت بھی ہوجائے میں خود مصیبت جھیل کر آپ پر فتح پانے کی امید رکھتا ہوں علی برادران تک اپنے ملک و ملت کی حمایت میں قید خانے کے اندر سے ہوسکا تو انہوں نے جیل پورہ نمبر ۱۹۲۱ء)

دیکھے گی۔ اس سے گاندھی صاحب اس وقت تک نہیں کھیل رہے ہیں اپنی طرف سے
آزادی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور کسی کے ساتھ مسلمانوں سے بدلہ لینے
کو یہ تمام کمال ظاہر ہی کہتے ہیں۔ اس سے تھوڑا تھا سے پر ترغیب و تحریص بھی
ہے اور ایسی ترغیب و تحریص میں آتے ہوئے تھوڑا تھا سے پر ترغیب و تحریص بھی
ذہن ہے ہیں خیر یہ تو ان کی اصل جوت ہے لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے
مذہب کا یہ فتویٰ کہ ان سے بھی کہیں مخصوص ہے کہ ان مسلمانوں کے حق میں بھی آپ کا دین ہے
دامات کا حکم دیتا ہے۔ شاید اور کہا ہے کہ میں مسلمان اس بیدردی سے قتل نہ کئے جاتے۔
گاندھی صاحب نے مسلمانوں کے بندہ شہادت میں سے حیات باقی پائی اور کمال
دانشمندی سے مسلمانوں کے بندہ کو آہستہ آہستہ کھوکھلا کرنا شروع کیا مسلمان یہ سمجھے کہ سچ مچ
یہ ہمارے دوست ہیں اور ہندو ہماری بربادی پر اس قدر مستعد ہیں کہ اپنا سر دینے پر تیار ہیں۔
حالانکہ جس شخص کا مذہب دوسروں کے مقامات مقدسہ اور معابد کے لئے ہاتھ تک
اٹھانے کی اجازت نہ دیتا ہو وہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے لئے کب تلوار اٹھا سکتا ہے
پھر انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ مسلمانوں کو مروا دینا نہیں چاہتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے سروں کی انہیں
حاجت ہے تاکہ یہ قربانیوں سے خدمت لیا جا سکے۔

خیانت کا رنگ

ہولناک کی صاف

یہ صورت ہے ہندوؤں کی مخالفت کا مسلمانوں کے ساتھ جو ہندوستان میں
پیدا ہوئی تو ان کے جوش کا رنگ ہندوستان کی حالت کے لحاظ سے
ہے مسلمان ہیں کہ جوش میں جو ہندوستان کے لئے جان دینے پر آمادہ ہیں اگر یہ
جوش ٹھنڈا پڑ جائے تو وہ ہندوستان کے لئے کیا ہی ہو سکتے ہیں۔ ہندو خود مسلمانوں
کو جوش دلاتے ہیں کہ جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہندوستان کی آزادی
کے لئے جان دینے کا وقت آ گیا ہے۔ ایک کثیر تعداد میں مسلمان جان دینے کے لئے

عاجزانہ التماس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس کی وجہ سے ہمارے بعض لوگ مغالطہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں

سمجھ لینا چاہئے۔

مقصد صرف یہ ہے کہ جہاد کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کریں

اس غلط فہمی کو دور کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ جہاد صرف قتال کا نام ہے

کتنے ہی دوسرے بھی جہاد ہیں جن کا ذکر خود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حضور کے فرمان کے مطابق جہاد کی تعریف کیا ہے اور کیا نہیں

بعد ازاں جہاد کی تحریر اور تقریر کی مثالیں دی گئی ہیں

تعلیم جہاد ۔ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ ان مدارس میں

جو فیض پہنچایا جا رہا ہے اس کی مثال ایک شخص کی سی ہے جو

ایک بہت بڑے جنگل میں جا نکلا ہے اور اس کے سوا اور کیا چارہ

ہے کہ وہ اس جنگل میں سے گزرتا ہوا اپنا راستہ بنائے۔ اسی طرح

ہم بھی اس جنگل میں سے گزر رہے ہیں اور ہمارا راستہ بنانے

والے ہمارے بزرگ ہیں جنہوں نے ہمارے لئے راستہ بنایا ہے

ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اس راستہ کو صاف کرتے جائیں

اور آنے والی نسلوں کے لئے اس راستہ کو ہموار کر جائیں

جو کہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔

حساب انگریزی خواں کے لئے بجز دو ہزار فخار تیر کرنا بہت آسان ہے لیکن
میں ان کو شمار قطعاً نہ ہوگا ساری دنیا میں جو تمام بہادوں سے بڑا ایک دیہاتی
بھی باقی نہ رہیگا جو اسلحہ پر صحیح طور سے نہ جانتا ہو فخار تیر کے تمغے میں تو ایک
گناہ کبیرہ ہے والدین و اساتذہ کے استثناء و دیگر خاص کی بھی عبادت فرض نہیں۔

وہ جہاد جسے فرض عین کہا گیا تھا وہ جہاد ہے میں اگر والدین اور زوجہ کو اجازت
اجازت کی ضرورت نہ تھی وہ جہاد جس کے لئے نفیر عام ثابت کیا گیا تھا وہ جہاد جس کے
معنوں کو کسی وقت شمار کیا گیا تھا وہ جہاد جس کی صورت خاص آج تک نہیں متعین ہوئی
مسلمانان کو پریشان رکھے

عزیزان ملت ہندکا فتوی جو بصورت کتاب اور کئی ہزار سے شائع ہو چکا ہزار ہا
کی تعداد میں تقسیم بھی ہو چکا ہزاروں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے کہ ہم میں ان وجوہ
سے کوئی مذکورہ بالا حالت میں تو نہیں ہے اور جہاد کا کیا معنی ہیں ہم اس کی مرضی و منشاء
اور اس کی آزادی کے لئے اور ہر ناشنی کا تمغہ ہیں ایک شریف کی آزادی اور ہدایت میں آنے

یہ فرق لیل و نہار کیوں ہے؟

ہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ ہم میں اس کی بڑی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم والدین
والدین اور اساتذہ سے ہمیں ہیں اور ہم ہیں ہوئے ہیں ہم کو ہیں ہوئے
نے ایک جانی تعداد ہیں کے ہیں ہو کاروں کے ہیں جانے

جہاد کی توجیہ

کیا ہی بہتر کے لئے کل مکلف ہونے کو کہا گیا ہے۔

المجاهد من جاهد نفسه والمهاجر من هجر ما نهى الله ورسوله عنه

یعنی مجاہد تو وہی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اور مہاجر وہ ہی جس نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا جس کے ترک کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اور فرمایا اس حدیث پاک کی اب تعمیل کرتے ہوئے جہاد و ہجرت کی اب یہ تصویر پیش کرتے ہیں۔

بیشک ہر وہ کام جو حق پرستی اور خدا کی راہ میں کیا جائے وہ جہاد ہے فرائض صلوٰۃ و صیام حج و زکوٰۃ کا پابندی و استقامت سے ادا کرنا نوافل و مستحبات کی برکات حاصل کرنا یہ بھی جہاد ہے احقاق حق و ابطال باطل یہ بھی جہاد ہے پاسبان حفظ و پارسائی اختیار کرنا دیانت و امانت کی زندگی بسر کرنا یہ بھی جہاد ہے یتیم و بیکس کی دستگیری ضعفاء و مریضوں کی خدمت گزاری یہ بھی جہاد ہے لیکن اس جہاد کے لئے تو نفیر عام کی شرط نہیں کفار و غیر مسلم اقوام کا بلاد اسلامیہ پر ہجوم ہو جہاد کا موقوف علیہ نہیں یہ جہاد امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کی دعوت و پکار کا خواہاں نہیں یہ وہ فرض عین ہے جو ہر بشر بقدر استطاعت مسلمین پر واجب ہوتا ہے بلکہ یہ تو وہ جہاد ہے جس سے انتہائی کمزور و مسکین غایۃ سطوت و شوکت بعید فراغت و قوت کے ایام میں بھی کسی طرح نجات نہ پا سکنا چاہیے۔

المجاهد من جاهد نفسه کا جہاد یہ صحیح کہ ایک سچے مخلص مسلمان کی حیات میں شروع ہوتا ہے اور روح کے صحیح کو ختم ہو کر بھر شروع ہو جاتا ہے مشکوٰۃ نبوت سے جن کے قلوب منور ہوتا ہے ان کی زندگی کا کوئی لمحہ اس جہاد و ہجرت کی سعادت سے بے نصیب نہ ہونے پاتا خاصہ مسلمین ہی اس جہاد و ہجرت سے اس قدر نوازے جاتے ہیں کہ اگر وہ تک سن شعور کو پہنچ کر باپ نے اپنے بیٹے کو یا کسی مسلمان مرد نے اپنی بی بی کو اس کی کے لئے دعا نہ کرنے سے

بلغ نینی کی خدا کی رحمت سے ہم نے فتح کر لیا۔ اس فتح و نصرت کے بعد ہم نے ان
بت منہ دوں کی عبادت گاہ کو اپنے اور کو جزیرہ شوسنے ہمارے قبضہ میں آ گیا۔

جنگ طرابلس و بلقان کے موقع پر ایثار

جنگ طرابلس اور بلقان میں ہم نے اس سے زیادہ
و عجوب چیز یعنی زیادہ تک آ کر پہنچ گئے ہیں اس نے ہمارے
کسی فرمان کے متعلق یہ فرمایا کہ اس تعلق پر ہمارے اس
ہو گی۔

نوجوانوں نے اپنے ایمان میں مقبول صوم کی نیت اور روزہ رکھنے کی
قرار دی گئی اور اخلاص و نیک بندگی سے پوری کی گئی جس کے ساتھ قبول کرو اپنے
دے اپنے لوازمات میں کمی کی اور اس طرح ہمارے طرابلس و بلقان کو جیتنے کی
نہ پیا ایک منٹ تک مسلسل یہ سلسلہ جاری رہا اس وقت کسی اپنے اپنے
نخ و ملال کیے بغیر اس کے حکم کو خوشی سے دیکھا۔

پس اگر اس وقت بھی اسی جذبہ و اخلاص اور ایثار کی حاجت ہو تو ہم کسے
جہاد کے فرض عین اور اطاعت والدین اور اس قدر و اطاعت زوج وغیرہ سے
کی تلقین و تبلیغ کی کیا حاجت تھی لیکن ہم یوں کہہ کر گزر جاتے ہیں
عن المنکر کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں ہم اس سے صرف مستفیدوں کی طرف
اپنی بڑائی و ہوس کا تعلق نہیں رکھتے۔

خدا ہم سب کو توفیق دے جس نے ہمارے کے لئے
خود رفیق ہیں جب کہ ہم اطاعت اللہ سے کا فقدان ہو
ہیں اس کی اطاعت کی توفیق دے اور ہمارے کی
ذمہ دار ہیں۔

مہاجرین کی آبادکاری

مشرقی پنجاب کی قومی

اثر کیا ہزاروں

جہاد و ہجرت ان دونوں اہم و اعظم مسئلوں کو جن پر اس وقت کے مسلمانوں کی زندگی کا دارومدار تھا اس نے
بالکل ہی غیر ضروری اور بے سود قرار دے دیا۔ اس کی تعلیم کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے
دلوں کو بغض و کینہ سے پاک کر لیں اور دیکھیں کہ ان کے ہمسایوں کی کیا حالت ہے اور کیا
چاہتی ہے۔ اس خصوص

لفظ جہاد میں کچھ وہ بیرونی قوت تھی کہ اس کے سننے سے ہزاروں مسلمان بے تاب ہو کر
اور سینوں کے مردہ دل اس کے خطاب میں حیات و تازگی

قبل از یں لفظ جہاد کا اثر

اس سے قبل جب کبھی وہ جہاں کہیں بھی یہ لفظ کانوں میں پڑتا
بجلی کی طرح

میں اور ایک دنیا کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ جاتی تھیں اور ہر طرف سے ہزاروں
غیر قاعدہ شیاطین کی طرح جمع ہو جاتے تھے جب تک یہ لفظ کانوں
جوش تک پہونچا دیتا تھا اور اس کی زبان سے نکلتے ہی ہر طرف
دلوں میں زندہ ہو جاتی تھی اور ہر طرف سے ہزاروں
یہ لفظ جہاد کے کہنے سے ہزاروں
شبہ ہونے لگتے تھے

لیکن آج کے مسلمانوں میں یہ

روزِ اوّل سے تم نے مسلمانوں کی دینی غیرت کو اپیل کیا اور کبھی دیگر غیر مسلم آبادی پر پشت پناہی نہ کی۔ اگر یہ ہوتا تو تمہاری اکثریت بھی تمہارے ہندوؤں پر تسلط خوف رہا۔

تم نے مسلمانوں کو ان کے مذہب اور تمہاری مذہبی تعلیم تم اور تمہارے دینی احکام سے سب کچھ غیر مسلم ہیں ہیچ و نابود ثابت ہوئے۔ لیکن اس کی تمہیں کیا پروا جب کہ تقریباً ایک لاکھ کا خرچ تمہارے گھروں میں پہنچ گیا جب کہ ہزاروں انسان تمہیں اپنے دوش عقیدت پر لے گئے جب جبکہ ہر روز شاندار دسترخوان سے کام و دہن کی لذتیں تمہاری ہیں تو پھر ان خلافت فنڈ بریں کے مقابلہ میں اسلام کیا ہی درپیش کیا۔

اے عزیزانِ بادۂ ایڈورڈی ذرہ ہوش میں آؤ کہیں بھاگ کہ تم سوراج کے لئے اور اٹھائے گئے تھے یا خلافت کے لئے تم نے ہندوؤں کو آمادہ کیا تھا تم اسلام کے نشر و تبلیغ کا علم لے کر بڑھے تھے یا کفر و شرک کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے یہ لشکر آرائی کی گئی تھی۔ اسلام کی حمایت اور ارکان اسلام کا بغیر مسلم کو گرویدہ بنانا تمہارا نصب العین تھا یا خود کفر و شرک کے جال میں پھنس کر آزادیٔ ہند کا ترانہ گانا مقصود و مطلوب تھا۔

مسلم لیڈروں کا کفر [illegible] کانگریس نے کس حسن تدبیر سے مسلمانوں کو پھنسا اور اپنے کافرین [illegible] مذہب کا نمونہ بنایا ایک برس بھی گزرنے نہ پایا ہو گا کہ خلافت سے منحرف ہندو دوست کرنے لگے کہ کس بیدردی سے خود مسلمانوں نے [illegible] خلافت [illegible] کانگریس کی [illegible] کانگریس [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

زمانہ بھی نبی ہوتا یعنی نبوت کے ساتھ جو ہستی بھی مبعوث ہوتی ہے وہ زمانہ کی ہے کوئی اپنے کو پیمبر زمانہ بھی کہتا ہے اور اسے وہ کی نبوت کے دعوے سے بھی باز رکھتا ہے۔

مسلمان اپنی کانوں سے سنتے ہیں آنکھوں سے اخبارات میں یہ مضمون دیکھتے ہیں پڑھتے ہیں پھر بھی عالم وجد و تواجد میں مگر وہ جاہل سے لیڈر و رہنما بنے ہوئے سیدھے دوزخ کی راہ لیتے جاتے ہیں۔

رہبر کی اقسام

قرآن مجید رہبر کی تین قسمیں بیان کرتا ہے ایک وہ جو کہ ان کے ذہن میں منزل مقصود متعین و مشخص ہوتی ہے اس کی معرفت و شعور رکھتا ہے اور اطلاع خطرات و مہالک سے واقفیت کاملہ تامہ رکھتا ہے جس سے خطرات و موانع کا مقابلہ آسانی سے پائے۔

ایسا رہبر اپنے علم و بصیرت سے رہبری کرتا ہوا خطرات و مہالک سے بچاتا ہوا موانع کو دفع کرتا ہوا اپنے پیچھے آنے والوں کو سلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ ایک ماہر ڈرائیور گاڑی میں بیٹھے ہوئے سواروں کو وقت مقررہ تک مہالک سے بچا کر منزل مقصود تک لے جاتا ہے۔

دوسرا وہ رہنما ہے جو منزل مقصود کا علم تو رکھتا ہے لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کی طلب کو مل اور خطرات پر غلبہ پانے کی قوت اس میں نہیں ہوتی۔

تیسرا وہ رہنما ہے جو کہ نہ تو منزل مقصود کی خبر رکھتا ہے اور نہ وہ شوق و طلب رکھتا ہے نہ کسی قسم کی قوت و طاقت۔

اب قیس یا خالد یا فیاض یا متین کہ وہ کس قسم کے رہبر میں شامل ہوتے ہیں

ہے۔ وہ دوں سے تمہارے نیند روں کے سلسلہ بات چیت میں ہمدردی محبت اور نرمی سے کام لینا
چاہئے۔ ہمیں اپنے نقطہ خیال پر زور دینا چاہئے۔ ہمیں سے لوگوں کا ایمان ٹوٹتا ہے
عبادت کے وقت کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر چلا رہے ہیں گالی دے رہے ہیں گالی دے رہے ہیں تک ہاتھا
پائی ہو جاتی ہے۔ کئی مسلمان کے علم میں بھی نہ تھا کہ مسلمین کی جگہ آن کی
تعداد میں بلغاریہ کے فساد میں کتنی قیمت سے مشورت تک میں کئے جاتے ہیں۔

گائے کی قربانی اور اس کا معاملہ ہندی بعض علاقوں میں بند ہو چکا ہے اور بعض مقامات پر
بند ہونے والا ہے ہندی نے اردو پر فتح پائی ہے۔ دونوں مسلم پر کاغذ جاری کیا جا چکا
تھا۔ اس کا موقع نہ رہا انھوں نے فضل جاری نہ کر کے اپنی شکست و ہزیمت کا ثبوت
دیا۔ مقدمہ کے سلسلے برکات ساز آخرت پر جاری کیں اور مغفرت کی دعا مانگی گئی۔ تو یہ پڑھنے
والوں سے مذاق اور ہنسی کہا گیا۔ معاملہ کیا گیا۔

بالعکس معاملہ

یہ سارے حالات ہو وقوع پذیر ہوئے اور ہو رہے ہیں ان سے
ہندوؤں کے مطالب و مقاصد نہیں ان کی تائید ہو رہی ہے اسلام
اسلامی خدمت کی خدمت انجام پا رہی ہے ۲۳ ہندوؤں کا قبول اسلام یا
کسی دین کی طرف بڑھنا بات کر اور تعلیموں سے بڑھ کر ہو رہا ہے اور ہم کفر و
ایک مسلمان ہندوؤں سے بھاگ رہے ہیں ہندو مسلمانوں کے قریب آ رہے ہیں
مسلمانوں نے قومیں بن کر ہندوؤں کی طرف کھینچا ہندوؤں نے اپنی قومیت کی تشکیل سے
اس جذب کو روکا ہے اور جذب قوت سے زیادہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔

اس مخالفت کے متعلق تین جواب دیئے جاتے ہیں یہ جواب ہندوستان کے
ہندو اور مسلمان دونوں کا قدیم ہیں سے ہندو مسلمان کی مخالفت کی وجہ نہیں بتلاتے ہیں۔

ہاں میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ ہندوستان کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہاں میں کہتا ہوں کہ ہندوستان کی تعمیر پنجوقت وقت اس کے بیدار ہونے کے متعلق تھا۔ یہ جب ہوگا کہ اس وقت انگریزوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ہم تھی گہندوؤں میں جب ہوئیں تاکہ باہمی تجاذب و دفع سے وقت قوت پیدا ہو اور ہماری صداقت انگریزوں میں قوت و صولت پیدا ہو جائے۔

ہاں میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ ہندوؤں میں جذب ہو۔

وظلمکم برب العلمین [illegible] ان کو پرشین ہو [illegible] اقیامت یک [illegible]

[illegible] جہاں [illegible] آخرین کا مجمع ہوگا اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ جس وقت یوم ینفع الصادقین صدقھم کا ظہور ہو رہا ہوگا تمہاری کیا حالت ہوگی اور تمہارے ان اعمال کا ترازو کے عمل پر کیا وزن ہوگا خلافت اور دین کا نام لیکر سوا رائے و تعینات گاندی میں فنا ہو جانا کیا نتیجہ سامنے لائے گا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ یقین کرلو کہ اس روز یہ تمہاری تلبیس کی چادریں پارہ پارہ ہوگی اور تمہیں کا جال ریزہ ریزہ۔ یہی لیڈری اس دن تمہیں وبال ہوگی اور یہ ہو دل عزیزی تمہیں رسوا و خوار بنائے گی۔ آج وہ بھیڑ اور انبوہ جس پر تمہیں ناز و تبختر ہے آج وہ ہنگامہ و ہجوم جس پر تمہیں اعتماد و سہارا ہے کل بروز قیامت تم سے بیزاری کا اظہار کرتا تھا۔ قال ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا۔ یہ گروہ معتقدین یہ مجموعہ ارادت مندان جو آج تمہیں اس درجہ محبوب ہے کل بروز محشر تم اس سے خفا ہوگے اور دست بردار ذمت عمل کو وبال سمجھے گا دریہ ہیکڑ لیڈر خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔ اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب۔

نان کوآپریشن کا طمع جامہ اب آؤ ہم ایک دوسری نجل نقد لیں اور مسئلہ نان کوآپریشن کے جدید روپ بدل کر ہندوستان میں ایک اور نئی بھیجا گئی ہے اس کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھا دیں۔ حقیقت یہ کہ گاندھی ازدی جو طمع باطل ایمان و اسلام ہے وضع بنا کر سامنے لائی گئی ہے اس کی نہیت بالکل ہی بے نقاب کر دی جائے۔ جب پہلے اس خطرناک تباہ اور تدریجی سلب

کی طرف نظر کرنا ضرور ہے۔

مفہوم نان کوآپریشن کا تدریجی تبدیل

یہی مفہوم تھا کہ اس وقت تک ہمارے دوست جو نان کوآپریشن کی تحریک میں مصروف ہیں اپنے مقصد کا نام تبدیل کرتے رہے ہیں۔ پہلے یہ نام تھا ترک موالات کا جو انگریزی میں بائیکاٹ کہا جاتا تھا۔ شاید وہ نام گاندھی کا پہلے پہل ہندوستان میں ہوتے ہوئے رکھا ہوا تھا۔

نان کوآپریشن کا مختلف ترجمہ

پھر اس مفہوم نے ستیہ گرہ کی صورت اختیار کی اور وہ بھی انگریزی میں یہ بھی ہٹ قائل تھی جس نے عملی طور پر تحریک موالات کو ختم کر دیا۔ اسی دوران میں مسٹر گاندھی نے نان کوآپریشن کا دلکش نعرہ پیش کیا اب تک ہمارے بعض دوست نان کوآپریشن کو دیسی لفظوں میں کہتے رہے اور وہ ہے ناواجبی۔ نان کوآپریشن کے معنے ہیں اس لفظ کو مختلف ترجمہ ہوتے رہے ہیں مشترک عمل اور اتحاد عمل ترک موالات اور خاموشی وغیرہ وغیرہ۔

نان کوآپریشن کے لئے شرعی لباس

لیکن ہنوز وہ ذہنی تبدیلی جو ہمیشہ بڑی جرأت اپنے خوشنما لباس بدلنے کی روش تھی اس وقت تک ان علماء کی تراش سے وہ قبا تیار نہ ہو سکی جو ہر موقعہ کے لحاظ سے جو ہر دو باتوں کے منافی نہ ہو۔ کار اپنے متبعین کی دونوں کی طرف رجوع کرتے اور ایک خوبصورت لفظ ڈھونڈ کر لے آئے۔

جن نے اس کو بہانا باب کی اجتہاد کی قوی نیندوں کی جرأت پر تھا جرأت کی دستار پر شاباش تھا لیکن وہ جرأت کہ جرأت و جرأت کے تناسب کی پرکھ کی جرأت کو بخشنے گی کہ وہ اپنی گلی ہوئی آواز کو ہوشیار خوش ہے۔

لفظ موالات پر پسند قرار کی علت

اور کچھ نہ سمجھے کہ آخر ہمارے بیدار ان کو پریشن کے

خدمت جلد جلد گریز کیوں کر رہے ہیں کسی ایک ترجمہ پر انہیں قرار کیوں نہیں آتا اور اب کر لفظ موالات نہیں رہ گیا تو ہر پر قدم جو کر بس طرح کر رہے ہو گئے ہیں کہ ترک ملامت مدد شترک حل وغیرہ کی طرف اگر انہیں کوئی چیز لے جا سکتی ہے تو جنبش کی قسم ہے وہ ہیں اور ترک موالات کی صدا کر قرار دے کر وہ جواب میں ترک موالات کہیں گے تم مزاج پرسی کرو دو تک موالات کہہ کر اپنی حیثیت بتائیں گے اب تو اُن کے دل و دماغ میں سوائے اس ایک لفظ کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔

حالانکہ واقعہ صرف اس قدر تھا کہ سارے تراجم کے الفاظ سوائے موالات کے ایسے تھے کہ اُن کی شکلیں دھوکا دینے کے لئے ناکافی تھیں لیڈروں کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک ایسے لفظ کی ضرورت تھی جس کی ظاہری شکل دکھا کر مسلمانوں کو اپنے داخلی فاسد کا شکار کر لیا جائے۔

ترک موالات کا لفظ جب سامنے آیا گیا تو مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ ان کو پریشان خاہ سیاست ہند کا خاص مسئلہ ہو لیکن ترک موالات بعض اسلامی مسئلہ ہے اس لئے مسلمانوں ہی پر اس کی تعمیل بھی واجب ہے۔

مالا بار علی سے علمائے سیاسی کا استفتاء

علمائے سیاسی کو جب اس کے داخلی سے اس ہدایت نامہ کا علم ہوا فوراً فتویٰ دیا کہ اب بجائے ترک موالات کے ترک موالات کیجئے اور ساتھ ہی ترک موالات کے وہ حدود بھی نہیں کو آپریشن کے ڈائرکٹروں نے اس وقت گھیر رکھا ہے اس سب کو ترک موالات کے حلقہ میں داخل کیجئے اسی کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا آپ پر لازم ہے کہ ہندو کی نیت پر کسی سے جو توقع خاص بھی ہو گئی ہیں ڈال گیا ہے کہ ہر ہندو کی تمام خلوص ایسا ہونے پائے بلکہ اس پر مذہبی ایک ذمہ داری اور بڑھ جائے۔

علماء اعلی کا حکم اور علماء سیاسی کا تسلیم خم

آخر یہ بڑے بڑے علماء کس کتاب و سنت کی بنا پر ان کو
قرار دے رہے تھے قرآن پاک میں صاف طور سے موجود ہے
کا حکم بہ نص صریح ثابت ہے تو پھر انہوں نے اس حکم کو کیوں نظر انداز کر دیا۔
بعضہم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم یعنی یہ کافر تمہارے
دشواری پیش آئی کہ بیشمار آیات اللہ قرآن مجید میں گونج رہی ہیں کہ مذہب سے قرآن سے
ضروری ہے۔

کفار مشرکین اور کفار اہل کتاب میں فرق مراتب

اگرچہ یہود و نصاریٰ بھی کافر ہیں اس کی تردید نہیں کی جا
ہیں مگر ہوتی ہے قرآن مجید میں کہ کفر و ضلالت
گواہ ہے (۱) لیکن ان میں کفر و ضلالت اہل کتاب
خیر ہا لکھ رہے ہیں یہود و نصاریٰ یا ان کے
پہلی آیت اہل کتاب کے کفر سے گو بتا رہی ہے دوسری آیت ان کے عقیدہ و عمل کی
ہے تیسری آیت ان کی ضلالت و غوایت اور گمراہی کو بتا رہی ہے تو یہ تینوں آیتیں
مفہوم سے ان کا کفر و ضلالت ثابت ہو رہا ہے لیکن باوجود اس تمام مذمت کے خود
کو اہل کتاب کہنے والوں سے نکاح جائز قرار دیا گیا ہے اور ان کا ذبیحہ
منع کر دی گئی تو کفار و مشرکین جن سے اولیٰ معاشرتی تعلق ہونا چاہئے تھا ان سے نکاح بھی
حرام و ناشرعیت معلوم ہونے لگا اور یہ ہو موالات کیوں کر جائز ہو سکتی تھی

علماء سیاسی کا نظریہ اور ایک مغالطہ کی بنیاد

بار بار اس کثرت سے کفار کے ساتھ موالات کی بحث ہوئی
سے منع فرمایا گیا کہ یہ تو ایک کھلی ہوئی بات تھی کہ ایسی موالات
مفاسد پیدا کرتی ہے کہ ان کفار کی ایجاد کا مقصد احکام شرعیہ کے زیر اثر
فطرتی ہے کہ ان کفار کی ایجاد کا مقصد احکام شرعیہ کے زیر اثر

بکیں نہ تھی بلکہ ہندوؤں کے ساتھ دوستی و اتحاد مطلوب تھا اب اگر نصیحت
یہ فتویٰ نصاریٰ کے باب میں پیش کیا جاتا ہے تو کفار کی ولا و محبت کا جام کیسے کر پیا جا سکتا
ہے پھر آپ کی نہیں ہوا تو ساری سعی بے حاصل لغو و باطل ہوئی جاتی ہے۔ علمائے سیاسی
نے کمال حیرت ہے جو فتویٰ اس موقع پر پیش کیا ہے اس کی داد کسی بشہ کی زبان سے ادا ہو کیا
سکتی ہے جس نے کلام میں یہ توڑ پھوڑ کیا ہے اسی کی قدرت میں اس کا جوڑ و صلہ بھی ہے
نورانی مخزن آیت تاویت کرتے ہوئے ایسا مغالطہ آمیز ترجمہ کیا کہ عوام دھوکے
میں آگئے اور نہیت سہولت سے مطلب برآری ہو گئی۔ لا ینھکم اللہ عن الذین لم
یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم
ان اللہ یحب المقسطین ۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و
اخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم
فاولئک ھم الظالمون ۔

تلبیس و مغالطہ! اس وقت وہ علما اور سیاسی جو کانگریس کے ہاتھ میں
ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں جہد و جہد کر اسی آیہ کریمہ کی تلاوت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ سمجھاتے
ہیں کہ دیکھو حق سبحانہ نے غیر مسلم فریق کو دو صفتوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ اب تو وہ ہیں
جو مسلمانوں سے نہ لڑتے ہیں نہ مسلمانوں سے انھیں نکالتے ہیں ان کے ساتھ برتاؤ کی
نسبت ہمدردی نیکی اور احسان کا حکم خود دیتا ہے دوسرے وہ ہیں جو برسر جنگ آتے ہیں ان کے
ساتھ دوستی کا کوئی تعلق ہی کیونکر مستحکم رکھا جا سکتا ہے نہ صرف جنگ بلکہ ان کا ساتھ ہے اور
ان کی مدد ہے ہندوؤں نے کبھی مسلمانوں کے ملک پر حملہ نہیں کیا ہے مسلمانوں سے
قتال فی الدین کیا نہ کبھی مسلمانوں کے اخراج کی بات چیت کی ہے پھر ان کے

ہے زیادہ وجہ ہے جو مسلمان محبت اہلبیت رضی اللہ عنہم کے دعوے کرتے ہیں ان کو اس بات کی اجازت دے رہا ہے کہ اس سیاست نے نہیں بلکہ گورنمنٹ نے ان کے ساتھ یہ سب کچھ کیا ان سے کسی حق کو وابستہ رکھنا دین و ایمان سے کھیلنا ہے۔

یہی وہ غریب ہے جو اس وقت عام مسلمانوں سے کیا گیا یہی وہ مقدس کتاب ہے جس کو مسلمانان ہند کو گرفتار کرکے ہندوؤں کے حوالہ کیا گیا یہی وہ شریعت مطہرہ ہے جس کے سیاسی نے چند روزہ جاہ کے لئے ایجاد کیا یہی وہ تحریف دینی ہے جس کو تقریب دین کا قرار پایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مسلمانوں دیکھا تم نے دین سے بے پروائی اور علوم دینیہ سے بے نیازی کا نتیجہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام حق کو باطل اور باطل کو حق قرار دیا گیا تمہیں سمجھ لیا گیا تم نے سن بھی لیا اور عمل پر آمادہ بھی ہو گئے۔

اب مصیبتیں جھیلو شقیق نفاق ذلت و خواری کی زندگی بسر کرو نافرمانی موجب ترک تعالے کو فراموش کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے اور تمہیں توبہ بھی نصیب ہو

مغالطہ کا خطرناک نتیجہ کوئی گناہ جب کہ گناہ سمجھ کر عمل میں آئے تو نفس و شیطان عاصی و خاطی کو توبہ و ندامت کی طرف متوجہ کرتی ہے لیکن جب گناہ دین اور عبادت سمجھ کر کیا جائے تو پھر توبہ و استغفار کی بھی توفیق مفقود ہو جاتی ہے۔

اس وقت جو حالت ہماری ہے اس سے بدتر اعمال کو مذہبی تقدیس کے ساتھ کیا ہی اور تم میں ہر ایک کہہ کر چلا گیا ہے۔ ہاں وہ وقت تو نہیں ہے کہ میں تمہارے مقدسات کی ہتک حقیقت تمہیں دکھا دوں۔ لو یہ سامنے ہے بنزلہ جہنم کی آگ کے میدان حشر میں ہو گی فرعون فھم الفضیحۃ طلاق ۔ قال ۔ ان الخاسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم یوم القیامۃ الا ذلک ھو الخسران المبین۔ الا ان الظالمین فی عذاب مقیم

ایک اقتباس ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقالہ نگار نے مخطوطہ کا
حقیقت پر اس کی تصدیق کی اجازت چاہتا ہوں کہ وہ ذات ہی ہے
تبلیغ مذہب اسلام کی خاطر اس کے متعلق اس کے بھیجنے والے سے
وہ کتاب جسے تعلیم امت کے لئے اس خاکدان
اس کے بارے میں فرماتا ہے یا ایھا الناس
قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ
للمؤمنین ۔

اسلام کا حکم ہے کہ دین متین کے اثبات کو ہمارے دل و دماغ میں
اس بنا پر اس کے بارے میں یہ فرمان الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
مرضیت لکم الاسلام دینا ۔ پیغمبر کا وجود رحمت اس کی ذات اقدس
کی یہ بیان کرنا کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے تو ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے
یہ سارے دعوے غلط ہیں ۔ قرآن نہیں کہتا کہ خدا کا بھیجا ہوا فرمان ہدایت ہے
اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدا نے لی ہے ۔ اس کے اتباع کو دنیا و نجات بتایا ہے
میں بھی امتیاز کا ہاتھ کسی غیر کی طرف پھیلنے نہیں دیں گے ۔ ہم اپنے متبع و رحمت
واقعیت کو قبول کریں ۔

میں تہہ دل سے اس ارشاد فرمانے والے کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے
ان کی بارگاہ عظمت و حیات انسانی کا بہترین محافظ کہا ہے میں ان کی

سیرۃ خاتم النبیین کا ایک صفحہ

عہد نبوت کا آغاز اور اس کا قبائل پر اثر

ایک شخص جو ایسا نقطہ آغاز رکھتا ہو اس کی نگاہ ہر قدم پر ہاتھ میں دنیاوی مال و منال
تھامنے اور دولت کے لئے کوئی نئی لشکر تیار رکھتا اپنا حلیف دشمن اپنا قبیلہ دشمن اپنا
خاندان دشمن۔

کفار کی ایذا رسانی | صداقت ایمانی نے جب آہستہ آہستہ حق کے نور سے بعض سینے
روشن کر دیئے تو اس دولت پر دوان نعمت بیضا بھی اعدا کے دست تطاول میں گرفتار ہو گئے
اب کفار و مشرکین میں ہر روز مشورے ہوتے جفا و عداوت کی نت نئی تحریکیں پیش ہوتیں اذیت
و آزار کا ہر روز ایک نیا پلان تجویز کیا جاتا کبھی راستہ میں کانٹے بچھا دیئے کبھی اونٹ کا اوجھ دوش
اقدس پر لا کر رکھ دیا کبھی چادر پکڑ کر کھینچی گئی کبھی سنگ باری سے ساق مبارک زخمی
و گھائل کر دی گئی کبھی مقاطعہ کی تحریک پر جوش گرم ہوئے تو لین دین خرید و فروخت سب
بند کر بیٹھے کبھی شہر بدر کرنے پر آمادہ نظر آئے کبھی قید کا فیصلہ کرنے لگے غرض تکلیف دہی کی
جس قدر صورتیں اُن کے مشرکانہ دل و دماغ میں آسکیں انھیں نہایت بیدردی و بیباکی سے
عمل میں لائے۔

مقصود ان ساری مفسد پردازیوں اور فتنہ انگیزیوں کا یہ تھا کہ اس داعی حق کی صدائے
حقانی کو کسی طرح پست کیا جائے لیکن وہ ذات پاک جسے اپنے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی جانب
سے یہ حکم ملا تھا کہ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ
یعنی اے رسول جو کچھ آپ کی طرف وحی بھیجا گیا ہے اُسے لوگوں کے بندوں تک
پہونچائیے اگر نہ کیا تو کفار و مشرکین کا شر و فساد آپ سے بچانے والا اور محفوظ رکھنے والا آپ کا اللہ ہے
ہذا پھر یہ کیوں کر ممکن تھا کہ وہ پیکر حق وہ مجسمہ صداقت ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دشمنوں کی

جمعیت یہاں کی خاصی شہادتوں سے مضبوط ہو چکی تھی۔ اب وہ ایک مستقل طاقت تھی۔ یہ
اقتدار کی طاقت تھی جو مکمل استقامت اور ثبات عزم سے ساری مخالفتوں کو ختم کرتی ہوئی یہاں
پہنچی۔ ہجرت کی آیت اتری اور مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مکہ کے دشمنوں نے یہاں پہونچکر بھی راحت و اطمینان سے بیٹھنے نہ دیا۔ آپ ہجرت فرما چکے تھے
بے تو کل احد کی غزوہ ذوالعشیرہ بدر الجندل سے فارغ ہی ہوئے تھے جو نہ ہو سکا تھا اس سے
ہو گیا کفار و مشرکین کی یہ حالت تھی کہ نہ خود چین و سکون سے بیٹھتے تھے نہ دوسروں کو
ومینت و فراغ کے ساتھ اشاعت دین کا موقع دیتے۔

مدینہ طیبہ میں مخالفتوں کا ہجوم | مدینہ پہونچکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یک وہ نہ تھے
بھی مقابلہ کرنا پڑا یہ گروہ یہودیوں کا تھا اطراف مدینہ میں بکثرت یہود آباد تھے اس وقت
ان کے پاس سامان قوت بھی ان کے پاس کافی تھا یہودیوں کی قوم ایسی شریر الفس اور قدیمی
ہے جن کے فتنہ و فساد شر و طغیان کے بے شمار واقعات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ان
دو دشمنوں کے علاوہ خاص مکہ نگر مدینہ میں ایک گروہ منافقین کا پیدا ہو گیا جو بظاہر اسلام
کا کلمہ پڑھتا اور باطن میں عداوت اسلام و مسلمین مخفی و مکنون رکھتا جس کا موقع بموقع اظہار بھی
ہو جاتا یہ مسلمانوں کا تیسرا دشمن تھا یہ بھی ان میں کچھ عیسائی آباد تھے وہ بھی
بھی مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

تمام ممکن حالات سے مسلمانوں کا مقابلہ | الغرض مدینہ طیبہ پہونچکر اس نئے کے بعد کو چار
فریقوں سے مقابل ہونا پڑا مشرکین یہود و نصاریٰ
منافقین مقابلہ میں جو کچھ ہو سکتا تھا سب کچھ ہوا میدان کارزار بھی گرم ہوئی اور

قتل و قتال کی بھی خوں ریزی و خوں افشانی میں شہید بھی ہوئے اور کفار کو تہ تیغ بھی کیا گھڑی دو گھڑی کے لئے شکست کے آثار بھی پیدا ہوئے اور پھر صدق نے کذب پر حق نے باطل پر بہرحال فتح بھی پائی۔

ایک یہ موقع بھی آیا کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہوا اور وہ مقدس ہستی مجروح بھی ہوئی۔

کبھی کوئی لشکر کفار کے خلاف ہاتھوں میں مبتلا بھی پایا گیا اور کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں بہت کچھ غنیمت بھی ہاتھ آئی کبھی کسی دوران جنگ میں کبھی کسی فریق سے موادعت کی گفتگو ہوئی اور کبھی کسی فریق سے مصالحت کی باتیں طے پا گئیں۔

سلاطین سے خطاب ایسے زمانہ میں جب کہ مجاہدین کے فتوحات کی تہلیل سے سرزمین حجاز پر حکومت حق کی بارش ہو رہی تھی سلاطین روم و ایران اور فرمانروایان غسان و حبشہ بھی دعوت تبلیغ سے محروم نہ رہ سکے۔ صلح حدیبیہ کے بعد چھ قاصد چھ بادشاہوں کے پاس ایک ہی دن روانہ کئے گئے بادشاہوں میں سے کسی نے قبول کیا اور کسی نے اور کسی نے قاصد کی توہین و تذلیل سے اپنے انکار کا ثبوت دیا اور کسی نے اپنی وحشت و تردد کا اظہار کیا کسی نے قبول سلامتی تو چاہا کہ مجدد و بے نصیب رہا لیکن تحفہ و ہدیہ بھیجا جس سے سرکار رسالت ہوا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک یہ پہلو تھا جو معاہدین و مسالمین کے ساتھ تھا عمل کا سبق اپنی امت کو دیتا ہے۔

حیات اقدس کا دوسرا رخ دوسرا رخ اس کی زندگی کا معاندین و محاربین کے ساتھ تھا جو ہمیشہ سے رہے اور جنہوں نے مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی آپ کو ایذا پہنچانے اور آپ کی دعوت کو مٹانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں ہر طرح ستایا تھا جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ سے نکالا تھا جنہوں نے مدینہ میں بھی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ کی تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ صلح کی تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ عہد توڑا تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ دغا کی تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ وفا کی تھی جنہوں نے آپ کو ستایا تھا جنہوں نے آپ کو آرام پہنچایا تھا جنہوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا جنہوں نے آپ کی جان بچائی تھی جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ سے نکالا تھا جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں آنے دیا تھا جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں آنے سے روک

[illegible] کے علاوہ خود انسان کی [illegible] ہوتی
[illegible] کا [illegible] اس کے علاوہ [illegible] ہوتی
[illegible] سکتے اور [illegible] کو واپس [illegible]

تبلیغ کی بے نظیر شان

قابل خاطر یہ نکتہ ہے کہ [illegible] ہوتا ہے
[illegible] کے [illegible] ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرا جس میں [illegible]
[illegible] رکھا گیا ہو حتیٰ ایسے موقع پر جب کہ احد کی لڑائی میں کفار و مشرکین نے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغہ میں لے لیا تھا احد کے تلوار و نیزوں سے [illegible]
خاص غزوہ میں چند اشخاص [illegible] ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی [illegible]
دعی الی اللہ حضرت رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو کلمہ ایمان کی تلقین فرمائی
ایک ہی نظر کیمیا اثر سے ان کے قلوب کا تصفیہ و تزکیہ فرما دیا ان میں سے ہر ایک [illegible]
کے نام صفحات تاریخ پر عجب [illegible] کی طرف ہدایت کر رہا ہے۔

ہدایت کا ایک بے مثل واقعہ

یہ دونوں شرف زیارت سے مستفیض ہوتے ہی [illegible]
[illegible] قاتل یا مرسل اللہ یعنی [illegible]
[illegible] سے پختہ جہاد [illegible] اس [illegible] کے جواب کا کیا [illegible]
کی بجا آوری کا کیسا [illegible] لیکن [illegible] کی جہت کا مقصد [illegible]
تبلیغ دعوت توحید ہے اس کا جواب یہ ہوتا ہے [illegible] قتل یعنی [illegible]
[illegible] ایمان میں [illegible] دونوں [illegible] ایمان لاتے ہیں فسبحان اللہ
[illegible] کے قلوب [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] کا وقت ہے کسی نماز فریضہ کی [illegible]
نہیں لیکن جہاد کی [illegible] اس کے ادا میں مصروف و مشغول ہو جاتے ہیں کچھ [illegible]

[illegible] انجام دے رہے تھے
[illegible] سے دونوں سیراب ہو کر
[illegible] کا رنگ نکھار کر گئے۔

[illegible] جب بھی [illegible] تو [illegible]
[illegible] کیا [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] ہو گئے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

مست ساقی را ز محشر باد ا

[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

یہ شریعت پر بہتان بڑا سکا شریعت میں کسی تحریف ہے کہ آیۃ قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ ان ہندو مولات جائز ہے مصیبت عظمیٰ تو یہ ہے کہ طرح طرح سے کفار و مشرکین کے ساتھ موالات عمل میں آرہی ہے اور اسے خدمت دین اور جہاد اکبر قرار دیا جاتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

لفظ ولا کے معنی کی تحقیق | مسئلہ موالات کے ہر پہلو کو واضح و ایضاح طور پر سمجھنے کے لئے ضرورت ہے کہ لفظ ولا کا صحیح مفہوم و معنی پہلے سمجھ لیا جائے شریعت نے لفظ ولا کے تحقیقی و مستند معنی یہ بیان کئے ہیں الولاء ان یحصل شیآن فصاعدا حصولا لیس بینھما مایس منھما ویستعار ذالک للقرب من حیث المکان ومن حیث النسبۃ ومن حیث الدین ومن حیث الصداقۃ والنصرۃ والاعتقاد یعنی دو یا دو سے زیادہ چیزیں جب اس طرح پائی جائیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری شے بیگانہ نہ ہو جو ان میں سے مفارقت واقع کرے تو یہ لفظ ولا کے تحقیقی معنی ہیں اس لفظ کے معنی مستعار زدیکی ہے نزدیکی خواہ باعتبار مکان ہو یا باعتبار نسبت یا باعتبار دین یا باعتبار دوستی یا باعتبار مدد یا باعتبار اعتقاد دین ترجمہ کا خلاصہ اور ماحصل

[illegible]

[illegible] یعنی اعمال [illegible] ہوجاتے ہیں [illegible] شریعت کے نزدیک جرم [illegible] ہے [illegible] یائے نوکر رکھے اور اس [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] ہو

ٹھوڑنے اور بیمار کا جرمانی قوموں کے ہاتھ بیچنا یہ بھی ناجائز قرار پایا ایسے افعال کا مرتکب
مسافق ہی قرار پائے گا بیکن اگر ایسے نہیں تو وہ مراسم و تعلقات جائز و مباح قرار
پائیں گے وہ بھی مدد و نصرت جس میں حمایت غیر دین کی ہوتی ہو حمیت و شفقت میں
شمار ہوگی جس معاشرت و مودت سے کیں گے نہ وہ موالات ہوگی نہ کوئی اُسے موالات
قرار دے گا جواز کے بعد اس کے کہ لفظ و اسے حقیقی و مستعار معنی کی تشریح ہو چکی یہ سمجھ لینا
چاہیے کہ جس طرح وہ سی عنہ ممنوع ہے اسی طرح ردادہ، رکون اور اتحاد بھی ممنوع ہے
ہاں میں تو کوئی غیر مسلم فریق کا مستثنیٰ ہے نہ کسی حالت میں کسی غیر مسلم کے ساتھ اس کی اجازت
دی گئی ہے۔

مسلمان کمبختیں غیر مسلم کے ساتھ چار قسم کی ہو سکتی ہیں غیر مسلم ذمی ہو، غیر مسلم خراج
گذار رعایا ہو، غیر مسلم مساوی و مقابل ہو، غیر مسلم حالانکہ ہو مساوات و تقابل کی تینوں صورتیں
ہوں ان کے ساتھ یہ معاملہ و معاشرت ہو باہمی معاہدہ سے آپس میں بطور قرارداد و مفاہمہ
کوئی پہلو ہو تا نیا یہ کہ غیر مسلم آمادہ پیکار ہو جنگ چھڑ گئی ہو یا چھڑ جانے کا احتمال ہو
یہ کہ ایک دوسرے سے کسی مرغابی کے سبب تو نہیں نہ ٹرکتا ہو حالات کے ان سب
تغیرات میں کوئی شکل صورت ایسی نہیں جس میں منہی عنہ تعلقات یعنی موالات و
مداہنہ و رکون و اتحاد کا جواز دیا جا سکے نہ قرآن کریم یا حدیث نبوی یا اجماع امت یا اجتہاد
ائمہ دین سے ثابت ہو سکے۔

غیر مسلم سے موالات ہر حال میں ممنوع ہے

حقیقت یہ ہے کہ مسلم کی موالات غذائی وہ حیثیت ہے جسے
ایک مسلم ہی پا سکتا ہے کسی غیر مسلم میں یہ وصف کو موالات نظر
سے مستفید ہونے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا ہے قوم مسلم کو تعلقات معاشرت کی رعایت

اس کے فیوض و برکات اور برکات غفلت جو دلالت پر نص صریح ہیں ہیں ہیں ہیں
حقیقت دلالت وہ دلالتیں ان سے غیر مسلم قرینہ بھی خود نہ رکھتی ہوں ان سے دوستی
یا نصاریٰ کفار و مشرکین ہوں جملہ آیات و شنیعین حالت من و مکون ہو یہ ہیں عرب کا
دستور تم نے سنا ہیں نے کہا کہیں یہ کہ کہ موالات یک مسلمان دوست ہیں ہی
سے کہ سکتا ہی خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر کسی حال میں بھی ایک مسلم کسی غیر مسلم
شخص یا قوم سے دوستانہ موالات رکھنے کا مجاز نہیں بنایا گیا ہے کہ منافق جو صورۃً مسلمان ہی
ہوتا ہے اس سے محروم کر دیا گیا منافق فجار سے بھی دوستانہ ہیں ہیں ایک مومن ہی پر واجب
کہ وہ موالات ایک مومن ہی سے رکھے سوا مومن کے جو بھی ہو وہ موالات مومن سے
محروم ہی رہے گا قرآن مجید نے یہی حکم دیا ہے سنت رسول نے یہی تفسیر کی ہے علماء
علوم دینیہ نے یہی سمجھا ہے کسی کی یہ تفسیر نہیں سکتا۔

فقیر کی ایک التماس ہے کلام پاک کی تلاوت کرو لفظاً و لفظاً کوشش کرو کسی جگہ نہیں نہ
سکو نہ ہاتھ لگا کہ اس حالت میں کفار و یہود و نصاریٰ کے ساتھ موالات کرنے کی نہیں ہو جائے
مگر کو اگر اپنے تلاوت قرآن اور فہم کی تقصیر کا اعتراف ہو تو علماء سے یہی سے پوچھ دیکھو
اس قدر تیز تو تم بھی سمجھتے ہو کہ الفاظ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو جس لفظ کے متعلق تمہارا
ہے اگر وہ لفظ یا کسی کو متعلق و مصدر تمہیں آنکھوں سے دکھائی دے تو مجھے جو ہو سکو لیکن
اگر ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو سمجھ لو کہ پانی یہاں مرتا ہے۔

علمائے سوء کی
ایک عیاری

ت مسئلہ موالات اس شکل سے رکھنے دیا گیا ہے جس سے
ی حکومتوں کو یہ معلوم ہو کہ وقت ضرورت پر عوام سے
ایک گہری نظر ڈالی ہے اور صدیوں سے کوشش کی ہے جو بھی حکومت میں صحیح

[illegible] کے بعد ان کا مذہب پیش کر رہا تھا علما رسیا
کے بعد انہ دقیق نگاہوں سے [illegible]

[illegible] کے معاملات، کون سے اور شہادیہ وہ مسائل ہیں جن کا فیصلہ اسلام کے ساتھ
پایا جانا ہمیشہ سے مسلمہ چلا آرہا ہے اور ہمیشہ مسلم رہے گا خواہ غیر مسلم فتح ہو یا رعایا یا مساوی
مقابل ہو یا مغلوب اور شکست حالت امن و سکون ہو یا حرب و جدال۔

ان تفصیلات سے جملہ کا بیضاوی کی تفسیر سے شوہد پیش کرتا ہوں عبارت تفاسیر ہی حسب
ذیل سورہ پر روشنی پڑتے ہیں۔

۱۔ وہ کل آیتیں جن میں غیر مسلم کے ساتھ موالات و وداد پر سختی وارد ہے وہاں
مراد سختی ان کا کافر و بے دین ہونا ہے۔

۲۔ الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اصول دین میں سے ایک اہم اصل دینی
ہے یعنی دوستی و محبت خدا ہی کے لئے ہونی چاہیئے اور بغض و عداوت بھی اللہ ہی کیلئے
ہے کفار و مشرکین کے ساتھ ترک وداد اور ترک موالات میں قتال یا عدم قتال
یہ دونوں کوئی دخل نہیں رکھتے کفر و اسلام ان کے [illegible] ہیں۔

۳۔ جہاں ایمان و اسلام ہے وہاں موالات [illegible] ہے
وہاں موالات و وداد کا سبب ضروری ہے۔

۴۔ سورہ ممتحنہ کی آیت لا ینہکم اللہ عن الذین [illegible] کی ذیل میں
فرمایا ہے کہ جنوں سے قتال ہے۔

۵۔ آیات ترک موالات مطلق ہیں کوئی [illegible]

۶۔ موالات غیر کے معنی دوستی و محبت کے ہیں [illegible]

مسلمانوں کو یہ اسلام کا تقاضا ہے کہ وہ ان قیدیوں کو رہا کرنے کی کوشش کریں۔ وہ اپنے
دین پر ہرگز سمجھوتہ نہیں۔

تفسیر جلالین | (یا ایھا الذین
امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری
اولیاء بولایھم بعضھم اولیاء بعض) باعادھم فی الکفر
(ومن یتولھم منکم فانہ منھم) من
جملتھم (ان اللہ لا یھدی القوم
الظالمین) بموالاتھم الکفار۔
(۲) (لا یتخذ المؤمنون الکافرین
اولیاء) یوالونھم (من دون) ای غیر
(المؤمنین ومن یفعل ذلک
ای یوالھم (فلیس من
(اللہ فی شیء)

مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ سب کفر میں متحد ہیں ان سے بعض اُن کو بعض کا دوست ہے جو ان کو دوست بنائے گا وہ انہیں میں سے ہوگا اللہ ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا یعنی ان کو کفار سے موالات رکھنے پر۔

(۲) مومنین کفار کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا یعنی اُن سے دوستی کرے گا تو اس کے لئے دین الٰہی میں کچھ نہیں۔

تنویر | دیکھو آیۃ کریمہ میں مولیٰ تجارت وقوت سے متعلق کفار و یہود و نصاریٰ سے مودۃ و موالات یعنی آپس محبت مع فرزندی سے بھی منع ہے پھر کون قید میں ہیں لگائی کہ جو کافر و خدا کی عمل دل سے رہے یہ کفر سے نکالے موالات اس سے منع آگیا متعلق و قید کرے یہ تحریف ہے آیۃ محکمہ اس کی نص جلی ہے مقدمہ قیدیات کی ہیں اور اخبار میں یہ رہا ہے کہ دیا کہ فرزند کو شادی کرنا ہے لیکن جب کہ یہ

جو کہ عہد دغزوہ احد میں گانہی اور کنارات ہندست نہ صرف مدد لینا بلکہ من کل الوجوہ
ان سے ہاتھوں کو کٹ پتلی ہو جانا نہ صرف نہی منہ بلکہ سخت و فرض ہے۔

تفسیر مدارک۔ لا یتخذ مؤمنون الکافرین
اولیاء (فوادنی ولا یکافرین بقرابۃ بینھم او نصلۃ
قبل الاسلام وغیر ذلک وقد کررہ اللہ فی القرآن
وشبۃ فی اللہ وابغض فی اللہ باب عظیم فی الایمان

مومنین اس سے منع کئے گئے ہیں کہ وہ کفار کے
ساتھ دوستی و محبت رکھیں یہ محبت خواہ قرابت
کے سبب یا پہلے کی دوستی کی وجہ سے ہو یہی
وجہ ہے کہ یہ مسئلہ قرآن میں بار بار آیا ہے
محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ ایمان کا ایک
بہت بڑا باب ہے۔

(من دون المؤمنین) یعنی لئے مسلمانوں تمہیں
مومنین کی موالات کفار کی موالات سے بے نیاز
کر دیتی نفیں چھوڑ کر کفار کو محبوب نہ بناؤ (ومن
یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شئ) جو شخص
کفار سے دوستی کرتا ہے اس کے لئے اللہ کی
ولایت سے کچھ حاصل نہ رہا اس لئے کہ کسی
دوست سے محبت اور اس دوست کے دشمن کی محبت
یہ دونوں متنافی ہیں۔

(۲) یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود
والنصاری اولیاء (ای لا تتخذوھم
اولیاء تنصرونھم وتستنصرونھم وتوانسونھم وتعاشرونھم معاشرۃ المؤمنین
فعلل بقولہ بعضھم اولیاء بعض (بعضھم
اولیاء بعض وانہ دلیل الکفر
یتولاہ احد الا ومن یتولھم منکم
فانہ منھم (ای من جملتھم وحکمہ

یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی نہ بناؤ (یہاں طرح
کہ ان کی مدد کرو ان سے مدد لو ان سے
جان پہچان رکھو ان سے ایسی معاشرت رکھو
جیسی مسلمانوں میں آپس میں معاشرت ہونی چاہئے
یہ علت ہے اس امر کی کہ ان سے دوستی نہ
کرو (بعضھم اولیاء بعض) یہود و نصاریٰ
آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں (تم ان کے
ساتھ ایسے ہی ہو جاؤ) (ومن یتولھم منکم
فانہ منھم) جو انہیں تم میں سے دلی دوست

وهذا التغليظ من الله	انکو گروہ سے ہیں ان کو بھی ہیں
تشديد في وجوب مجانبة	اور ان کی دوستی سے بہت ڈرنے
تخالف في الدين	وخالفت کرنے سے چوکنا واجب ہو

تنویر | تفسیر مدارک ہی ایک مشہور معروف کتاب ہے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ترک موالات واجب ہے اور کب تک یہاں تک کہ جو قوم یا شخص جو خلاف فی الدین ہے اس سے ترک موالات ضروری ہے مسلمان ان کی دوستی کریں گے ان کے دینی امور میں مدد دیں گے نہ اپنے مذہبی امور میں ان سے مدد لیں گے۔

مسلمانوں کے مذہبی امور میں مسلمانوں کو معین و مددگار ہونا موالات کہلاتا ہے مستغنی بے نیاز کرنے والا ہے ان کو بھی دین کے مددگار و دوست و نگہدار رکھتا ہے۔

تفسیر البحر المحیط	لا يتخذ المؤمنون
ابوحیان اندلسی	کافرین اولیاء من
دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من	کہ مسلمان کافروں کو اپنا دوست
في شيء إلا أن تكونوا تتقون منهم	نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے
ويقال اتقيته واتقيت منه بمعنى	اس کا اللہ سے کچھ علاقہ نہ ہوگا
وقيل التقية هو الحذر من الضرر	مگر یہ کہ تم ان سے ڈرتے ہو
قوله تعالى ولا تقتلوا أنفسكم	اور ڈر کا ہونا ضرر سے ہوتا ہے
الآية قيل معناه لا يقتل بعضكم	یہ قول ہے کہ تم اپنے کو
بعضا وقيل معناه لا تفعلوا ما	یہ قول ہے کہ تم اپنے دین پر
يكون سببا لقتلكم من ركوب	ایسا کام نہ کرو جو تمہارے

فيه من اتخاذهم	نے جو اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ہو بجہت
عبيدا او لاستعانة	فی اللہ اور بغض فی اللہ اصول دین میں سے ایک
بهم لاستعانة العزيز	بہت بڑی اصل ہے۔ ظاہر آیت اُن سے موالات
بالذليل والارفع	کو منع کرتی ہے مگر وہ چیزیں مستثنیٰ ہیں جن میں ہیں
بالاوضع والنكاح فيهم	گنجائش ہے جیسا کہ انہیں غلام بنا کر رکھا جائے یا
فهذا بعضه ضرب من	اُن سے مدد لینا جیسا کہ عزیز ذلیل سے یا صاحب منصب
الموالاة اذن لنا فيه	کم رتبہ سے مدد لیا کرتا ہے یا اُن کی عورتوں سے نکاح کرنا یہ سب قسمیں
ونحن ممنوعين منه والنهي	موالات کی ہیں جن کی ہمیں اجازت دی گئی ہے اور اس سے ہم منع
فيس على عمومه	نہیں کیے گئے ہیں نہی اپنے عموم پر نہیں ہے۔

تشریح: علامہ مدنی نے اس آیت کی تفسیر میں شارات لیضہ کی طرف ہدایت فرمائی کہ مسلم موالات کی وجہ بغض فی اللہ کو قرار دیا جیسا کہ دیگر مفسرین کی تفسیروں سے واضح ہو چکا ہے سورہ ممتحنہ کی آیت نے حق کو مقید نہیں کیا اگر قتال فی الدین وغیرہ علت نہ ہوتی تو کوئی مفسر تو لکھتا آخر اس کی کیا وجہ جو ہر ایک مفسر مطلقاً کفار سے موالات ناجائز قرار دیتا ہے مفسر براء حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو اصل قرار دیتے ہوئے ہر ایک مفسر اطلاق پر نہ کر دیتا ہے۔

اسی کے ساتھ مفسر مدنی نے معاشرت اور کاروباری زندگی کے تعلق بھی یہ فیصلہ دیا کہ یہ صورتیں صوری ہیں نہی عنہ موالات حقیقی ہے نہ کہ موالات صوری الغرض لیس علی عمومہ کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر خازن: لا يتخذ مؤمنون الکافرین اولیاء یعنی انصارا واعوانا — مومنین کو نہ بنانا چاہیے ایک مومن کے غیر مومن کو نہ بنانا چاہیے ایک مومن اپنی ولایت

من دون المؤمنين يعني من غير المؤمنين
ومعنى لا يجعل المؤمن ولاية لمن هو
غير مؤمن نهى الله المؤمنين ان يوالوا
الكفار ويطلعوهم لقرابة بينهم او
محبة معاشرة والمحبة في الله والبغض
في الله باب عظيم واصل من اصول الايمان
ومن يفعل ذلك يعني موالاة الكفار
من قبل ليخبر الله المؤمنين ان يحذروا
المسلمين او يودهم ويطلعهم فليس
من الله في شيء

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود
والنصارى اولياء اي لا تتخذوا المؤمنين
جميعا ان يتخذوا واحدا منهم ناصرا
واخبر انه من اتخذ منهم ناصرا وعونا
على اهل الايمان فانه منهم وانه
يطلع الله على سره وعلانيته ومن
يتولهم منكم فانه منهم يعني ان
من تولى يهوديا او نصرانيا فانه
يهودي او نصراني مثلهم يعني ان
الله لا يهدي القوم الظالمين يعني
الكافرين

کسی غیر مومن کے ساتھ دوستی نہ رکھے
کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو
ان کافروں سے منع فرمایا ہے
اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے
سے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی ان سے دوستی رکھے
وہ انہیں میں سے ہے اور
اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت
نہیں کرتا

دوست رکھتا ہو ایک مومن ایسا کرنے سے باز کو
گیا ہی تعریب کفر کی کفر اور رضا کفر ہے کفر ہی ہو اور تعاون
ظاہر دنیاوی بھی معاشرت کا فرسے ساتھ رکھے یہ
نہیں ہے تو دوسری قسم ہی دونوں قسموں کا
درمیانی مقام ہے اس وقت کفار کے ساتھ موالات
کے یہ معنی ہوں گے کہ کون ان کی طرف یا معونۃ
یا ظاہر و یا نصرت یہ موالات زیادہ قرابت کے سبب ہو
یا محبت کی وجہ سے ہو یا دونوں اعتقاد کے کر دین
اس کا باعث ہو تو یہ موالات موجب کفر نہیں اگرچہ حرام
ضرور ہے اس لئے کہ یہ موالات کسی وقت اس کو دین
مذہب کی طرف نہ کھینچ لے اور یہ اس کے دین کو نہ
کرنے لگے اور اس دین سے راضی ہو جائے کفر کو
اچھا سمجھنا اس پر راضی ہونا دین اسلام سے کل
جانا ہے پس یہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے تنبیہ
فرمائی اور یہ حکم کسی کا ہے کہ کیا اس کے
لئے اس دین سے پھر جانا نہیں ہے۔

تفسیر: امام رازی نے ان تین قسموں کی آیتیں لا تتخذوا الخ میں بیان فرمائی ہیں اور بعض
مفسرین نے صرف دو قسمیں بیان کی ہیں اور فرمایا کہ یہاں نہیں کہ دو قسم کی موالات حرام ہے
اس کے کیا معنی ہیں اور شریعت نے کیا ارادہ کیا ہے موالات حقیقی و صوری کو کیا لے کر تین قسمیں

کر دیں پہلی قسم موالات حقیقی کو کفر کو اوصاف قرار دیں دوسری وہ صورت کہ ان سے نفرت
بغض و ناپسندیدگی نہ اعمال و افعال سے اس کی تائید ہو اسی طرح ہر وہ قسم جس میں
اذیت و مدارات کا برتاؤ اور عمرانی حیثیت میں معاملات فعل موصوف کا حکم ہے اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی
شریعت نے اس سے ہرگز منع نہیں فرمایا۔

تیسری قسم موالات کی یہ ہے کہ دل کفر سے بیزار لیکن ظاہر و جوارح سے ان افعال سے
کفر کی تائید کیجائے دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے یا قرابت و رشتہ کا خیال رکھتے ہوئے یا عام
لوگوں میں آنے تو یہ موالات اگرچہ کفر تو نہیں اس لئے کہ دل کفر سے متنفر ہے لیکن فعل حرام تو
ہے کفر کی تائید ہوتی ہے اور افعال کفریہ سے عقیدہ کفریہ کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔

اب بتائیے کہ ہمارے تعلیمات ثمرۃ میں سے اسکول و کالج کا ملازمت کون سی قسم میں
داخل ہے نیز یہ بھی بتائیے کہ عیسائی کانگریسی میں شریک ہو کر مسلمان ہندو کے مخلوق پر
فخری پھیرا کون سی قسم ہے نیز بتائیے تفسیر کی عبارت آنکھوں کے سامنے موجود ہے ازراہ
عبارت کا پیش نظر رکھیں اور مجھ کو خدا کے پاس جانا ہے اپنے سے آنکھیں نہ چرائیے گے

محتاج ہو دین تمہارا محتاج نہیں۔

تفسیر ابن جریر [illegible]

[illegible]

... بعضاری کذلک بعضهم انصار بعض	... بعض ہیں بعض کے
... من حالف دینه ومعتقده ومن یتولاه	... جو مخالف ہے دین اور اعتقاد میں اور جو
... فانه منهم یعنی فان ذکره بقبیح ویس	... دوست رکھے ان کو پس بیشک وہ انہیں سے ہے یعنی
... لهم منکم فانه منهم ومن یتولی الیهود والنصاری	... ان سے ڈرتے کی وجہ سے پس بیشک وہ
... دون المؤمنین فانه منهم یقول فان من تولاهم	... غیر ایمان کی وجہ سے اور جو
ونصرهم علی المؤمنین فهو من اهل دینهم وملتهم	دین اور مذہب میں ہے۔
ان الله لا یهدی القوم الظالمین یعنی	بیشک اللہ تعالیٰ توفیق نہیں دیتا ان
تعالی ذکره بذلک ان الله لا یوفق من وضع	اس شخص کو جس نے اپنی ولایت غیر مومنین
الولایة فی غیر موضعها وتولی الیهود والنصاری	کی مومنین کے خلاف میں اس سے یہود و نصاریٰ
مع عداوتهم الله ورسوله والمؤمنین علی	سے موالات رکھنا کہ اللہ کے ساتھ دشمنی
المؤمنین وکان لهم ظهیرا علی نصرة	اس کے رسول اور مومنین کو دشمن ہے۔

تنویر تفسیر ابن جریر کی عبارت پڑھو اور پھر غور کرو کہ یہ نصاریٰ سے کہو کہ کیسے صحیح ہیں جو روپیہ اپنا جمع کر دو گرجا سے واپس لیا جاتا ہے وہ موالات کیوں کر ہو سکتی ہے کہ اس کی واپسی اعانت کفار پر مومنین کو اس سے نقصان پہنچانا بڑی یا خوف سزا دہی کو منقطع کرنا ہے۔

دیکھو تمہارے ان بزرگوں نے پچھلے پچھلے گمراہی سے سرگوشی کی مسلمانوں کو چھوڑ کر ان کی بات بھی نہ پوچھی وجب کہ گمراہی یہود میں نہیں پڑ گیا تو اس کی زبان بگڑ گئی تو اس سے کیا فرق ہوا وہ تو مشرکین کی مشرک کو خوشامدیں نہیں بناتے تھے اس کو تم خوشامدیں مسلمان سے ان اعمال سے جو ہمیشہ حرام و ممنوع تھے صنع کیا یہ بھی خطا کاری پر ہے

منتج کیا اس کے پیچھے پڑے مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے عقائد کے مذہبی مراسم میں شریک ہونا مستقل دیرینگ کو مقدس و متبرک کہنا یہ سب انہیں اقسام موالات سے ہیں جنہیں شریعت نے حرام فرمایا ہے۔

عبارت تفسیر میں ہر جگہ نصر کا صلہ علی آیا ہے۔ علی المؤمنین۔ علی المسلمین جس کا یہ مطلب واضح ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مسلمانوں کی ضرر رسانی مسلمانوں کی تکلیف دہی پر کفار کی مدد ممنوع بلکہ داخل موالات ہے یہ عام محاورہ ہے نصر زیداً اس نے زید کی مدد کی نصر علی زیداً زید کے خلاف مدد پہونچائی۔ پس لفظ ولا کے معنی جب نصرۃ یعنی مدد کے لئے جائیں تو اس وقت وہ مدد جس کا تعلق معاشرت و تمدن سے ہو موالات منہی عنہ میں شمار ہوگا یہی معنی شریعت کی زبان سے ابتدائی بحث موالات میں بفضلہ تحقیق معنی ولا لکھ چکا ہوں۔ تمام مفسرین کی عبارت بھی اب پیش کر دی ہر ایک مفسر نے اسی معنی کی تائید کی ہے۔ تمہارے لیڈروں لفظ ولا یا موالات کے معنی جو بیان کرتے ہیں وہ خود انہیں کا اختراع کردہ ہے شریعت اس اختراعی معنی کو قبول کرنے سے ابا کرتی ہے جن حالات و تعلقات پر موالات کی تطبیق دیتے ہیں از روئے شریعت وہ غلط محض ہے اس طرح کا اجتہاد و اس طرح کے معنی کا اختراع مسلمانوں کو پریشان کرنا اور اصل و حقیقی نظام حق کو باطل کرنا ہے یہ دین کی خیر خواہی نہیں ہے بلکہ مذہب و ملت کی بدخواہی ہے اور کھلی بدخواہی۔

ب آسورہ ممتحنہ کی پیش کردہ آیت سے متعلق بھی مفسرین کی تحقیقات سے بحث کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن آیتہا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء

حضرت حاطب کا واقعہ

متفق الیہم بالموجۃ تمام ائمہ مفسرین کی تحقیق و تنصیص روایت ہے یہ آیت
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی شان میں اس آیہ پاک کا نزول ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر فوج کشی کا ارادہ فرمایا تھا ساز و سامان کی تیاری ہو رہی تھی سب لوگوں کو اس
امر کا اظہار نہیں فرمایا گیا کہ مجاہدین کا لشکر کس سمت زمین پر جائے گا کون سی آبادی اس لشکر
کے خاک قدم سے مشرف ہو کر دار الاسلام کی کرامت حاصل کرے گی اس لئے بعض مخلص صحابہ
اس شہر نبوی کے حامل و امین بنائے گئے جن میں سے ایک حاطب بن ابی بلتعہ بھی تھے حاطب
کے اعزہ ہنوز مکہ میں مقیم تھے آپ کو یہ خیال گزرا کہ میری قرابت نسب کفار مکہ سے نہیں
ہے، ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں سے مقابلہ کا اندازہ کرتے ہوئے کفار مکہ بے حد غیظ و غضب قرار
مسلمین سے جو کہ میں مقہور ہیں ظاہر کریں وہ مسلمان جن کی قرابت نسب کفار مکہ سے ہے ان کے
اقربا نسبی رشتہ کی وجہ سے انتقام کی خدمت محفوظ رہ جائیں تو اچھا ہے میں یہ کام کروں تاکہ قرابت نسبی
میرے خاندان کو کفار تباہ و برباد کر دیں گے۔ ہاں اگر میں کوئی احسان ان مشرکین مکہ کے حق
میں اس وقت بجا لاؤں تو اس احسان کا عوض شاید انہیں خود دستم سے باز رکھے۔ یہ خیال کر
انھوں نے ایک خط کفار مکہ کو لکھا اور انہیں اس امر سے آگاہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تم پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو۔

ایک عورت سارہ نامی کو یہ خط دے کر روانہ ہوئی ہے حق سبحانہ نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر
سے مطلع فرما دیا جبریل امین علیہ السلام حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو ہمراہ لے کر حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا کہ روضہ خاخ پر ایک عورت سے گی اس کے پاس ایک خط ہے
اس سے خط لے کر آؤ اگر انکار کرے تو اس عورت کو قتل کر دینا۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اسی مقام پر عورت کو پاتے ہیں خط کا مطالبہ ہوتا ہے وہ انکار کرتی

ہے موت کی دعا کی جب دیجاتی ہے تو اپنے بُرُوے میں سے خط نکال کر دیتی ہے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ خط لے کر مدینہ طیبہ تشریف لاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ طلب ہوتے ہیں افشار راز کی پرسش ان سے ہوتی ہے جواب ارشاد فرماتے ہیں ما کفرت منذ اسلمت ولا غششت منذ نصحتک ولا احببتہم منذ فارقتہم بعض روایت میں یہ جواب مروی ہے اما واللہ انی لمومن باللہ ورسولہ ما غیرت ولا بدلت ما فعلت ذالک کفرا ولا ارتدادا عن دینی ولا رضا بالکفر بعد الاسلام خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں کفر کی باتوں سے بیزار ہو گیا ہوں دین کی خیر خواہی مخلصانہ بجا لاتا ہوں کچھ بھی دل میں کھوٹ نہیں جب سے مدینہ یا حضرت محبت چھوڑی ہے اس وقت تک کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں ہے یہ میں مرتد ہوا ہوں کی حفاظت مقصود تھی اسی کے ساتھ اس کو بھی علم و یقین تھا کہ مخلصانہ اپنے رسول کو فتح عطا فرمائے گا میرے اخبار سے اس کو کوئی نفع نہ حاصل ہو گا بس خفیہ پذیر ہو جائیں گے اس جواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک حاطب نے سچ کہا۔

حضرت فاروق فرماتے ہیں یا رسول اللہ یہ شخص منافق ہو گیا ہے اس کے رسول سے عداوت ہے نیابت و وزارت کی کچھ ہوس نہیں ارشاد ہوتا ہے۔ اے حاطب اصحاب بدر میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حفظت حاطبہ دونوں سابقہ یہ رشک اور فاروق رضی اللہ عنہ کی تسکین فرمائی۔

تنبیہ اس واقعہ سے چند امور ثابت ہوئے جو ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی غلطی ہرگز نہ ہوتی تو دادو فریاد کے مقدمہ میں ان کو ہونا پڑتا

دیدہ سمجھے کہ جب دل میں اصلاف ہو تو قلب میں بخوبی اور اس سے دوسری نعمتیں حاصل ہوتی ہیں
کسی کی ذرہ برابر بھی خیر خواہی نہیں تو یہ ایسا عمل مردود ادبت مردود۔ یعنی جس نے یہ
میں اس فعل کو دلا اور دونوں قرار دیا اس سے کہ انفاق۔ یہ بخیلہ تعالیٰ نقصان وضرر کا احتمال۔ ملتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کی خیر خواہی بغیر خواہی دنیاوی جس سے اپنے دین کا نفع حاصل ہو یا حقوق عبادیہ کا تعلق ہو وہ بھی بہت بڑی بے اعمال جن کی مذہب جماعت نہیں دیتا وہ کسی خیال سے بھی کیوں نہ ہو کبھی نہ ہو منہ ہیں۔ دلی محبت کا نہ رکھنا یا اس کے خلاف کفر یہ کو دل میں پسند کرنا تو درکنار ہے خلیج ہے ایمان سے بے نصیب ہونا ہے۔ لیکن دل میں اور عقیدہ دونوں کا خلاف ہے یہ حرام ہے اشد فتنہ ہے کہ جب علی رئیس کا دشمن کا دوست ہونا فتنہ ہے حکم ان مخفی سے زیادہ شدید ہے کہ ان کے معنی کو نہ سمجھ کر نہ شریعت میں جو زنا کے مرتکب ہوئے ہیں کہ جب حضرت واعظ نے فتنے کو ان کی بدکاری میں دخل دیا کر فتنہ ہے تو ان کی دعوت حق سے علی کنارہ مندے ہوتے ہیں یہ خیر کا ہیں جو ہے سے رکھتے ہیں۔ اس سے ہوتے ہیں حضرت واعظ فتنہ کے بال طلب ہے چنانچہ ان سے ہو کر ہی حضرت واعظ نے فرمایا کہ فتنہ ہے لیکن ان کا فعل ایسا قبیح ہے کہ کوئی اس سے ہوتا ہے اس کی خبر ہو جاتی تو وہ بھی یہی کہتا یہ فعل جو سوں کہ یہ فعل کہ ہے فعل ہو سکتا ہے اس سے یہ ہو جاتا ہے کہ قوم ہو کر ایسا کام نہ کرے یہ ہے کہ ہو جائے کہ ہو جائے کہ ہو جائ

یہ کہ کوئی بات ہو بڑی دور سے ہو مگر ہے یہی نہیں۔ فی الحقیقت تائید کفر و
بیدینی تمام موجبات ہی یہ تائید اگر قصداً ہے تو ظاہر ہے اور اگر اہمال و اغفال سے ہو تو جرم
ہے اب مسئلہ فیصلہ کریں کہ ہندی اہل یہ جو دیسگاہوں کو ملتا ہے کیا اس سے عیسائیت
و نصرانیت کی تائید و تقویت ہوتی ہے اگر اس کا جواب ہاں ہے تو اس سوال کی اجازت
دیجئے کہ ایسی شرکت نبی ہو آپ کا یہی فتوی تھا یا نہیں اگر اس کا جواب اثبات میں ارشاد
ہو تو اس تناقض کی معافی چاہتا ہوں کہ پھر انگریزوں کا جزیرۃ العرب اور مقامات مقدسہ پر
متصرف ہو جانا اور قوت و غلبہ اسلام یعنی خلیفۃ المسلمین کا بے دست و پا کر دینا ملت ترک
موالات کیوں قرار پایا اور اگر جواب نفی میں ہو تو براہ کرم یہ فتوی دیدیجئے کہ حالت صلح و
تشتی میں عیسائیت کی تائید و تقویت جائز ہے۔ اے کاش اب بھی سمجھنے کی کوشش آپ
میں اس لئے ڈیڑھ سو سے مسلسل متواتر افعال بانواع مختلفہ کفر و شرک کی تائید میں صادر
ہوئے اور یہ معلوم ان کا سبب کب تک قائم رہیگا۔ کس بیدردی سے مسئلہ قربانی پر تم نے
ہاتھ صاف کیا کس ذوق و شوق میں تم نے گئو ماتا کی جے پکاری۔ کس حقیقت سے تمکی
ترک نوشی کی بنا ڈالی ہے تم نے یہ کہا کہ گاندھی مذکر بنا کر بھیجا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے
بیخ کنی کرنے کا تم نے تہیہ کر لیا ہے کفر و شرک کی تحسین و تحسین کا تم نے بیڑا اٹھایا ہے لیکن
یاد رکھو کہ تمہاری یہ تمنا ہرگز پوری نہ ہوگی کیا یہ آیت تم بھول گئے یا قرآن کے کلام ربانی
ہونے سے قطعاً منکر ہو بیٹھے سنو اور کان کھول کر سنو۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ
بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۸

اب سنئے دوسری تمہاری آیت کریمہ لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی
الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

کے متعلق گزارش ہے کہ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں تین قول نقل کئے ہیں

زادہ ہے جسے اس آیت کا شانِ نزول (باب قتادہ سے) نقل کیا ہے۔

آیۃ لا ینھاکم اللہ کی شانِ نزول

اختلفوا فی المراد	(ان میں سے ہر ایک قول کا خلاصہ یہ ہے۔
من الذین لم	(یعنی کہ کفار کے کن گروہ سے
یقاتلوکم کما لا یکفرون علی انھم اھل	(ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
العھد الذین عاھدھم رسول اللہ	(سے اہل عہد مراد ہیں جن سے
صلی اللہ علیہ وسلم علی ترک القتال	(کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
والمظاھرۃ فی العداوۃ وھم خزاعۃ	(کہ ان کو قتال سے
کانوا عاھدوا الرسول علی ان لا یقاتلوہ	(مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
ولا یخرجوہ فامر الرسول حلفاءھم	(کفار و مشرکین میں سے ہر وہ
بالبر والوفاء الی مدتھم وھذا	(ہے جس کے ساتھ
قول ابن عباس رضی اللہ عنہ والکلبی	(کہ ان میں سے ہر ایک قول یہی ہے کہ
(۲) وقال مجاھد ھذا فی من لم یکن	(یہ حکم ان لوگوں کے
لہ قتال ولا عھد	(رضی اللہ عنہ ابن زید فرماتے ہیں
ولم یھاجروا (۳) وقیل ھم النساء	(عبداللہ رضی اللہ عنہ
والصبیان (۴) وعن عبداللہ بن	(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
الزبیر انھا نزلت فی قتیلۃ بنت ابی بکر	(آیت ان کے متعلق
قدمت امھا قتیلۃ علی بنتھا وھی مشرکۃ	(کہ اس کی ماں قتیلہ
فلم ایرفلم تقبلھا ولم تدخلھا	(کہ اپنی بیٹی کو دیکھے
بالی حتی بعث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	(میں نے نہیں کہ تحفہ دیا ہے
	(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان ندخلها وتقبل منهم وتركها
وخرجه ابوداود عن ابن عباس
انهم قوم من بني هاشم منهم
العباس اخرجوا يوم بدر كرها
وعن ابن ان المسلمين استأذنوا
رسول الله في قتل هؤلاء من المشركين ان
يصوم فانزل الله تعالى هذه الآية
وقيل الآية في المشركين
وقال قتادة نسختها آية القتال

تو ان کیا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی
تو آپ نے حکم دیا کہ تحمل قبول کرو مکان میں نہیں اتارو
اور ان کا برتاؤ کرو حسن سلوک سے پیش آؤ (۱۲) ابن عباس
سے روایت ہے کہ لم یقاتلوکم سے مراد خاندان
بنی ہاشم کے وہ لوگ ہیں جو بجبر جنگ بدر میں لائے گئے تھے
ان میں سے خود ایک حضرت عباس بھی تھے (۱۳) حسن
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اقرباء کے
ساتھ برتاؤ مسلم حسن سلوک کی اجازت چاہی اس وقت
یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی (۱۴) ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیہ مشرکین
کی شان میں ہے (۱۵) قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیہ
قتال نے اسے منسوخ کر دیا۔

ناظرین ذرا ایمان و انصاف سے کام لو دیکھو جس آیہ کے یہ معنی مفسرین صحابہ اور تابعین نے بیان کئے ہیں اس کو اصولی تقسیم قرار دینا کس قدر انصاف و دیانت کا خون کرنا ہے۔

تنویر: قتادہ کی روایت یہ ظاہر کرتی ہے کہ لا ینھاکم اللہ کی آیت سے پہلے آیہ ابن جریر
اس کا جواب دیتے ہیں لیکن اس سے اس قدر معلوم ہوا کہ اس آیہ کریمہ کو کسی نے ناسخ نہیں بتایا
متقدمہ گذشتہ کا تو نہیں دیا جن میں عدم موالات کا حکم صاف صاف موجود ہے۔ کوئی ضعیف
سے ضعیف روایت بھی پیش کی جائے جس میں یہ مروی ہو کہ لم یقاتلوکم والی
آیہ نے فلا تتولوھم والی آیہ کو منسوخ کر دیا پس یہ حالت جب کہ علماء اسلام اس آیہ
کریمہ میں موالات کے وہی معنی قرار دیں گے جو میں نے بیان کئے تو ہم مفسرین کی تصریحات

ہے بھی ذکر کر چکا ہوں یعنی کفار کی مجلس اور عورت یا محارم کے علاوہ ان سے تنہائی میں ملنا جلنا یہ اپنے دینی امور میں، ماورا ان کے جس قدر تعلقات ہوں گے واقعی ضرورت نہیں ہوں گے اور ایسے ضروری نہیں جن سے شریعت نے ہرگز منع نہیں فرمایا بلکہ خود ترغیب دی ہے اور وہ عمل ہو رہا ہے

کفار سے صلح کرنا اُن سے معاہدہ کرنا اُن سے جزیہ لینا ذمی کرنا کفار کی دعوت قبول کرنا قرض لینا گروی رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب تعاملی معاملات کے شعبے ہیں جن کی شرعیت سے اجازت ثابت ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل ان امور میں کافی ثبوت ہے۔

ہاں کوئی روایت ایسی نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو کہ کبھی کسی حال میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی رواداری کو خود باللہ اپنا مقتدا بنایا ہو یا اللہ اور رسول کی طرف سے اس کی راستے کی پابندی کی رہو یا کسی قسم کفر و شرک کو آپ نے برتنا جائز قرار دیا ہو یا کفر کے مذہبی ایام میں خواہ بنفس نفیس شرکت فرمائی ہو یا اصحاب کو اجازت مرحمت فرمائی ہو یا عید مسلمین میں کفار کو شریک فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زندگی کی یہ تین شعبے کہ وہ ذات وہی امور ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی مخالفت کو خود کیا زندگی کو عمل کی اجازت عطا فرمائی ہے جن امور کو آپ نے ذات عمل مخصوص رکھا وہ ہمارے زمانہ کے تمام تقدس پرست بزرگواری مذہبی ذات کی نیز خود ہی جب مفصل بیان کی تقریر یاد کیجئے۔

تفسیر ابن جریر	بہترین قول ان سب قولوں میں اس کا ہے جس نے
فی ذلک بالصواب قول من قال معنی	کہا کہ جمیع قسم ہی دلیل ہے کہ یہ آیت
لایتخذ المؤمنون الکافرین موالیات لهم	سابقہ بیان و احسان کے لئے ہے کہ مومنوں
فی الدین من جمیع الاصناف فمن	پر نہ کہ خصوص مشرکین پر بیشک اللہ تعالیٰ نے
زعم ان ذلک هو المقتضی	ہیں وہ کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی یہ کہے

وتقسطوا اليهم ان الله
يحب المقسطين انما ينهاكم
الله عن الذين قاتلوكم
في الدين واخرجوكم من دياركم
الآية ليس في هذه الآية
شيء من هذا ولا يدخل فيه
بحمد الله بعض ولا
بعض فقول من قال ذلك منسوخ
لان برّ المؤمن من اهل حرب بينه
وبينه قرابة نسب او من
لا قرابة بينه ولا نسب غير محرم
الا منهي عنه اذا لم يكن في ذلك
دلالة له ولا اهل الحرب على
عورة لاهل الاسلام او تقوية
لهم بشيء او سلاح وقد بين
صحة ما قلنا في ذلك الخبر الذي
ذكرناه عن ابن الزبير في قصة
اسماء وقوله ان الله يحب المقسطين
يعني ان الله يحب المنصفين الذين
ينصفون من انفسهم ويعطون الحق
من انفسهم فيبرون من برّه

اپنے دشمنوں کے ساتھ انصاف سے پیش
آنے سے روکتا ہے جو کہ ان سے برسرِ پیکار نہ ہوں
اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا ہو
یہ آیت کسی ایسے شخص کو شامل نہیں ہے
جس کے ساتھ بعض یا کل کی وجہ سے
جنگ کی جا رہی ہو۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ
یہ آیت منسوخ ہے وہ غلط کہتا ہے
کیونکہ ایک مومن کے لئے ایسے فریق محارب سے
جس کے اور اس فریق محارب کے درمیان قرابت ہو یا نسب
ہو یا ایسے فریق محارب کے ساتھ جس کے اور مومن کے
درمیان نہ قرابت ہو نہ نسب پایا جائے
برّ و احسان کرنا نہ حرام ہے نہ منع ہے جبکہ اس احسان
سے فریق محارب کو کسی چیز کی زیادتی نہ ہوتی ہو نہ فریق
محارب کو مسلمانوں کے خفیات و اسرار پر اطلاع ہوتی ہو
نہ فریق محارب کی تقویت گوشت وغیرہ سے کی گئی
ہو جیسا کہ زبیر کی روایت میں ہے جو قصہ حضرت اسماء اور
ان کی ماں کا ہوا تھا جس کی توجیہ کی تصحیح کرتے ہوئے
ان اللہ یحب المقسطین یعنی اللہ دوست
رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو یعنی ان لوگوں کے ساتھ
انصاف کرتے ہیں اور ان کا حق انہیں عطا کرتے ہیں اور
اپنی جانب سے عدل کرتے ہیں احسان کرنے والوں کے ساتھ

يحسنون الى من احسن اليهم ۞
انما ينهاكم الله عن الذين قتلوكم
في الدين واخرجوكم من دياركم
وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم
ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون
يقول تعالى ذكره انما ينهاكم الله
ايها المؤمنون عن الذين قتلوكم
في الدين من كفار اهل مكة و
اخرجوكم من ديارهم وظاهروا
على اخراجكم ان تولوهم فتكونوا
لهم اولياء ونصراء ومن يتولهم
يقول ومن يجعله منكم اوليا من
غيركم اولياء فاولئك هم الظالمون
يقول فانهم هم الذين
الذي يجب عليهم ان يتولوهم
ويضعوا ولايتهم
وخالفوا امر الله في ذلك

اسمان سے ہیں دین کے دشمنوں سے نہیں۔
سے تم کو منع کرتا ہے اللہ
تمہیں نے تم سے دین کے بارے میں
تمہیں نکالا تمہارے گھروں سے نکالنے میں
دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا ہے تمہیں
گھروں سے نکالا ہے اور اس نکالنے پر مدد کی ہے
کسی نے مخالفوں کی تو دوست نہ بنو
اے مومنو تم کافروں کو دوست نہ بنو
مددگار ہو اور جو کوئی ان سے دوستی کرے
کہ جو شخص ان سے دوستی کرے گا
تم میں سے دوستی کرے گا تو وہ
تمہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ
وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم کیا ہے
جائز نہ تھی اور اپنی ولایت نہ دینی چاہیے تھی
کہ اس معاملہ میں خلاف کیا۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کو وہم قرار دیتے ہیں اس کے ساتھ وہ لکھتے ہیں
فرماتے ہیں اور یہ بیان سے نزدیک ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق اللہ تعالیٰ نے روایت کرتے ہیں بعض اصحاب ہمارے ہم سے
یک حضرت صاحب میں حضور سے بیعت کرنے میں اصحاب بشارت کے مرتکب ہوئے اور بیعت
کرنے کی جہت اول میں فرمائی یا تعلیمی حضرات میں اور بیعت کے حصہ تین میں تین ہیں
ہیں کہ کہ کو دیا اور دونوں فصلوں سے یا زیادہ اور پھر آیت ۔ جدید میں یہ ہوتا ہے
یا متقوکم کو دکم عدد ما وجعلنکم یلیھم لتشھدوا نسوع وکوا
وبکم ان ما تعدکم رحمۃ ھو الذی الاولاد کم یوم القیامۃ یفصل بینکم واللہ
ما تعملون بصیر ۔ یعنی کہ اگر تم پر قابو پائیں تو تمہارے دشمن ہیں کچھ نہ کہیں تمہیں
برائی ہو بیعت میں ہاتھ کی زبانیں کے اور ان کی کوشش ہی ہے کہ کاش تم کافر
ہو جاؤ قیامت کے روز نہ تمہاری قرابتیں کچھ کام آئیں گی نہ اولاد ہی سے تمہیں
کچھ فائدہ ہوگا اس دن اللہ کا فیصلہ تم میں کریں گا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے
تم سب پر۔

اس سے یہ سمجھے کہ حاکم کے ساتھ کسی کو بیعت شرعی تعلق ہوتی ہے اس سے
اس کا خلاف حرمت قرابت کے سبب سے نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں ہر ایک سے سمجھا اگر اب
اس میں ہوئے کسی نے بیعت کی ہو اپنے اہل و عیال کے جو شریک ہیں حقوق اس سے
کرنے میں اور اس نے اب اس کو بیعت کا خلاف نہ ہوا۔

فائدہ اس سے دو تین فائدے کہ ہیں اب کا حاکم کو اس میں خلاف
ہوا ہو اس سے نہ ہوئے ہیں اس سے اس سے نہ ہوئے ہیں

جب دنیا زخرزیں تبلیغ و تحریر ولادی ۔

ہن ترقیب اور اس جہالت کی وجہ صاف ہے۔ ہر ایک سے
ہندی ایک قسم کی بھوائی دانشی ہے ہیں حالت میں جب ہر
اس حالت کا پتہ لگ گیا تو اسلام جیسا پاکیزہ دین جو
ہونی چاہیئے تھی کہ ہیں کا بدلہ ہیں اور اس کا وہ
حق سبحانہ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ جو کافر ہیں ایسا ہو کہ مسلمان ہونے
تسلیم نہ کرے اسلام کا کلمہ پڑھے لیکن اس کے ساتھ تعصب ستا ہیں
ہیں ہو تو اس کی اس خیانت اور مخالفت کا حوض کرنا ہماری
ہو یہ مقتضا الٰہی اور تعلیم قرآن کی تھیں ہوگی ۔

مسلمانوں نے آیۃ کریمہ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم
ہیں طرح حوالات حقیقی ہوئے اسی طرح حوالات صوری بھی
نے اس غلطی کی تصحیح فرمادی اور صاف کر دیا کہ حوالات حقیقی
ہیں ہو لیکن ہاں حوالات صوری مثل ہو واقف ہیں اس کی تھیں اجازت ہے
ہو جو نہ تم سے ہیں نہ تمہیں تمہارے مکانوں سے

حقیقت یہ ہے کہ ہیں
ہو تو اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہونے کی وجہ سے
دیا یہ بات تو واقعی ہے ہیں
نفاست و

ان کے بعد بھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی اور مسلمان قوموں کے مقابلہ میں ہماری حالت اب کہنے والوں کو خدا ہی بہتر سمجھتا ہے۔ خطبہ صدارت مجلس مستقبلہ یہ تھا کہ ہمارے

طریقہ یہ کہ بروا شاہ کا صحیح ترجمہ خود بیان مقدمہ میں کیا جائے۔ سید صاحب نے اس کو تحریر فرمایا ہے لیکن بعض نتیجہ میں مولانا کو بدنام کرنے کی غرض سے بعض شرمناک دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔

لفظ وزن کی شرعی تعریف آغاز بحث مولانا میں گزر چکی اس مقام پر ان لفظوں کے معنی شرعی سمجھ لیجئے۔

الایفاء التوسع فی الاحسان یعنی نیکی اور احسان کرنے میں وسعت و فراخی سے کام لینا القسط ھو النصیب بالعدل والاقساط ان یعطی قسطا خیبرا بعد شیء ای حظا وقسطا عقبۃ کا نام قرنبی ہے اور قسط کے یہ معنی ہیں کہ زیادہ اس کو حصہ اور حظ نہ دیا جائے اب ہر مسلمان جو سمجھ خود انصاف کرے کہ مسلمان و غیر مسلمان کے ساتھ ہمارا طرز عمل کیا ہے اگر جوش سخن پروری میں کوئی اس وعظ باطل کا دعویٰ ہو جائے تو اس سے ہدایت عاجزانہ فقیر کی یہ التماس ہے کہ تفسیر ابن جریر متعلقہ آیۃ کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء کا صفحہ پلٹ کر پھر مطالعہ کر جائے وہاں یہ الفاظ موجود ہیں تقاۃ جمع تقیۃ مثل تمرۃ و تمر و لو فہم جلی جو ہمارا تعلق یعنی مسلمانوں کے خلاف کوئی بات نہ ہو ہمارا کوئی تحفظات مسلمین پر مطلع کرنا مولانا پر اب آیہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین میں بھی ابن جریر نے نہیں مقاصد کو جس طرح ادا فرمایا ہے بلکہ دکھلا دینا ہے جو ہمارا بعض کا مسلمانوں کو تقویۃ لھم یعنی کفار کے ساتھ کسی قسم کا ایسا برتاؤ جس میں ان کے مذہبی خیالات کی تائید ہو جائے یا اس سے ان کو قوت پہنچتی ہو جس کی وجہ یہ ہو سکتا

نہیں بلکہ موالات ہے جس چیز کو جمہور نے آیۃ کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء کی تحریم موالات کہ تحاون میں سے کسی ایک کی بھی اجازت دخصت آیۃ کا مخالف کہ اتفاق سے نہ سہی بھی بگڑ کر کی وقت کی اس مقام پر کوئی تصریح کہ فرد کہ ہر کافر کے ساتھ ہر حال میں نیک موالات پر نہ فرد دی کیا اب بھی حکیم صاحب ایسی ارشاد فرمائیں گے کہ بر و اقساط مراد موالات ہیں ان تقریحات کے بعد بھی اگر حکیم صاحب یا ان کے حواریین علمائے سیاسی اپنے اس قول پر کہ ہندوؤں سے موالات یا دوادیا محبت منطوق کلام الٰہی اور موافق تعلیم نبوی ہے متعصبانہ اصرار فرمائیں تو بجز گاندھی صاحب کے اور کوئی انھیں سمجھا نہیں سکتا۔ آیۃ کریمہ میں اگر بے کفار کے ساتھ جو مسلمانوں سے دینی لڑائی نہ لڑے نہ انھیں ان کے مکانوں سے نکالے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کو حکم موالات یا دوادیا محبت کا دینا ہوتا تو بجائے اس کے کہ دو لفظ تبرہ ہم وتقسطوا الیھم ارشاد فرمائے تو لو ہم یا تو دو ہم یا تحبو ہم کا مختصر ایک لفظ ارشاد فرما دیتا۔ افسوس ہے مسلمانوں کی عقلوں پر جنھوں نے دین کو محض واہ واہ سننے کے لئے اپنے ہاتھوں سے تباہ و برباد کیا ہے کاش سمجھتے وقت حکیم صاحب ابن جریر کی پوری عبارت پڑھ لیتے یا علمائے سیاسی ہی زحمت مطالعہ تفسیر برداشت کرتے تو شرعی مسئلہ میں خیانت نہ فرماتے یہ ہے حقیقت اس آیۃ کی اور یہ ہی حکم حق سبحانہ کا جسے موصوف بنا کر بیٹھ رہے اور ان کے مقلد جن نہایت دھوم دھام سے بیان کرتے ہیں مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ کفار و مشرکین سے موالات رکھو دوادو محبت پیدا کرو بلکہ ان کے غلام بنجاؤ۔

فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ۱۲

اب دوسری آیۃ الغرض جو ان کے متعلق سمجھی ابن جریر کی تحقیق پڑھ لیجئے نیز خود قرآن شریف کے الفاظ دیکھئے۔ پہلے سے سب نے کفار و مکہ جنہوں نے مسلمانوں سے قتال فی الدین

کیا۔ انھیں ان کے گھروں سے نکالا۔ ان کے اموال پر قبضہ کر لیا۔ ان کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنا دیا۔ ان میں سے کسی نیک اور کامل جو مرتکب ہوا ان کے ساتھ نیکی و احسان کا حکم نہیں دیا۔ نہ صاف فرمایا کہ اس کی موافقت ہی فرض ہے۔ جب کہ یہ حق ہے کہ یہ لوگ دین کے بارے میں ہم سے نہ لڑے نہ تمھیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی و احسان اور عدل و انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا ہے تو اب سیاق یہ ہوتا کہ یہ لوگ دین کے بارے میں لڑے تمھیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی و احسان و عدل و انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے۔

لیکن قرآن پاک میں ایسا جب کہ ایسا نہیں تو کسی کو اس کا کب حق ہے کہ قرآن پر جو بیّن سے ناقص اور تمنائے فاسد کو خدا کا فرمان قرار دے یقولون علی اللہ الکذب وھم

یعلمون ۵

فقیر یہ مسئلہ پہلے بیان کر چکا کہ کوئی کافر جب مسلمانوں کے ساتھ یہ رویت ہو کہ وہ اپنے آزار مسلمین نہ ہو تو اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی پیروی ان کو بھی تعلیم ہوئی تھی کہ وہ بھی اس کا عوض فرض ودوست سے ادا کریں۔

لیکن ہو کہ ذمی نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ صاف و بیرحمی سے پیش آتا ہو ان سے لڑتا ہو گھروں سے نکالتا ہو تو اس کے متعلق یہ حکم ہو کہ اس شر کو دفع بھی صرف مدافعات منع ہے۔

ہو ہو ہو

مسلمین میں اُن کے سوا دوسرا کوئی نہ ہو جائیں یا اُن کی سطوت و دولت کو دیکھ کر اُن کے گرویدہ اور چاہنے والے نہ ہو جائیں بہت سی روایات سے، اور اخلاق اُن کے باب میں قرآن کریم نے سکوت فرمایا اس سے کہ باعتبار احوال اُن کا حکم متغیر ہوا کرے گا۔

کہیں بروز غلبہ غضب تو واجب ہوں گے اور کہیں عفو و صفح کافی ہوں تو ایمان کے باعث ہوں گے قرآن کریم عفو و صدر کی اس طرح رغبت دلاتا ہے فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ پھر جس نے معاف کر دیا یا صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے ایک دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ واضح ارشاد ہے۔

ادفع بالتی ھی احسن	برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو جو بہت ہی اچھا ہو جب تم اس تعلیم
فاذا الذی بینک وبینہ	قہر پر عمل کرو گے تو جسے تم سے دشمنی تھی وہ دلسوز دوست تمہارا
عداوۃ کانہ ولی حمیم	بن جائے گا یہ پاکیزہ اخلاق انہیں سے حاصل ہیں آئیگا جو صبر کرتے
وما یلقھا الا الذین صبروا	ہیں یعنی نفس کے حملہ کو روک کر شریعت کے موافق کام کرتے ہیں حسن اخلاق
وما یلقھا الا ذو حظ عظیم	بڑے نصیب والے بخت آور ہی کو ملتا ہے۔

ان آیات کریمہ کے متعلق امام فخر الدین رازی کے یہ الفاظ ہیں۔

فانک اذا صبرت علی سوء اخلاقھم	جب تم بدخلقوں کے بد برتاؤ پر مسلسل صبر کرو گے
مرۃ بعد اخری وبلغ تقابل سفاھتھم	ان کے سفاہت کے حملوں میں نہ غضبناک
بالغضب ولا اظھر فیھم الا یذاء	ہو گے نہ انہیں دشنام دو گے نہ ایذا
فلا یحاش ستجیر من تلک الاخلاق	ہی سے انہیں شرمندہ ہونا پڑے گا تو ان بدخلقوں
مدموسۃ ومزین تلک الافعال	اپنے مذموم اخلاق پر نادم ہوں اور قبیح
شیئا فشیئا فاذا الذی بینک	وہ سب چھوڑ دیں گے پھر وہ یا یہ کہ ان

وبينه عداوة كانه ولي حميم
یعنی اذا قابلت اساءتهم بالاحسان
وافعالهم القبيحة بالافعال الحسنة
تركوا افعالهم القبيحة وانقلبوا من
العداوة الى المحبة ومن البغضة
الى المودة ۵

یعنی جب تم ان کے برائیوں کا مقابلہ احسان سے کروگے اور ان کے فعل قبیح کا مقابلہ فعل حسن سے کروگے تو وہ اپنے فعل قبیح چھوڑ دیں گے اور عداوت سے محبت اور بغض سے مودت کی طرف پلٹ پڑیں گے۔

جس طرح آیت منقولہ بالا میں عفو و اصلاح عداوت حسنہ اور اخلاق نیکی کی تعلیم ارشاد ہوئی ایک دوسرے مقام پر ہر حال میں انصاف و عدل اور رواداری پر مستحکم رہنے کی تاکید شدید کی گئی ہے۔

ولا يجرمنكم شنآن قوم على
عن المسجد الحرام ان تعتدوا ۵

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ
کسی قوم کی عداوت اس کا سبب نہ ہونے پائے
کہ تم حد سے متجاوز ہو جاؤ۔

ولا يجرمنكم شنآن قوم على
لا تعدلوا اعدلوا هو
قرب للتقوى ۵

کسی قوم کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ عدل و انصاف نہ کرو چھوڑو وہاں عدل و انصاف کرنا تقوی سے بہت ہی قریب ہے۔

قوت و سیادت کی حالت میں جس طرح شریعت کا عرض انسانی کا عرض نیکی خیر کا عرض عدل و انصاف ہے اسی طرح حالت ضعف و مجبوری میں جب کہ غلبہ سے قوم مخالف پر مستولی ہو جائے تو نیکی و بردباری سے اپنے کو محفوظ رکھنا اور بدلہ لینے سے باز رہنا ہے۔ ارشاد ہوا کہ لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کہ حد سے متجاوز نہ ہو اللہ تعالیٰ حد سے متجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور لا یَأْمَنْ مِنْهُمْ تُقَاةً اور یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ کا ارشاد موجود ہے یعنی اپنے کو ہلاک نہ کرو ایمان والو اپنا بچاؤ کرلو جب دل تمہارا ایمان سے مطمئن ہے تو تمہارا وہ قول و فعل جس کے بہ جبر و اکراہ تم مرتکب ہوئے قابل مواخذہ نہیں۔

ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی خبیث النفس درگزر اور کریمانہ برتاؤ سے فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہو گیا ہوتا ہے تو پھر قرآن کے اس تعلیم کی تعمیل کا موقع ہے وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً کفار و بیدین تم میں کراہ پن پائیں فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ انھیں جان سے مار ڈالو جہاں کہیں بھی پاؤ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا یعنی جو لوگ ایسے ہیں کہ جب اُن پر بیجا زیادتی ہوتی ہے تو وہ اُس کا عوض لے لیتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ اُسی مقدار پر بُرائی خدا نے جائز فرمایا ہے

الحاصل آیۃ کریمہ اِنَّمَا یَنْهٰكُمُ اللّٰهُ الخ میں جو موالات منع اور دیگر امور سے سکوت فرمایا یعنی نہ تو اُس کی اجازت ہی عطا فرمائی نہ اُس کے متعلق نہی صادر کی اُس کی وجہ تو مخالف حالت مسلم ہے اور ہر حالت کے لئے مستقل حکم فرقان حمید میں موجود ہے۔

اگرچہ مفسرین جریر کا نہی کو حدود موالات یقینی ہی میں منحصر رکھنا اور بر و اقساط کا اُس میں داخل نہ کرنا بجائے خود فیصلہ کے بیان کی تصدیق ہے لیکن بغرض مزید اطمینان الشیخ محمد عبدہ مفتی مصر کی عبارت انھیں کی تفسیر سے نقل کرتا ہوں۔

ناظرین کرام کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ الشیخ محمد عبدہ کی جلالت شان مصر میں یہ تھی کہ اُن کے ہم عصر علماء نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا فضلائے مصر اُستاذ الامام اور حکیم الامۃ کے لقب سے انھیں یاد کرتے تھے اور آج بھی اُستاذ الامام ہی لکھکر اپنی تحریروں میں حسن عقیدت کا ثبوت دیتے ہیں مصریوں میں اس وقت آثار حیات علو ہمت اور حریت کی

بعد وہ جو کچھ پانی جا رہی ہے اس کی وجہ بیل اسی عدل و انصاف کی زبردست خوبی اور بے زکمی تھی۔

اسی آیہ سورۂ ممتحنہ کے متعلق ایک بیباک تفصیلی بحث کے بعد خازن یہ جلوہ فیصلہ فرماتے ہیں۔

خص هذا النهي بتوليهم و نصرهم لا بجامليتهم وحسن معاملتهم بالبر والاحسان والعدل وهذا منتهى السلوك والسماح بل الفضل والكمال۔

یہ نہی دوستی اور نصرت کفار کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ تعلق جمیل اور حسن معاملہ جو بر و احسان اور عدل کے ساتھ ہو یہ رب العزۃ حق سبحانہ کی طرف سے انتہائے سلوک اور درگزر ہی بلکہ فضل و کمال ہے۔

آیہ شریفہ لا تجد قوما یؤمنون الخ کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ موادت کی اس حسن وضاحت فرمائی کہ ہر طرح کے شکوک صاف ہو جاتے ہیں۔

فالموادة مشاركة في الاعمال فان كانت شان من شئون المؤمنين من حيث هم مؤمنون وايكاد فرين من حيث هم كافرون فالممنوع منها ما يكون فيه خذلان لدين و يدعو لاهله او مضرة لاصل الحق وما ما عداه فالا يتناوله النهي

حاصل یہ کہ مودۃ معاملات میں باہم شریک ہونے کا نام ہے اگر یہ مشارکت مومنوں کی شان کی ہو کہ مومن ہونے کی وجہ سے ہر مومن میں پائی جاتی ہے اور کافروں کی شان ہو کہ کفر کی وجہ سے ہر کافر میں پائی جاتی ہے تو ممنوع وہ ہے کہ جس سے دین کی خواری ہو اور اہل دین کو ذلت پہنچتی ہو یا حق کو کوئی مضرت پہنچتی ہو باقی ہر وہ مشارکت جو ان سے علاوہ ہو نہی میں داخل نہیں

۱۔ لفظ حق فی ذات معنی	ہے جو اس نفی میں داخل نہیں اس لئے کہ اس
لا احد احق معاملة	معاملت اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت و عداوت
فی محادۃ اللہ ورسولہ	نہیں ہوتی ہے نہ اس سے دین کی بربادی ہے (الجزء
فی معاد نحمادہ مقامیۃ	الثانی من تفسیر شیخ محمد عبدہ صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹)

دیکھا آپ

شیخ محمد عبدہ کی دونوں عبارتوں کو پڑھو دیکھو کس قدر واضح اور صریح الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ بر و عدل کے ساتھ اس نبی کا کوئی تعلق نہیں دوسری عبارت اس کی توضیح کر رہی ہے کہ مودۃ جس طرح قلبی ہوا کرتی ہے اسی طرح مودۃ عملی بھی ہے مودۃ قلبی کی کاوش تو قطعاً مذموم ہے لیکن مودۃ عملی سے اگر دین کا نقصان نہیں مثلاً تجارت وغیرہ تو وہ جائز و مشروع ہے اسی مضمون کو امام فخر الدین رازی نے معاشرۃ جمیلہ کہا ہے دیکھو تفسیر کبیر کی عبارت منقولہ ۱

نزول کلام پاک کو تیرہ سو برس کا زمانہ ہو چکا اس تمام عہد میں کسی مولانا امت ترجمہ سے یہ معنی نہ سمجھا یہ جب تک گاندھی نے چودھویں صدی میں اسے نہ سمجھا یا اس وقت تک کسی کے بھی سمجھ میں نہ آیا۔

اب معلوم ہوا کہ سورہ ممتحنہ کی آیۃ لاتتخذوا الخ تفسیر ہے اب معلوم ہو گیا کہ جو مسلمانوں سے قتال فی الدین نہ کرے اس سے مومن کی موالات و محبت منطوق کلام ربانی کے اب معلوم ہو گیا کہ بر و قسط و عدل و موالات میں وغیر ذالک من الخصوصیات التی لا تحصی فافہم فقد ما لا ندعوہ علی الدین المبین بحرمۃ سید المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین ۵

فرقہ ہے یہود کی جو نصاریٰ کی عداوت میں مبتلا ہے اور فرقہ ہے نصاریٰ کی جو یہود کی عداوت میں مبتلا ہے۔ اور یہ عداوت یہود و نصاریٰ سے مٹنے والی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض یہ آیت تمام مفسرین صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے نزدیک منسوخ نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی۔ فرقہ یہودی دوسرے فرقہ یہودی کا اور ایک گروہ نصاریٰ دوسرے گروہ نصاریٰ کا دشمن ہے اور پھر بغض و دشمنی بھی کیسی کہ قیامت تک مٹنے والی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ہم نے یہود کے آپس میں بیر اور عداوتیں ڈال دی ہیں جو قیامت تک مٹنے والی نہیں۔

نصاریٰ کے حق میں ارشاد ہوا فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ان میں عداوت کی آگ بھڑکا دی ہے جو کبھی بجھنے والی نہیں ہے جو قیامت تک دہکتی رہے گی۔

دونوں امتوں میں (یعنی یہود و نصاریٰ میں) ہم عداوت بھی ہے اور بغض و عداوت بھی اگر تطبیق دی جائے تو معنی عدم عداوت کی یہ ہوں گے کہ دشمن ہونے کے باوجود بعضھم اولیاء بعض کے مصداق ہونے کی خبر دی گئی ہے یعنی یہود و نصاریٰ کا دین میں مخالف ہونے کے مقابلہ پر یہ سب ہم مخلص ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کی دشمنی کا درجہ بہت بڑا ہے لیکن جب یہ مقابلہ ہو تو ان میں عداوت و بغض کی آگ ان میں ایسی تھی کہ ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

یہ ہے مسلمانوں کے لئے ان کی دشمنی کا حال جس سے ہر مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ان کی چالبازیوں سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ مسلمانوں کے لئے مکر و فریب کے جال بچھاتے رہتے ہیں۔

بعضہم اولیاء بعض ۵

تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ

(۱) کافر کے ساتھ دلی دوستی اور قلبی محبت کفر ہے۔

(۲) دل میں کافر کی دوستی نہیں لیکن عمل دوستوں کے مانند و مثل یہ حرام ہے۔

(۳) قلب محبت کفار سے پاک بغض ہے لیکن کافر کے مذہبی اعمال میں عملاً شرکت کی جائے یہ حرام ہے۔

(۴) کافر کے دین کی حمایت حرام ہے۔

(۵) کافر کی ایسی مدد کرنا جس سے دین اسلام کا یا مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو حرام ہے

(۶) کافر سے ایسی مدد لینا جس میں اپنے دین یا اپنے دینی بھائیوں کا نقصان ہوتا ہو حرام ہے

فرمایئے۔

(۱) مدارات فعل جمیل عرف معروف، رواداری احسان اور عدل و انصاف ہر حال میں جائز ہیں بلکہ بعض کفار کے ساتھ احسن و انسب۔

(۲) دنیاوی کاروبار و دین دین ہر کافر حربی اور غیر حربی سے جائز کسی وقت بھی حرام نہیں۔

(۳) ان عبارات میں کفار ہند اور کفار یورپ سب مساوی ہیں بجز اس کے کہ کفار اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا اور نکاح میں کتابیہ عورت کا لانا بوجب حکم قرآن پاک جائز ہے اس کے سوا جو کچھ اور فرق ہے کفار اہل کتاب اور کفار غیر اہل کتاب دونوں سے متعلق ہیں۔

ترک موالات کے متعلق جن آیات یا قطعی نصوص سے میں نے اپنے فتوے میں استدلال کیا ہے ان آیات کا شان نزول اور مفسرین کی تحقیقات کچھ تعلق ضمیمہ کتاب ہونے

ہیں لفظ وقف چار آیات کے متعلق مفسرین کے اقوال لکھتے ہیں۔

اگر آیات کا شانِ نزول اگر معلوم ہو تو پھر اس آیت کے قبل اور بعد کو ملا کر دیکھا جائے تو مخاطب سمجھ میں آجاتا ہے کہ مراد اس سے باقی محبت مودت یعنی عقیدت و مسندنت یعنی مدد دینا یا مدد لینا مراد ہے جس سے دین کا یا دینی بھائیوں کا نقصان متوقع ہو مسلمانوں کا برخلاف مذہب کفار کی طرف پیدا ہونے کا احتمال ہو اس کے سوا جتنے تعلقات ہیں وہ سب جائز و مرخص ہیں بلکہ بعض تعلقات بحال ہیں ممنوع و حرام ہیں۔

نہایت نیاز مندانہ سوال ہے کہ شہید مظلوم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ۔ صحابیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جیسے یزید حسین سے دشمنی و عداوت رکھتا تھا اور ظلم و ستم کا برتاؤ کیا تو کیا اس وقت صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کچھ کیا جیسے تم پیش کر رہے ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر جب انتہائے مظلومیت میں محصور ہو کر بیت اللہ میں شہید ہوئے اور ظالموں نے خانہ کعبہ پر سنگباری کی جو کہ حرمت بیت اللہ کی عظمت جو فرض قرآن سے ثابت ہے اس کا ادب بھی دل سے نکل دیا تو کیا اس وقت بزرگ و جلالت قدر صحابہ و صلحائے امت نے بھی یہ کہا تھا کہ حرمت حق تعالیٰ کعبہ کے سامنے ہے آیت قرآنیہ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ الخ سے ثابت ہے کہ باغی اور مجاہد بن کر صف آرا ہوئے ہیں۔

دین کے بارے میں یہ کہنے والے اور ان کے مقابل ہونے والے یہ بھی نہیں سمجھ سکے [illegible]

سے نفرت نہیں دوسروں سے قتال فی الدین کرے گا۔ غیر مذاہب سے خلط ملط کے
خلاف نہیں مدارات کا ان سے اس وقت ممنوع نہیں ہے۔ ہاں یہ کسی مذہب
امت کی نسبت میں جو کہ پہلی آیت لا اکراہ فی الدین کے متعلق تھی کہ جبر کو بہت وضاحت سے ساتھ ابطال
سے ممنوع کر دیا ہے لیکن وہ صفات جنھیں دین کا ستون کہا گیا ہے جن کے حاصل کرنا
ان کا نشر نہیں ہیں مسلمانوں کی ہر تحریک کو رہبر ہو۔

اس بحث کے بعد ہم ان رموز شریعت سے کیا صفحات تاریخ پر وہ تابناک روشنائی
ہیں ایک صدی بھی گزرنے نہ پائی جو خاندان نبوت میں سے خلفائے ہاشمیہ سریر آرائے
مسند خلافت ہوئے۔

تاتاریوں کے ہوتے جب بغداد تباہ کیا اور مسلمانوں کے صدیوں کا سرمایہ خصوصاً
علمی خزانہ جس پر تمام دنیا نے دولت و بربریت میں آنسو بہائے کہ یہ خزانہ مسلمانوں کی
بیدردی و بیرحمی سے شہید کیا اور خود خانخانہ ہلاکو کا نہ حیثیت سے بغداد پر حکومت کرنے لگی اس وقت
مفتوح عیسائیوں نے تاتاریوں کے ساتھ کیا ہی طرز عمل اختیار کیا جس کی تم نے ابھی تبلیغ کر لیے ہو۔
نقشہ بالکل ہو بہو وہی ہے جو کچھ انھوں نے کیا آج اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلامی سلطنت اس
بیسویں صدی میں بھی آخری سانس بحرانی ہوتی نظر آرہی ہے مفتوح و مظلوم قوم نے
اس خونی واقعہ سے فاتح کو مفتوح بنا لینے کی تاریخ میں یہ عجیب واقعہ ہے ایک قوم ہلاک
ہوتی ہے لیکن مفتوح قوموں کا مذہب جس کا اخلاق فاتح سے فوق فاتح مفتوح ہمارے
ان بغداد اس وقت کسی کا فرقہ کا دامن پکڑتے تو آج معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت اسلامی
ناخاتمہ ہو گیا ہوتا۔

[illegible] سے تمام ان مذہبی دنیا کی قوت اسلامی اخلاق کی تشنیع میں تو فیق بھی ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوگا (بخاری شریف)

ہوگئیں۔

کافرا (ابن خلدون) وہ کافر تھا۔

انصدت فی فتق لا درفوش فتق و یہ
رسول اللہ یہودی بچے فقاء سول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پر فی نے ظلم
معاھد او جبرہ او تکلفہ

قضا کیا آپ نے فرمایا اس وقت
میرے پر غصہ نہیں ہو جھے اوں نے سنا
کہا کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں گے میں
آپ کو اٹھنے نہ دوں گا۔

راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ کیا ایک یہودی کی یہ مجال ہو کہ وہ آپ کو روکے
آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے یہی حکم دیا ہو کہ میں کسی پر ظلم نہ کروں خواہ وہ قرضہ ہو
معاہد ہو یا غیر معاہد۔

کافر کا علاج
زنا دو بھیجنا

باب مذاھب لامنہ ارسل
الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی
قد اصابنی وجع حسبہ قال یقال لہ لدیلہ
فاجت فی بنی فلان وی بدعا رسل الیہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بعذق عل و عرہ ان یستشفی

باب ہے اس کا لقب لاحب لامنہ ہے یہ
الفاظ پیش کی کہ مجھے پیٹ کی بیماری نے
ت رکھا ہے تب وہ بولے کہتے ہیں آپ کے
پاس اگر کوئی دوا ہو تو بھیج دیجئے آپ نے
ایک شاخ خرما کا اسے بھیجا اور کہہ
دیا کہ اسی سے اپنا علاج کر۔

وہ ہو کہ اس وقت بنی فلان کا فر تھے یا انفس تھا بنی سے لیے ہوئے تحفہ کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بدلہ دیا کہ یہ تحفہ نہیں تو ہدیہ کی درخواست سے
بھی ہوا جیسا کہ اوپر فرمایا۔

[illegible] باب ہے اس کا لقب [illegible]
[illegible] جو [illegible] باتیں کرنے سے منع کیا گیا
[illegible] باب [illegible] ہے اس [illegible]

من زبد المشركين ولعل قليل من عيشهم
يدل على انه اشارة الى ما يتعلق بهم
هذا اشتقاق من الزبد كما ان
زبد الشيء مشتق من الزبد هكذا
هذا اشتقاق من الدهن

ہدیہ دینا اور مشرک سے ہدیہ طلب کرنا

اهدى الى ابى سفيان عجوة واستهدا اه ادما فاهدا له ابوسفيان وهو على شركه

رسول پاک نے ابوسفیان کو ہدیہ میں کی چند عجوہ کھجور ہدیہ بھیجی اور اس سے مصالحہ یعنی نان خورش ہدیہ طلب کیا ابوسفیان نے مصالحہ بھیجا حالانکہ وہ ابھی تک مشرک تھے۔

(روض الانف)

کافر کا ہدیہ قبول کرنا

المقوقس صاحب الاسكندرية كتب بعثت الباك جاريتين لهما مكان في القبط عظيم وقد اهديت لك كسوة وبغلة تركبها وله يزد على هذا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم هديته واخذ الجاريتين مارية وسيرين اهداهما ابراهيم بن رسول الله واهدى له بغلة يقال لها دلدل ما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم يركبها حتى نفقت بحنين وكان بقاؤها

مقوقس شاہ اسکندریہ نے جواب فرمان نبوی جو خط لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ میں حضور کے لئے کچھ کپڑا بھیجتا ہوں اور ایک سفید خچر پر حضور ہی سوار ہوں اور دو جاریہ لیکن مقوقس اسلام نہ لایا

تحفہ آپ نے قبول فرمایا خچر سفید زیب مرکب میں نایاب تھا اس کا نام آپ نے دلدل رکھا جو مدت تک کام دیتا رہا یہاں تک کہ حنین میں مرگیا

سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ

ذکر ابن صیاد

پیدا ہوئے تھے دوسری کا نام شیریں تھا۔ یہ لڑکی
ان کے ساتھ رہتی تھی پھر آپ نے ان دونوں سے
نکاح کر لیا۔ ان سے بہت سی اولاد ہوئی۔ اکثر
بنی ہاشم انہی کی اولاد میں ہیں۔

دوسری روایت ۔ ابوعوانہ کتاب
الایمان میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں
کہ ابن صیاد سے پوچھا گیا کہ تو کیا
دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں سچا
دیکھتا ہوں اور جھوٹا بھی۔ یعنی
معاملہ مشتبہ ہے۔

ہرقل نے جو جواب مکتوب حضرت دحیہ کے ہاتھ
کیا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں لیکن
رومیوں سے مغلوب ہوں ایمان کا اظہار
کر نہیں سکتا۔

پھر ابوسفیان کہتے ہیں کہ
میں نے ارادہ کیا کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم پر
حملہ کروں پس ہمسلم ان عورتوں
کے قریب گیا تو قال ھذا یثرب وفسمعتہ
یعنی مدینہ ہے (فتح الباری)

جواب کے ساتھ کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ملاحظہ فرما کر ارشاد
فرمایا کہ اس کا دشمن جھوٹا ہے وہ مسلمان نہیں
بلکہ وہ اپنے نصرانیت ہی پر ہے۔ یہ فرما کر
اور سب تحفوں میں سے تھوڑا سا لے لیا۔

مقوقس نے جو یہ بھیجا تھا اس میں ذوالمشافر کی بھی تھی اس لئے
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں چیزوں پر نظر فرمائی یعنی ہدیہ قبول فرمایا
اور تحفہ میں سے کچھ لے لیا اور کچھ واپس فرما دیا۔

ابن صیاد کی تین روایتیں ہیں سے ہیں جب ابن صیاد سے ملاقات ہوئی

تیسری روایت ۔ ابن صیاد کی جو ابن صیاد نے اپنی قصہ
بیان کی اس میں یہ بھی ہے کہ میں دنیا میں دو دفعہ

وابسها یوم الجمعة واذا
جاءك الوفود قال انما
بلین هذه من لاخلاق
له فاتی النبی صلی الله علیه
وسلم فاخبره فارسل الیه
بحلة قال البسها اقد قلت
لها ما قلت قال انی لم
اعطکها لتلبسها ولکن
لتبیعها وتکسوها فارسل
عمر الی اخ له من اهل مکة
قبل ان یسلم رواه البزار

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایک حلہ پہنا کریں
جمعہ کے دن اور جب کوئی وفد آئے تو پہن لیا کریں
فرمایا جب کوئی وفد آئے یہ حلہ کا ہوتا ہے
فرمایا، آپ نے فرمایا کہ یہ حلہ تو وہی ہے جو آپ نے
پہنا ہے اور آخرت میں کچھ حصہ اور نصیب نہیں ہوتا
ہے وہی حلہ تھا تو میں نے تجھ کو پہننے کے لئے
ہے ایک حلہ فاروق اعظم کے پاس بھیجا یہ حضرت عمر نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کپڑے کا کیا کروں
فرمایا جب کہ اس کے متعلق آپ نے ایسا ارشاد فرمایا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر میں نے
نہیں دیا کہ تم اسے خود پہنو بلکہ یہ کہ تم اسے بیچ کر نفع حاصل کرو یا
دوسرے کسی کو اسے کہ سکتا ہے گا کہ وہ فروخت کرے اپنے نفع
کو بھائی بات اور ہمیشہ یہ ہدیہ بھیجتے رہے

نفع مسلمین کے خیال سے کافر کو مال دینا

غزوہ خندق میں جب کہ کفار نے ایک بہت بڑی جمعیت
سے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے تخلیہ سے اس امر پر صلح فرمانے کا ارادہ ظاہر کیا کہ مدینہ کے نخلستان کا ایک تہائی
حصہ انہیں سالانہ دیا جائے گا صلح کی گفتگو ہو گئی لیکن گواہی نہیں ہوئی تو قبل اس سے
معاہدہ صلح پر دستخط ہوتے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ طلب فرمایا انہوں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ نے یہ ارادہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں تو ہم عرض کریں اور اگر اللہ تعالیٰ
نے حکم فرمایا ہے تو پھر تسلیم حکم ہی بسر و چشم ورنہ اگر یہ صلح مقصود ہے تو ہم کافروں کے حوصلے

ہو جھنا ہو میں تو چھ لیں ایک کھجور بھی نہ دینا چاہیے حالت کفر میں انکار کہ ہم سے بلا تنخواہ
نوکر سے ڈرب کہ سلام پر ہیں یا اور ہیں حضور کے وجود باجود کی عزت و قوت حاصل
ہوئی وہ کھجور کے عوض تو ملک کی دولت اور نیزے کی نوک البتہ ہم سے چھین لیں گے آپ نے یہ
جواب سن کر صبر فرمایا۔

صاحب الروض الانف اس واقعہ کو لکھکر تحریر فرماتے ہیں۔

وفیہ من الفقہ جواز اعطاء المال لعدو اذا کان فیہ نظر للمسلمین ینتظر لھم وقد ذکر ابو عبید ھذا الخبر وانہ امر معمول بہ وذکر ان معاویۃ صالح ملک الروم علی کف من ذھب لیسلم بمال دفعہ الیہ قبل کان الف دینار۔

اس سے فقہ کا یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ کافر کو مسلمانوں کے نفع اور احتیاط سے رہنے کے لئے روپیہ دینا جائز ہے اور ابو عبید نے روایت کیا ہے کہ یہ ایسا امر ہے جس پر عمل بھی ہوا ہے حضرت امیر معاویہ نے ایک لاکھ اشرفی روم کے بادشاہ کو اس غرض سے عطا فرمائی تھی کہ وہ حد شام پر حملہ آوری نہ کی جائے۔

کافر کے ساتھ حق مدارات

ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت دخل رھط من الیھود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیکم یا محمد قالت عائشۃ ففھمتھا فصحت علیھم فقالت فقال رسول اللہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی اور زبان ناپاک السلام علیکم کی جگہ السام علیکم بنا دیئے تو پر میں آئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہودیوں کی شرارت سمجھ لی اور پردے کے پیچھے سے جواب دیا تمہیں موت آئے اور تم پر خدا کی لعنت ہو رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ
ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ
وفی روایۃ علیک بالرفق وایاک
والعنف والفحش

مدارات کی
دوسری روایت

عن عائشۃ ان رجلا
استاذن علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآہ قال بئس
اخو العشیرۃ وبئس ابن العشیرۃ فلما
جلس تطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی وجھہ وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل
قالت لہ عائشۃ حین رأیت الرجل
لک اولا قلت فیہ ما قلت فی وجھہ وانبسط
الیہ فقال یا عائشۃ متی عھدتنی فحاشا
ان شر الناس عند اللہ یوم القیامۃ من
ترکہ الناس اتقاء

(بخاری شریف)

دیگر کہ مدارات برے کے ساتھ نہ تھا یہ کہ کافر کے ساتھ بھی کرنا چاہیئے۔ اب

فقہائے کرام کی تحقیقات | مدخلہ ان جس سے معلوم ہوگا کہ وہ کون سے امور ہیں جنہیں کافر کے ساتھ مومن کا فعل بدرجہ اجائز و ممنوع ہے۔

دشمن کے ملک میں بغرض تجارت جانا | اذا خرج التجار الی ارض العدو بامان فان کان امیر یخاف سیئ مذہبہ فی قومہ یفعل بالعہد ویرفع بذلک ولایۃ فی ذلک منفعۃ فلا بأس بہ کذا فی المحیط

جب کوئی مسلمان بغرض تجارت دشمن کے ملک میں امان سے کر جائے تو اگر ایسا امیر ہو جس سے کوئی اندیشہ نہیں اور وہ لوگ عہد پورا کرتے ہوں اور ایفائے عہد میں مشہور ہوں اور اس تجارت میں مسلمان کا نفع ہوتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دارالحرب میں کن کن چیزوں کی اجازت ہے | واذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب لتجارۃ فلیس لہ ان یحمل الیہم السلاح ولا الکراع ولا الحدید ولا یحمل الیہم الا ما یحمل الی سائر البلدان سوی ذلک من الثیاب وغیرہا کذا فی السراج الوہاج

جب مسلمان دارالحرب میں بغرض تجارت جانے کا ارادہ کرے تو وہ ان چیزوں کو نہ لے جائے گا جن کی ممانعت ہے۔ وہ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ لے جائے گا۔ ان کے سوا جو چیزیں دوسرے شہروں میں مال تجارت لے جائے جاتے ہیں وہ بھی لے جائے۔

دارالحرب سے کن کن چیزوں کی اجازت ہے | ولا بأس بان یشتری من الحربی الدراہم والدنانیر وما یکال او یوزن من جنسہ متفاضلا ومتساویا کذا فی المحیط

دارالحرب سے درہم و دینار اور ہر وہ چیز جو کیل یا وزن سے بکتی ہے خواہ اس کی جنس سے خرید و فروخت کرے کمی بیشی کے ساتھ یا برابر سرابر کچھ مضائقہ نہیں۔

دارالحرب سے کن کن چیزوں کی ممانعت ہے | ولا یشتری منہم الآدمی ولا یخرج الآدمی الیہم بتجارۃ ولا بغیرہا کذا فی السراج الوہاج

کسی آدمی کو خرید کر لے آنا یا کسی آدمی کو تجارت یا غیر تجارت کی غرض سے دارالحرب میں لے جانا

بدخل الیهم ولا باس بادخال العنبر الیهم لان هذا لا یستعمل للسلاح (ہندیہ)

گھوڑا اور ہتیار دار الحرب میں لیجانا منع ہے

قال لا بأس بأن یحمل السروج الی اهل الحرب ما لم یکن السلاح (ہندیہ)

دشمن کو ہدیہ بھیجنا

لو دخل المسلمون دخلوا دار الحرب فاهدی الیهم رجل منهم الی ملک الحرب وهدیة فلا بأس به وکذلک لو ان رجلا من التجار اهدی الی ملک الحرب هدیة فلا بأس بذلک (ہندیہ)

دشمن کو ہدیہ بھیجنا مال میں تقسیم کرنا کس حال میں اس کا خاص ہوگا

(ہندیہ)

ہو جانا منع ہے

گھوڑا اور ہتیار دار الحرب میں لیجانا منع ہے

دشمن کو ہدیہ بھیجنا

دشمن کو ہدیہ بھیجنا مال میں تقسیم کرنا کس حال میں اس کا خاص ہوگا

مسلمین له منعة — قوت مانعہ قوی اُس کے ساتھ ہو جو نہ ملے کہ یہ مدد دے سکے
وہ کان احد فی الی — کے حق میں حکم ماں غنیمت کا رکھتا ہے اور اگر مسلمان سے کسی ایسے
واحد من کبار المسلمین — بزرگ کے پاس بھیجا جس کے ساتھ قوت مانعہ نہیں تو یہ وہ ہے
لیس له منعة یختص — جس پر لے کا ذلی ہوگا اور خاص اُسی کا ہوگا۔
هو بها (ایضاً)

کافر کا نوکر رکھنا | من ارسل اجیرا — کسی نے اپنے مجوسی نوکر یا خادم کو بھیجا
له مجوسیا او خادما فاشتری لحما — اُس سے گوشت خرید لایا اور یہ کہا کہ میں نے یہود ی
فقال اشتریته من یهودی او نصرانی — یا نصرانی یا عیسائی سے خریدا ہے تو مسلمان کو نہ چاہئے
وسعه اکله (ہدایہ) — اُس گوشت کے کھا لینے کی ہے۔

وضاحت: مجوسی و دیگر اہل کفار سوائے کفار اہل کتاب کے کسی کا قتل کیا ہوا جانور
مسلمان کو کھانا جائز نہیں اہل کتاب خدا کا نام لے کر ذبح کرتے تھے شریعت نے ان کا
ذبیحہ حلال کیا لیکن آجکل نصرانی ذبح نہیں کرتے لہذا اُن کا کھانا حرام ہے۔

کافر کی نوکری کرنا | مسلم لغیر نفسه — کسی مسلمان نے مجوسی کی نوکری کی
من مجوسی کا باس به (ہدایہ، مناہر بخاری) — تو کچھ حرج نہیں۔

کافر کو امور کفار کے لئے مقرر کرنا | الکافر یجوز — کافر عہدہ قضا پر اس لئے مقرر کر دیا جائے
تقلیدہ — تاکہ ذمیوں کے معاملات و مقدمات کا
القضاء فیحکم بین اهل الذمة فیما — فیصلہ کرے تو یہ جائز ہے اور ذمی نے
یرتفعون فی التحکیم (ہدایہ) — تحکیم میں اس کو کافر نہ مانا ہو۔

مفتیان سیاسی کی خیانت | یہ مسئلہ بار بار زبان قلم پر آچکا کہ موجودہ سیاسی

مفتیان سیاسی

نیشنل کانفرنس کی اس وقت کانگریس سے مخلوط وزارت ہے۔ اس لئے سیاسی مفتیوں نے یہ فریب آمیز فتویٰ دیا کہ عدم موالات یا عدم تعاون کا حکم عام کانگریس سے متعلق نہیں بلکہ یہ حکم صرف کانگریس کے ان ممبروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں سے قتال فی الدین کریں یا انہیں ان کے مکانوں سے نکالیں یا ان کے اخراج پر دشمن اسلام کی مدد کریں اس فریب کی بات چیت جس قطعی کھول جاتی ہے وہ زرکشن کی طرح یہ ثابت کر دیا گیا کہ آیت آسمان پکار پکار کر یہ حکم دے رہی ہے کہ کانگریس سے موالات اور دوستی رکھنے والے ہر مسلمان کو کافر قرار دیا جائے۔ اس فتویٰ کا تو کہیں نشان نہیں موالات کے معنی شرعی بیان کرنے کے بعد ان آیات سے استشہاد بھی کر دیا ہے جن احادیث و سیر و دیگر کتب لغت و روایات صحیحہ سقیمہ نقل کر دی ہیں ہر شخص بچشم خود فیصلہ کر سکے کہ موالات یا مظاہرہ کے معنی میں یہ مفتیان سیاسی شریک ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو فتویٰ بازی کا کیا حق ہے۔ اور خود ان کے بیان کردہ معنی کے لحاظ سے موالات کا الزام کن لوگوں پر عائد ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک قابل غور امر ہے۔

قرآن اسلام دین کی حفاظت مذہب کی حمایت دشمنان ایمان کی عداوت کا دعوت کا خوگر کیا تمہاری ہی قسمت کے لئے روز ازل سے امانت تھا موالات کے اگر یہ معنی بجائے جسے تم بیان کرتے ہو سیاق کا اگر یہ مفہوم ہوتا جسے تم سمجھانا چاہتے ہو تو سب سے پہلے وہ وجود مقدس جس کا سینہ ضبط و تحمل کی تعلیم کرکے علی فوق امت مرحومہ کے لئے جھوڑ جاتا۔

غزوہ خندق کی روایت پڑھو مدینہ طیبہ پر انھیں کفار نے ہجوم کیا تھا جنھوں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا مکانوں سے نکالا تھا دشمنان اسلام کی مدد کی تھی لیکن دیکھو انھیں مدینہ کا ایک ثلث تر دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح فرمانا چاہتے ہیں اور ان کفار کی امداد نہیں خیال فرماتے اگر تم ہوتے تو سورہ ممتحنہ کی آیت تلاوت کرکے معنی موالات سمجھا دیتے۔

تمہارے فتوے کی رو سے دار الحرب میں اہل دار الکفار کی مدد کا فرکو ہدیہ دینا کفار کی مدد ہے کا فرسے ہدیہ لینا کفار کی مدد ہے خاص کر جب کہ حالات جنگ ہو اس وقت تو تمہارے فتوے کی بنا پر جنگی کیا کہنا۔

لیکن سے نیت ہے بیگانہ تمہارے فتوے احادیث صحیحہ اور مسلم فقہاء تو یہ بتاتے ہیں کہ یہ سارے امور بالکل غیر حضور پر نور ہادی سبل نائب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برت کر فرق موالات و معاشرت فرق اور معاشرت قبیل واضح فرما دیا

دشمن کا مکان ہے مسلمان کا ہدیہ دار الحرب میں ہے مسلمان کا دشمن کے باوشاہ کو ہدیہ بھیجنا اور شرعیت جائز ہے بلکہ دشمن کو اسلام کا ہدیہ بھیجنا شرعیت قبیل ہے بلکہ جائز ہے بلکہ بعض حالات میں واجب ہے یہ ہیں وہ اصول جن کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور جن کی کافی تشریح

بائیکاٹ کا عمل

روایت اول

دارالندوہ میں بائیکاٹ کی تحریک

لا یتکوا الیتم ولا ینکحوھم

[illegible] ہے اس کا پیرو ہے اس کا ساتھی ہے اس کا مددگار ہے اس کا ساتھی ہے اس کا مددگار ہے اس کا ساتھی ہے اس کا مددگار

ن کی خبر دیتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت نازل ہوئی۔

حق سبحانہ نے اِذْنٌ قُتِلُوْا بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ

نہ ہوا اور ان دونوں میں لیکن ان کی وضع ہوگئی ہے اور ان کے لئے اولاً یہ کہ جو قضیہ شرطیہ ہے اور ظاہر یہ کہ شرطیہ بنیں مقدم میں ہی صادق ہے انتفاء مدلول کے لئے شرط کے ساتھ بیعت کہ کوئی قید نہیں ہے بلکہ حرف شرط کو بجائے ان کے ارشاد فرمایا گیا یہ معلوم ہوگیا کہ ہجرت رسول سے قتال کی دونوں مسلموں کی دیس آیۃ لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا میں موجود ہے۔

بائیکاٹ اور بہتان کو اب کی مولات کفار اس نعمت دین سے چشم پوشی و مراد ہے۔ اس روایت سے اس قدر یاد رہے کہ مقاطعہ کی رسم اب میں قریش کے اس پر عمل بھی کیا تھا دو برس تک اس کی تکلیف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت فرماتے اس قدر یاد داشت کسی موقع پر کام آئیگی۔

جنگ بدر | مسلمانوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ کفار مکہ سے جنگ بدر میں مقابلہ کا سلامیہ کا تھا لیکن اسی ایک مقابلہ نے جہاد اسلامی اور حرب تمدنی کا فرق پیدا کر دیا جس کے زریں حروف صفحات تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیں گے جہاد اسلامی ایک ایسی ہمت ہے کہ جس غلط زبان پر بسم اللہ کی حقیقت مشہود ہوئی ان کی زبان اور زبان کے دلوں نے وہ حیات پائی کہ جو خلق وجود کا حقیقی راز ہے لیکن اسی کے مقابلہ میں حرب تمدنی خدا کا ایک قہر ہے جو گروہ تباہی قومی کی نابودی پر علم اپنے ساتھ رکھتی ہے۔

بلوچ کو اپنی تہذیب پر ناز ہے لیکن وہ آئے اور دیکھے کہ اسلام حرب میدان جنگ

[illegible] فوجوں کو آپس میں آزمائی اور پھر حکومتی مجاہدین فی سبیل اللہ کی شمشیر بے نیام کو جنبش دیتے تو اس کی برکت کس حد تک دشمن کی صفوں میں گردش کرتی ہے۔

خواہش نفس، ہیجان، غضب، شدت کینہ، خیرگی، حرص اور غیر متعدل جوش ان کا نام نہاد نشان بھی نہیں ہوتا۔

مجاہد کا ہر قوت عمل اس انجن کے مانند ہے جسے اس کا سائق ایسی قوت عمارت سے چلا رہا ہو کہ بال برابر بھی پٹڑی سے وہ اترنے نہیں پاتا۔ انجن اگر پٹڑی سے اتر جائے تو ہزاروں جانوں کا خون ہو جائے۔ اسی طرح مجاہد فی سبیل اللہ اگر راہ حق سے راہ جاہ میں حرکت کر جائے تو ملت کا خلوص کا خون ہو جائے۔

واقعہ بدر میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ وہی کفار مکہ ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی تکلیف بالوان مختلفہ پہنچائی ہیں تیرہ برس پیغمبر اور اس کے متبعین علیہ السلام کو مکہ کے اندر وحشیانہ ستم کی مشق ہیجوت کے بعد بھی جس کے ایمان اسلام کی وہ بیخ پاشی میں اس کی ہستی تہ و بالا کر ڈالی ہے۔

آج انہیں کفار سے ایک بہت بڑی تعداد میں فوج، ملیشیا مسلح ہو کر مدینہ پر فوج کشی کی ہے وہ مدینہ جو اب تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں کے کردار کی بدولت پروردہ ہو چکا ہے دشمن کے مقابلہ پر نکل کر مقابلہ ہوتا ہے۔ مطلق عمل قتال اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب فتح عطا فرماتا ہے۔ ستر مومنین سے زخمی ہوئے ستر کافر مومنین کے ہاتھوں میں قید گرفتار ہوئے۔

اب سورۃ انفال کی آیت چھ سات کریمہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ وقعات بدر کے سمجھنے میں ان آیات کی تفسیر آپ کو فعل ہوں سے معلوم ہو سکے۔

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون ۹

اللہ ان لوگوں سے تمہیں نہیں روکتا جو دین کے بارے میں تم سے نہیں لڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا سلوک کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اللہ تو تمہیں صرف ان لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی مدد کی جو ان سے دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔

یہ دو آیتیں وہ پہلی آیتیں ہیں جو لا ینھاکم اللہ سے شروع ہوتی ہیں دوسری آیت کا نام بھی لا ینھاکم اللہ ہے۔ لیکن اب پہلی آیت کی تفسیر میں جو کچھ کہنا ہے وہ اس آیت کی بابت ہے یعنی پہلی آیت کا ترجمہ بجائے لفظ یہ سے شروع کیا گیا ہے دوسری آیت میں ہے فرمایا ہے اور پہلی آیت میں ہے فرمایا ہے یعنی اس کا ترجمہ بھی اسی طرح ہونا چاہیئے۔ پہلی آیت میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ شیخ ابن حزم کے قول سے نقل کیا ہے کہ اس آیت سے اجازت دی گئی ہے۔ اول اس کی تفسیر میں جو کچھ کہنا ہے وہ یہ ہے کہ اس آیت سے اجازت نہیں ہوتی بلکہ اس آیت میں ان کافروں کی تعریف ہے جو مسلمانوں سے لڑائی نہیں کرتے اور ان کو ان کے گھروں سے نہیں نکالتے اور ان کی مدد نہیں کرتے جو مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں اور ان کو ان کے گھروں سے نکالتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ

یعنی مومنین اپنا دوست یا مددگار

وسلم یہود عند وفاتہ فتزع شفتی	اگلے زمانہ میں اس کی زبان باہر
سہیل بن عمرو ویدع لسانہ فلا یقوم	نکل پڑے گی تو آپ کے خلاف تقریر
علیہ خطیب فی موطن بعد ابدا	کرنے پر کھڑا نہ ہوا کرے گا۔
فقال رسول اللہ صلے اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علیہ وسلم لا مثل بہ فیمثل اللہ	میں اسے مثلہ نہ بناؤں گا پھر تو بھی
بی وان کنت نبیاً	اللہ مثلہ بنائے گو کہ میں نبی ہوں۔

تیسری روایت ان دونوں سے زیادہ واضح اور لائق وہ سلوک پیغمبر ہے جس کی عادت کافر قیدیوں کے ساتھ کی گئی خوب یاد رہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں آج جو کافر ہیں کل تک انہیں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا مکانوں سے نکالا تھا قیدی ہیں کافر ہیں خالم ہیں دشمن جانی ہیں لیکن خدا کا برگزیدہ رسول انہیں حالت اسیری میں دیکھ کر اپنے یاروں کو حکم دیتا ہے

استوصوا بالاساری خیرا قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنی کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں

اس وصیت رسول کی صحابہ نے کیوں کر تعمیل فرمائی آئیے قیدیوں کی زبان سے سنئے۔

فکانوا اذ قدموا غداءھم	قیدیوں کا بیان ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں
وعشاءھم خصونی بالخبز	جب ان کا کھانا یا رات کا کھانا ہمیں دیتے اور
لوصیۃ رسول اللہ صلے	کچھ خود کھاتے یہ ایثار و خاطر داشت یوں تھی کہ انہیں
علیہ وسلم ایاھم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔

چوتھی روایت نکان فداء المشرکین بدر کے روز مشرکین کا فدیہ کم از کم فی

ومنهم اربعة آلاف درهم
برجل الى الف درهم الا من اشتى
له فمن رسول الله صلى الله عليه وسلم

چوتھی روایت کی مزید تفصیل

ابو سعید بن عمرو
بن سہل اللہ

كان محتاجا ذا بنات فكلمهم رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
لقد عرفت مالي من مال وانى لذو
حاجة وذو عيال فاسمن على فمن
عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
وخذ عليه ان لا يعود فعوده

مشرک پانسو درہم اور زیادہ دے کر
اور ہم تھے لیکن جو مشرک سے پانسو درہم
کس پر رحم فرما یہ سن کر
قید ہوئے ہوئے تھے ابو سعید بن عمرو بن سہل اللہ
فقیر شخص تھا اور اس کے کئی لڑکیاں تھیں
اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود بہتر جانتے ہیں
کہ میرے پاس مال نہیں ہے میں ایک فقیر و
عیال دار ہوں مجھ پر رحم فرمائیے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرما
اور یہ قول لے کر کہ پھر کوئی کام ایسا نہ کرے
چھوڑ دیا۔

کافر کو معلم بنانا

فمن من
يكن عنده شيء من هذا فداها
غلمان الانصار كذا

جن قیدیوں کے پاس کچھ نہ تھا اور وہ لکھنا جانتے تھے ان کا
فدیہ یہ مقرر ہوا کہ وہ انصار کے لڑکوں کو لکھنا سکھائیں جب
انھیں لکھنا آجائے تو یہ قید سے آزاد ہیں۔

اقساط کی کھلی مثال

اساری بدر كان فيهم العباس
عم رسول الله صلى الله عليه وسلم
فسهر النبي صلى الله عليه وسلم ليلته
لبعض اصحابه

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے چچا حضرت عباس بھی تھے قیدیوں کی نگہبانی
بندھی ہوئی تھی حضرت عباس کراہنے لگے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا تھا حضرت عباس کے کراہنے سے

فقال انین العباس فقام رجل فمر حی من وثاقه فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم مالی لم اسمع انین العباس فقام رجل من القوم الی مرحیت من وثاقه فقال فما لک لا تفعل ذلک بقیة اصحابه

آپ بے کل ہوگئے آنحضرت سے نیند اڑ گئی بعض صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ شیخ ابی کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا عباس کی کراہ یہ سن کر حاضرین میں سے ایک صحابی اٹھے اور حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دیے تھوڑی دیر بعد آپ نے پوچھا کہ عباس کے کراہ کی آواز کیوں نہیں سنتا ہوں حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا کہ میں نے ان کی بندش ڈھیلی کر دی ہے آپ نے فرمایا کہ سارے قیدیوں کی بندش ڈھیلی کر دی جائے

اے مفتیان شریعت گاندھی ان واقعات کو پڑھو اور ہمیں بتاؤ کہ قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا یہ احسان و انصاف ہے یا بدی و ظلم اگر یہ واقعات سرتاسر حجت شفقت عدل اور انصاف بتاتے ہیں تو پھر تمہارا یہ کہنا کہ سورۂ محمد کی آیت ایک منسوخ قید ہے کس قدر لغو اور باطل ہے یا یہ کہو کہ یہ احسان و انصاف ان لوگوں کے ساتھ جو اخلاق و مذہب میں ہم ایک کے بھی مرتکب نہ تھے نہ تو انھوں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا نہ مکانوں سے نکالا تھا نہ اُن کے عزیزوں کی مدد کی تھی تو آفتاب پر خاک ڈالنے کے برابر ہے یا یہ کہو کہ یہ سلوک و مدارات اگر تمہارے نزدیک بدی ہے یا مداہنت تو تمہیں تمہارے فتوی بیباک نے نہیں بتایا کہ رسول کی تعلیم اپنے دشمنوں پر بدی کی نسبت احسان کی تھی جب ہی تو یوم فتح مکہ عوام الناس دار الحکم کا جس نے ظلم ہوگا وہ گاندھی کے ساتھ ہوگا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کے لواء احمد کے نیچے ہوں گے۔

فتح مکہ کے نظیر | سورۂ فتح فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی تھی اس لیے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فتح فرمایا اس وقت آنحضرت کفار کے ساتھ مجموعی سے تیرہ برس تک مسلمانوں پر ظلم و ستم کی مشاقی کی تھی جن کی شرارتوں سے مسلمانوں کو مجبوراً ہجرت پر مجبور کیا تھا جن کے پیہم حملوں نے مدینہ طیبہ میں بھی راحت و سکون سے بیٹھنے نہ دیا تھا اب کہ فتح ہوتا ہے اور کفر کے سارے گھمنڈ خاک ذلت میں مل جاتے ہیں تو کا برتاؤ ایسے فریق محارب بنگلو جانا کار کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

روایات معتبرہ ہیں یہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ کا نقیب کوچہ کوچہ میں یہ صدا دے رہا ہے کہ

من دخل دار ابی سفیان فھو	جو ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے
آمن ومن اغلق علیہ بابہ فھو	امن ہے جو اپنے مکان کا دروازہ بند کر لے
امن ومن دخل المسجد فھو آمن	امن ہے جو مسجد میں داخل ہو جائے امن ہے

ایک صحابی کا بیان ہے کہ ہر در و دیوار سے گونج رہی ہے کفار کی جماعت سامنے کھڑی ہے عطوت نبوی نے سارے حوصلے پست کر دیئے ہیں جی میں آتا ہے کہ لڑیں مگر وہ ذات ہے جو اس کا رب العزۃ یہ فرما رہے کہ وہ مرسلات کا مرجع تھا تو اس کے رحمت ہونے پر کفار دشمن کیں گے کوئی یہ اعتراض ہے کہ جب اس سے ارحم و نبوت سے یہ سوال ہوتا ہے۔

قال یا معاشر قریش ما	ترجمہ قریش تمہارا کیا خیال ہے آج میں تمہارے ساتھ
تروں انی فاعل فیکم	کیا سلوک کروں گا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اے شریف

ہبیر کرنے والے بھائی ہیں اور ایسے باپ کے بیٹے ہیں جو کہ	آپ ہبیر کرنے والے بھائی ہیں اور ایسے باپ کے بیٹے ہیں جو کہ
	جو قیس آزاد کیا۔
	آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور وہ
	سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

عن کل اناء یترشح بما فیہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے وہ سینہ جو کہ رحمت و کرم شفقت و عطا کا ایک دریائے ناپیدا کنار ہو اس میں جب جوش آئیگا شفقت و کرم ہی کی موجیں اٹھیں گی۔

انھیں مشرکین میں چند وہ لوگ بھی تھے جو کہ مرد و خطا کار تھے جن کا خون ہدر کر دیا گیا تھا یہ کہ یہ معنی کہ جہاں کہیں پائے جائیں فوراً قتل کر دیئے جائیں ان میں سے ایک نے کعبہ کے پردوں میں چھپ کو جا چھپا یا صحابہ نے یہ خبر سنی تو کعبہ میں تیغ کیا جانے۔ لیکن ان میں سے بھی اگر کسی کی سفارش کی گئی تو اسے بخشا گیا کا شرف عطا فرمایا گیا۔

حضرت عکرمہ کا واقعہ عکرمہ بن ابی جہل کا بھی خون ہدر کیا گیا تھا ان کی بی بی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی جان بخشی کی سفارش کی حکم ہوا معاف کیا۔

عکرمہ بن ابی جہل ہو کی خبر سن کر فرار کر گئے تھے بی بی نے پیچھا کیا یہاں تک کہ یمن کا قصد کر رہے تھے جو بی بی نے پاس جان بخشی کا ارشاد ہوا تو یہ حاضر خدمت ہوئے آتے ہی اپنی ذلت و خسارت یاد کرتے ہیں تو بی بی کا پیار و خلوص معلوم ہوتا ہے آخر بڑی دیر تک

کے بعد انہیں یقین آگیا اب نہایت دیانتداری شوق میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں کہ یہ عورت یعنی ام حبیبہ یہ کہتی ہے کہ آپ نے یہ سب کچھ فرمایا کیا اس کا قول صحیح ہے ارشاد ہوا ہاں پڑھتی ہے میں نے سنا ہے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ کہہ رہی ہے سوائے بنی برخ کے کسی شہر میں ہوئیں مکانیہ اور بچہ غلیب پڑھکر داخل سند ہوئے۔

حضرت عثمان بن طلحہ کا واقعہ حضرت عثمان بن طلحہ حجبی بردہ فتح مکہ کی تاریخ میں حضرت بلال کیلئے جاتے ہیں جب وہ حاضر ہوئے فتح مکہ کی کنجیاں پیش خدمت کر یہ فرما کر عطا کر دی گئیں کہ ہمیشہ کے لئے حجبہ بردہ ہی صفات خاندان کو مبارک ہو

فخطب الناس وقال ... فتح مکہ کے روز ہیں تمہیں ... ہوئے کہ ...

بن طلحة فدعاه ... عثمان بن طلحہ ... ہوئے کہ ہیں ...

وقال خذوها ... بنی ابی طلحہ ... ہوئے کہ ہیں ... ہے ...

تالدة وخالدة ... کے ہمیشہ کے لیے ہیں ... ہے ...

منکم احد الا ظالم ... نہ کہے گا ... ہے ...

اس کے بعد ارشاد ہوا۔

یا عثمان ... ہے ...

... ہے ...

... ہے ...

اب سے سلمان بردا حسان نہ کیں تو کیا کہیں ؟

صفحات ماسبق میں دلفریب بیان ہو چکا کہ آیۃ انما کھا اللہ الذین بحر موالات منع اور بروا قاطعات سکوت فرمایا گیا اس کی وجہ تنوعات حالت ہے اور ہر حالت کے لیے فرقان حمیدہ میں حکم موجود اب ہر حکم کی تعمیل فعل رسول سے واضح و لائح کر دی گئی۔

بدر کی لڑائی میں ستر قیدی تھے ان میں سے بعض قتل کئے گئے بعضوں کو زر فدیہ لے کر رہا کیا گیا بعضوں کو تعلیم کتابت کی خدمت لے کر چھوڑ دیا گیا بعض جو نادار تھے انہیں احسانا و مفتا تا آزاد کیا گیا غرض جس کے مناسب حال جو طرز عمل تھا وہی ہوا۔

فتح مکہ کے روز گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہدر فرمایا تھا جن میں سے چار مرد اور چار عورتیں قتل ہوئیں بقیہ مجرمین دولت ایمان اور نعمت اسلام سے سعادت اندوز ہوئے جن میں سے ایک حضرت عکرمہ بن ابوجہل ہیں اور ان کا واقعہ اوپر مذکور ہو چکا اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر المنار کی عبارت پیش کر دوں شاید یہی عبارت موجب ہدایت ہو۔

ولا تنس ان هذه الآيات نزلت قبل	ہاں یہ فراموش نہ ہونے پائے کہ آیات عدم موالات
فتح مكة وبيان استمرار حكمها في عنفوان	کا نزول فتح مکہ سے قبل ہوا اس زمانہ میں کفار کی سرکشی
طغيانهم واعتدائهم وقد حمل	اپنے جوش شباب پر تھا اور فتح مکہ کے دن
عليه الصلوة والسلام يوم الفتح	بیشک پیغمبر خدا نے ان وصیتوں کی من و عن تعمیل
بعد ما وجدها فيما عاهد عليه قريشا	فرمائی کہ باوجود کمال قوت اور انتہائے مطلوبت و
وحلفاءهم عزة وسلطانا وتمكنا	شوکت کمال استیلا ہونے کے آپ نے ان کو
من الحكم والاحسان في مؤمنهم	کرم کا ایسا دریا دل تھا جس سے مومن کافر

والكافرون لهم ولغيرهم وشاهد اصل الفضل والاحسان فيه
ولله الحمد وله الشكر
يد اسوة حسنة ولكن بعد تحتمو
المسلمين اليوم من سنته ومن
كتاب الله الذي تادب هو به
فليراهد هق بلاء المسلمين بهذه
كتابك ليكونوا بحسن عليهم حجة لله
بعد ما صاروا كفرهم هو العمل
حجة عليه ؟

ہے اور ہمیشہ رہے گا۔
ہمیں ان سے کسی قسم کی عقیدت یا محبت نہیں
ضرورت سے زیادہ ہمیں ان سے دوستی اپنے
پیغمبر کی سنت اللہ اور اللہ کی کتاب قرآن کی تعلیم
ہے اس سے ہمیں کب آزادی کی راہ ملتی ہے
ہمیں سے تو مسلمانوں کو ہدایت قرآنی کی رو
سے ہماری فرد تک نیک عمل کی سنت ہونا کہ
ہمیں ان پر حجت ہو جائیں۔

اب میں نہیں کہہ سکتا کہ آیات سورۂ ممتحنہ کے متعلق میں سے زیادہ اور کیا کہا
جا سکتا ہے جس سے میں کچھ بھی نور ایمان پاؤں اور قوت ہو کہ اس کی پیروی کروں
پھر وہ ان تمام منقولات کے مطالعہ سے فارغ ہو کر ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ موجودہ
کسی کافر سے کسی حال میں دوستی نہیں کرنا چاہیے اور جو موجودہ حقیقت ہے اس میں ان سے
قتال ہر حال میں جائز و مشروع ہے۔

لیکن اب جو ایک نئی صداقت دو تین حدیث بخاری شریف سے پیش کرتا ہوں
کہ گزشتہ ان کا شعبہ یہ کچھ ہی سہی سہی ہے تو مقدمہ سے بیدار خوبی کہ ہمیں سے کہ ان کی
کوئی کی موالات کفار سے کذب و افترا ہے جس کے نزدیک ہمیں زیادہ سے زیادہ
خدمت ہو ہمیں ہمیشہ رسول ہے کہ ہمیں اس مقابلہ کا سہرا نے ہمیت مقدمہ ہمیں رہوں کہ
ہمیں یہ جائز ہے نہ جہاد ہے کہ مسلمانوں کی خیر خواہی ہے بلکہ محض حکم گاندھی کی تعمیل ہے

دربارِ کفر و شرک کی غذا

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنی
لیث قال حدثنی سعید ابن سعید مقبر
یا عن ابی ہریرۃ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من
بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ ابن اثال
فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد
فخرج الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر
یا محمد ان تقتلنی تقتل ذا دم
وان تنعم علی تنعم علی شاکر
وان کنت تریدالمال فسل منہ ما شئت فترکہ حتی کان الغد
فقال لہ ما عندک یا ثمامۃ قال
عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی
شاکر وان تقتل تقتل ذا دم
فقال ما عندک یا ثمامۃ

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
دستہ سواروں کا نجد کی طرف روانہ
فرمایا اس فوج نے بنو حنیفہ میں سے
ایک شخص کو گرفتار کر لیا مدینہ
پہونچکر ستون مسجد سے باندھ
دیا اس شخص کا نام ثمامہ بن اثال ف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
فرمایا تیرے پاس کیا
اور وہ بات انہوں نے کہا نیک ارادہ
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر
آپ مجھے قتل فرمائیں گے تو ایسے خون
ناحق کا بدلہ لینے والے ہوں گے
اور اگر آپ احسان فرمائیں گے تو
احسان شناس پر احسان فرمائیں گے
اور اگر مال کا ارادہ ہے تو جس قدر
چاہئے مانگ دیا جائے گا جواب میں آپ نے

ثم دخل المسجد فقال اشهد
ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ یا محمد واللہ ما
کان علی الارض وجہ ابغض
الی من وجھک فقد اصبح وجھک
احب الوجوہ الی واللہ ما کان
من دین ابغض الی من دینک
فاصبح دینک احب الدین الی
واللہ ما کان من بلد ابغض
من بلدک فقد اصبح بلدک احب
البلاد الی وان خیلک اخذتنی
وانا اریدالعمرۃ فماذا ترٰی فبشرہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وامرہ ان یعتمر فلما قدم مکۃ
قال لہ قائل صبوت قال لا
ولکن اسلمت مع محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولا واللہ
من الیمامۃ حبۃ حنطۃ
فنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس نے مسجد میں جا کر کلمہ شہادت پڑھا اور کہا
ملاقات ہوئی تو آپ سے بڑھ کر مجھ کو کوئی شخص
ارادہ تھا جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو
اور دین تھا پھر تمام دنیا میں مجھ کو آپ کے
دین سے بڑھ کر کوئی دین برا معلوم نہ ہوتا تھا
جائیں وہ آپ کے گھوڑ سوار مجھ کو گرفتار
بلکہ تمام جہان سے بڑھ کر آپ کا شہر مجھ کو
پڑ کر پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
قسم ہے اللہ کی روئے زمین پر کسی چہرے سے
چہرہ مبارک سے زیادہ مبغوض کوئی دین میرے
کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض کوئی دین
نہ تھا لیکن اب آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں
قسم اللہ کی آپ کے شہر سے زیادہ محبوب کوئی شہر نہیں
ہے کہ آپ کے گھوڑ سوار مجھ کو گرفتار کر لیں
اور ارادہ ہے کہ عمرہ کروں آپ کی کیا رائے ہے
آپ نے بشارت دی اور حکم دیا کہ عمرہ کریں
جب مکہ میں آئے تو کسی نے کہا کہ تم بے دین ہو گئے
نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور قسم اللہ کی
یمامہ سے ہمارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آئے گا
جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں صدق ایمان پر بشارت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اب مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرح عمرہ ادا کرو۔

جب ثمامہ مکہ پہنچے اور تلبیک کا نعرہ بلند کیا کفار نے اُن سے کہا کہ ثمامہ کیا تم بے دین ہو گئے؟ فرمایا نہیں میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا قسم ہے اللہ کی اب یمامہ سے ایک دانہ گیہوں کا تمہارے پاس نہ آئے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پروانگی نہ عطا فرمائیں (بخاری شریف)

بخاری شریف کی روایت ختم ہوئی قطع نظر اس الحاق کے جو حضرت ثمامہ پر بحالت کفر مسلط رہا قابل لحاظ آخر کا واقعہ ہے کفار مکہ کا آذوقہ یمامہ کے غلہ پر تھا ثمامہ وہاں کے رئیس تھے مکہ سے واپس آکر جب یمامہ پہنچے تو اس کی بندش کر دی کہ ایک دانہ اناج کا مکہ نہ جانے پائے غلہ کا بند ہونا تھا کہ کافروں کو تارے نظر آنے لگے بدحواس ہو کر بارگاہ نبوت میں مستغیث ہوئے ثمامہ کو حکم دیا گیا کہ غلہ کی بندش نہ کرو جس طرح معاملہ ہوتا تھا جاری رکھو۔

بخاری شریف میں ثمامہ کا یہ کتنا مذکور ہے کہ بغیر اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دانہ بھی گیہوں کا مکہ نہ آنے پائے گا لیکن بقیہ قصۂ روایت کا ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں مذکور ہے۔

صحیح بخاری کے تمام شراح ابن ہشام کی روایت قبول کرتے ہیں فتح الباری اور عینی شرح بخاری ملاحظہ ہو ابن ہشام کے الفاظ ان دونوں محدثین نے نقل فرمائے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ فتح الباری اور عینی کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ قسطلانی و زرقانی نے بھی نقل کیا ہے۔

ابن ہشام نے اُن چند یاروں کی مہمانی ہونے کی وجہ سے کی تھی۔ اس کے متعلق ابن ہشام کے یہ الفاظ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احملوا اسیرکم وارجع الی اھلہ فقال اجمعوا ما کان عندکم من طعام فابعثوا بہ الیہ وامر بلقحتہ ان یغدی علیہ بھا ویراح	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قیدی سے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے اپنے ازواج سے پاس تشریف لے جائے۔ تمہارے پاس جو کچھ کھانا ہو اُسے جمع کرو اور اس کے پاس بھیج دو اور حکم دیا کہ اس کھانے کے ایک شتر دودھ دینے والی اونٹنی کو ہر صبح و شام دونوں وقت خورد کے لیے دودھ کی غرض سے جاتی تھی۔

غلہ کی بندوبست مدینہ کی پروائی کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

ثم خرج الی الیمامۃ فمنعھم ان یحملوا الی مکۃ شیئا فکتب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تامر بصلۃ الرحم وانک قد قطعت ارحامنا وقد قتلت الآباء بالسیف والابناء بالجوع فکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان خلی بینھم وبین حمل الطعام	پھر یمامہ پہنچکر شہر والوں کو مکہ میں غلہ کے بھیجنے سے روک دیا۔ اس پر قریش نے آنحضرت کو لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم دیتے ہیں اور خود قطع رحم کر رہے ہیں کہ میدان جنگ میں ہمارے باپ دادوں کو قتل کیا اور بیٹوں کو بھوک سے مارے ڈالتے ہیں۔ آنحضرت نے لکھ بھیجا کہ یمامہ والوں کو حکم بھیج دو کہ غلہ کی بندش نہ کریں۔ (ابن ہشام)

یہ واقعہ اوپر گزر چکا کہ ایک وقت میں کفار مکہ نے بھی معاہدہ پیغمبر خدا کے ساتھ

کیا تھا اور دو برس تک خاندان ہاشم مصیبت و تکلیف برداشت کر چکے تھے اب ایک موقع یہ آیا تھا کہ کفار مکہ سے پورا عوض اس مقاطعہ کا لیا جاتا تو بہ چند وجوہ خلاف عدل نہ تھا۔

(۱) ان لوگوں نے مسلمانوں سے بارہا قتال فی الدین کر چکے تھے۔
(۲) مسلمانوں کو گھروں سے نکالا تھا (۳) مسلمانوں کے اخراج پر مدد کی تھی۔
(۴) مسلمانوں سے بلکہ خود پیغمبر سے دو برس تک مقاطعہ جاری رکھا تھا نہ چیز خریدتے تھے نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچتے تھے۔
(۵) یمامہ سے غلہ کا بند ہو جانا انھیں مضطر کر چکا تھا اگر اس پر ذرہ زیادہ زور دیا جاتا تو کفر کی کمر ٹوٹ جاتی۔
(۶) کفار نہ صرف کو بلکہ خانہ کعبہ پر متصرف تھے بیت اللہ کو کثرت اصنام سے صنم خانہ بنا رکھا تھا۔
(۷) مسلمان حج اور عمرہ ادا نہیں کر سکتے تھے خود ثمامہ کو لبیک کہنے پر کفار نے پکڑ لیا تھا لیکن اے لیڈر باوجود ان تمام باتوں کے مقاومت مجول جس کی ایجاد پر تمھیں ناز ہے پیغمبر خدا نے اس بندش و بائیکاٹ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا۔

بخاری و مسلم شریف کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثمامہ نے ہدایت دین کے خیال سے بطور خود نظر کی بندش کی نفی شروح بخاری اور سیر کی معتبر کتابیں مثل ابن ہشام و ابن سعد یہی بتاتی ہیں اصابہ کی عبارت بھی یہی ظاہر کرتی ہے لیکن علامہ سرخسی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو اسی عہد پر رہا فرمایا تھا کہ کفار مکہ کو وہ غلہ نہ بھیجیں گے۔

بہرحال اس قدر مسلم ہے کہ غلہ کی آمد یمامہ سے بند ہوگئی اور جب کفار قریش نے بہ متنیت بارگاہ رسالت ہوئے تو وہ بندش توڑ دی گئی۔

کفار نہ تو اپنے کفر سے باز آئے نہ انھوں نے خانہ کعبہ سے بتوں کو ہٹایا نہ ہی محبوبیت اپنا قبضہ اٹھایا نہ یہ وعدہ کیا کہ آئندہ سے نہ تو مسلمانوں کو تکلیف پہنچائیں گے نہ کبھی دعوت اسلام کے سنگ راہ ہوں گے صرف قحط کی مصیبت تھی کہ بھی وہ بھی تخلف فی الیں اس حدیث جلیل سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔

(۱) بائیکاٹ یا ناں کوآپریشن کا عرب میں دستور تھا (۲) بائیکاٹ کے موجد کفار مکہ ہیں۔
(۳) کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیکاٹ کیا تاجر کا سلسلہ دو برس تک جاری رکھا۔
(۴) ثمامہ نے کفار مکہ سے بائیکاٹ کیا (۵) کفار مضطر و بیقرار ہوئے (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کے فعل کو اپنے حکم سے منسوخ فرمادیا اور بائیکاٹ اٹھ گیا (۷) اقسام جہاد میں سے اگر بائیکاٹ کوئی قسم جہاد ہوتا اور اس طرز عمل سے دشمن کو مغلوب بنالینا اگر دین کی خدمت ہوتی تو اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی منسوخ نہ فرماتے بلکہ اور ترغیب و تحریص فرماکر۔ اسی مقاومت مجرمانہ سے مکہ معظمہ کو کفار و مشرکین سے خالی کرالیتے۔

(۸) بائیکاٹ یا ناں کوآپریشن ہرگز مرادف ترک موالات نہیں۔
(۹) بائیکاٹ یا ناں کوآپریشن کو جو ترک موالات کہتا ہے وہ بڑگستاخ و بے ادب ہے اس کے نزدیک مشرکین مکہ سے پیغمبر خدا نے موالات کی جو غلہ کی بندش توڑنے کا حکم فرمایا۔

(۱۰) اس گستاخی کے خیال میں کفار کی منت و خوشامد یا گریہ وزاری پر مسلمانوں کو

اپنا مذہب چھوڑ دینا یہ کفر قبول کر لینا یا مسلمانوں کا اُن کے دین کا ضرر و نقصان کرنا سب جائز ہے سچ ہے جس نے دور و کرا دور ہاتھ کٹنے تک جو ڑ کر مذہب کا مذہبی میں داخل ہونے کی سعادت پائی ہو اُس کے سامنے اگر کافر دکر اشد ترین کفر کی تحریک کرے تو اُس وقت یہ گستاخ نہ صرف کفر قبول کرے گا بلکہ اُسے شادی مرگ نصیب ہو گی۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔

مسلمانان کو آپریشن کی حقیقت اب بالکل ہی عریاں ہو گئی علماء کا یہ ادعا کہ یہ پارٹی اجتہاد اور قوت دماغی کا نتیجہ ہے واضح ہو چکا مسلمانان کو آپریشن کے متعلق مولانا عبدالباری صاحب کا خط پھر ملاحظہ فرمایئے اُن کا یہ فرمانا کہ اس کار کا واقف کار نہیں ہوں جو وہ کہتے ہیں وہی کرتا ہوں بالکل بجا و درست اور محض صدق و حق ہے۔ شریعت اسلام ایک شریعت معروف ہے اس کا قول معروف اس کا عمل معروف اس کی مقاومت معروف۔ لیکن مذہب کفر و بت پرستی مجہول ہے اس کا قول مجہول اس کا عمل مجہول اُس کی مقاومت مجہول پھر مسلمان ہتوڑ مجہول کی مجہول کی صدا نہ بلند کریں تو اور کیا کریں۔

انقلاب عالم کے ارکان ثلاثہ | حقیقت اسلام سے ناآشنا وہ یگانہ ملک گیر و مقتدر بادشاہ کو بیسویں توحید اور فرنگی اخوت کا شریک عمل جانتا ہے مگر کسی کافر قوم کا مغلوب بنا لینا مسلمانوں کے قوائے جسمانیہ و دماغیہ پر چھا جانا اس ناآشنا کے نزدیک فریضہ مذہب ہے اسی لئے وہ وظیفہ تبتے کسی وقت کفار نے ایجاد کیا تھا اور جس مقاومت مجہول سے وہ ایک بیسویں اسلام کو شکست دینا چاہتے تھے آج اُسی کو جزو مذہب بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

[illegible] ہے ایسا ہونا تو تعجب نہیں [illegible]
[illegible] میں تعجب کا کیا موقع ہے ہاں تعجب یہ ہے کہ علمائے [illegible]
علوم دینیہ کے ضامن و کفیل ہونے کا ادعا اور اس کے ساتھ [illegible]
میں کامل و مکمل ہونے کی مدعی وہ بھی کانوں کے ساتھ [illegible]
کا حکم ہو اور ایسے وقت میں بھی طریق کار اور نظام عمل [illegible]
ہنگامہ بپا کر دیا کہ [illegible] میں تفرقہ ڈال دیا ایسی تحریک [illegible]
اصل ہو اسے عین شریعت سمجھ کر خاندانوں میں جنگ و جدل پیدا کرنے کی حرکت سے [illegible]
میں وارد ہے۔

من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد — جو شخص دین میں ایسی بات پیدا کرتا ہے جو دین سے نہیں تو وہ دین کے نزدیک مردود ہے۔

اسلام کیا تھا جو آج مسلمانوں کی محبت ہوئی تنزل خلافت کا اگر صدمہ ہوتا تو وقت پیدا کرنے کے صحیح ذرائع اختیار کرتے اگر وہ حسد جسے حق سبحانہ و تعالیٰ نے [illegible] کی چیزوں نہایت سرگرمی سے کرتے لیکن جب کہ حکومت ہندوستان کے کام [illegible] ہو تو پھر اس کے سوا اور کیا چارہ کار رہتا کہ سوا اچھا چاہنے والوں کی گفتگو برداشت کی جائے۔

یہ خاکسار اپنی عاجز کوشش و [illegible] ہے تفریق و تعصب کی دکانوں [illegible] اپنا فرض ہے آئین اور [illegible] سکتے والوں کو تو [illegible] انتظامات سے تعلق [illegible] کرتے ہوئے ان تجاویز کو [illegible] جو [illegible] کیے ہیں ان کے تحت میں سارے [illegible] ہو جاتے ہیں تو وہ تین قسموں میں منحصر ہو جاتے ہیں۔

(۱) سلطنت (۲) [illegible] (۳) علم و فن

سلطنت کا فرق ہے جب کسی سلطنت پر ایک قوم کے ہاتھ سے نکل کر دوسری قوم کے ہاتھ میں پہونچی یا خود اسی قوم نے خاندان سلطنت کے تغیر میں کامیابی حاصل کی ہے تو اس انقلاب و تغیر نے اس سلطنت کی تاریخ کا کیا اب نئے سرے سے مفتوح نظام یا مفتوح قوم کے نقش مٹتے جاتے ہیں اور فاتح نظام یا فاتح قوم کے نقش و نگار بہ شیعہ میں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں یہاں حکومتوں کا قیام کرنا یا قوت کو مرتبہ سلطنت تک پہنچانا کوئی اس فانی نہیں دنیا کا دکھ اور اہل دنیا کا درد سلطنت و حکومت سے نہ کبھی زائل ہوا نہ آئندہ زائل ہوگا واقعہ تو یہ ہے کہ سلطنت کسی قسم کی بھی کیوں نہ ہو اس کا خاتمہ ہمیشہ یہی ہوگا کہ تمام محکوم آبادیوں کے جذبات و قوے دماغیہ شخص واحد جیسی بادشاہ یا ایک محدود افراد کی جماعت مجلس نمبر پارلیمنٹ یا کوئی مجلس سے منتخب کیے ہوئے ان میں جذب ہو کر فنا ہو جائے۔

انسان کے جذبات جس قدر فنا ہوتے ہوں انسان کے قوائے عقلیہ اور احساسات دماغیہ جس قدر برباد و تباہ ہوتے ہوں کیا اسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے دکھ کی دوا ہے یہ خانہ کا قانون ہے کہ انسان بھیڑ بکری کی طرح چند آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار رہ اپنے حیات کے دن پورے کرے سلطنت و حکومت کا وجود دنیا کا سخت مہلک مرض ہے نہ کہ دوا و علاج۔

ہیولا کا قیام اس طرح تو جب ہے کہ اس کی بہبودی کے لیے اس کی نمائش کی گئی ہو تو زمین کے بسنے والوں پر یہ قہر آسمانی ہے کوئی جماعت یا قوم یا شخص اس اعتراض کا نشانہ نہ ہو سکے سلطنت خواہ کسی بادشاہ کی ہو یا کسی جماعت یا قوم کی ہو سکون و امن تدبیر صنعت و ترقی شعبہائے معاشرت و تمدن اور آئین و مذہب کو ہمیشہ ان فتنوں کے ساتھ ساتھ خون ہو جاتا ہے جن فتنوں کو خیال و خیال سلطنت نے وجود بخشا تھا وہ جوش تھا جو سلطنت کے ایسے پامال ہوئے کہ اب

آن کا سکون و حرکت فاتح و منصور کے چشم و ابرو کا خطاب ہے کیا فی الحقیقت یہ تینوں
انسانوں کے خدام بنانے کا ایک دوسرا نام نہیں ہے یہ دوسری تدبیر و فن کی ہے
دوا و علاج۔

علم کا اثر | اب علم و فن کو لیجئے گویہ اس کا بہت بعید دی دیر میں کے نتائج ہیں
معلوم ہو رہا ہے لیکن فی الصورت سلطنت و قوم کی جڑ کو جتنا یہ کاٹتے ہیں اتنا
میں دلکشی بھی پائی جاتی ہے لیکن بہ اعتبار واقعہ یہ اپنے دوستوں سے بھی
جفاکار نہیں اعضا و جوارح پر جس بیرحمی سے ایک مستولی سلطان حکومت کرتا ہے
ذہنیہ اور دماغیہ پر علم و فن اسی شدت سے اپنی فرمان روائی کرتے ہیں مگر اگر اس نعمت سے
کام لیا جائے تو علم کی ہے گیری سلطنت و قوت سے کہیں زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ ان ذہنی
و مناصب امن و آزادی قبیل دیگر امور کا تعلق سلطنت و حکومت سے ہوتا ہے بلکہ وہ
انھیں چیزوں میں نرمی یا گرمی کرنے کا اختیار و قدرت رکھتا ہے لیکن یہ امور جن سے
فی الحقیقت قوم قوم بنتی ہے وہاں حکومت و قوت دونوں پابہ دست شکست
ہیں قوم کی اخلاقی زندگی جو ہر طرح کی ترقیوں کا راز ہے قوم کا علمی شغف جس پر اور
فضیلت اس کی ہے قوم کے دستور و دستور جس پر اقتصاد و عمران کی بنیاد ہے ادب سے
بڑھکر قوم کی دماغی زندگی جس سے حوصلہ میں وسعت خیالات میں بلندی ضمیمہ میں
پیدا ہوتی ہے ان سب کا سرچشمہ اہل علم کا گروہ ہوتا ہے۔

بلکہ ان قلمرو بارہا نبرد آزماؤں کے نیزوں کو شکست دی ہے کہ سیف انسان
نے بارہا شمشیر زنوں کے منہ پھیر دیئے ہیں ورنہ جائے فوک غیر ادبی کی مثال
نہ ڈھونڈھئے حالات حاضرہ پر ایک نظر ڈالئے تو ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ نتیجہ ہے

صرف چند تعلیم یافتہ لوگوں کا۔

واقعات گزر رہے تھے لیکن ملک بے خبر تھا گلے پر چھری چل رہی تھی لیکن
سر میں مست پڑا تھا جو کچھ ہو رہا تھا اس کی بیہوشی میں یہ مدہوشی تھی
چند تعلیم یافتہ شخص آئے واقعات کی اصلی خونیں آنکھوں دکھائی ناظرین دیکھ کر
متاسف ہوئے اور آنسو غم کے بہائے لیکن تصویر دکھانے والوں نے انھیں غم لیے
نہ دیا بلکہ کچھ ان کے پیچھے پڑ گئے کہ اپنی بزم ماتم میں انھیں نوحہ خوان بنا کر چھوڑا
اب وہ باتیں جن کا خیال کر وہم میں بھی گزر جاتا تو کئی کئی روز تک خوف و ہیبت سے
نیند اڑ جاتی بھوک ساقط ہو جاتی لیکن آج کل ہر کوچہ و برزن میں وہی ہولناک
خیالات یک ایک کے منہ پر آ رہے ہیں کہنے والا کہتا ہے اور سننے والے کو مزہ نہیں آتا
سن کر نہ بناتا ہے کہ پھیکا ہے بے مزہ ہے کچھ تھی نہیں آخر یہ ماجرا کیا ہے ہندوستانیوں کے
جذبات کہاں گئے کیوں منقلب ہو گئے یہ علمی گروہ کی وہی زبردست حکومت ہے جس کی قوت
نے اب ظہور پایا ہے۔

گر پبلک کی آواز یا ان کا اتفاق خیال چاہیئے تو تعلیم یافتہ گروہ کی رائے کافی
معتدبہ رائے ہے جنگ بنا لیجئے پھر پبلک آپ کے ساتھ ہے۔

یہ واقعہ اور حقیقت ہے کہ عوام نہ اپنی رائے رکھتے ہیں نہ ان کی کوئی آواز ہے ملک
میں تعلیم یافتہ گروہ جب کسی خیال کی ترویج یا ہمہ گیر ہی چاہتا ہے تو وہ اپنی قوت تحریر
کے زور سے اسی خیال کو پیدا کر دیتا ہے وہ اپنے خیال کے صور کو اس بلند آہنگی سے پھونکتا
ہے کہ عوام کے خیالی کانوں میں اسی کے خیال کا نفس اور عوام کی آواز اسی کی آواز ہوتی ہے
اس قوت بندوستان کا بچہ بچہ بالکل اپنی مثال میں صحیح ہے [illegible]

آوازاد و ان کا جوش تو ہر بھو چند تعلیم یافتوں کے خیال کرتا دراز ہو رہی
تہذیب اور مذہب اس بیدردی سے پارہ پارہ کئے جارہے ہیں کہ شاید آئندہ نسلوں
ایک تاریخی باتی نہ رہے گا۔

خلافت سے جنگ انگریزوں کی موالات اس اجلاس کی ہر ایک مختصر تفصیل پیش کرنے میں
ملا آور ہوئی اور جنگ طرابلس شروع ہو گئی اس وقت ہندو تعلیم یافتوں نے تحریک چندہ کی بنیاد ڈالی جو
سلسلہ جنگ بلقان تک جاری رہا اسی اثنار میں انگلی کا مال بائیکاٹ کیا گیا ترکی ٹوپیاں
وہاں کی بنی ہوئی جن کے سروں پر تھیں انھیں آگ کے سپرد کیا گیا۔

قسطنطنیہ و فد علیہ کے جانے کی تجویز پیش ہوئی اور کامیابی کے ساتھ یہ کام انجام
ہو پہنچا اس کے بعد خلافت اور اس کی ہمدردی کی تحریکیں نئی سنیا گردی تھیں اب تعلیم یافتہ
گروہ کی توجہ قسطنطنیہ سے منعطف ہو کر سیاست ہند کی طرف پلٹی پبلک کی توجہ بھی ادھر ہی
مڑ گئی اٹلی و دیگر بلاد یورپ کا مال فروخت ہوتا رہا اور مسلمان بلا تجویز سے خرید نے رہے
علماء کے فتاوے بائیکاٹ سے جو متعلق تھے جب تعلیم یافتوں کے ہاتھ سے نکل گئے
گئے تو عوام نے بھی انھیں ردی میں ڈال دیا ہاں جو نغمہ تعلیم یافتوں نے چھیڑا تھا اس کو
پبلک برابر الاپتی رہی اس عرصہ میں ترکی بالخلافت مٹتی رہی فنا ہوتی رہی لیکن کسی کی آنکھ
نم بھی نہیں ہوئی طرفہ یہ کہ جب ہندوستانی فوجیں میدان جنگ میں بھیجی جانے لگیں تو ہندو
اور مسلمان دونوں نے مل کر رنگروٹوں کی بھرتی میں پوری کوشش کی اب فرمنہ جنگ کا چندہ
ہوا دل کھول کر ہندو اور مسلمانوں نے روپیہ دیا تحریک ہوئی کہ دعائیں ہوں ہندو مندروں
میں اور مسلمان مساجد میں جمع ہوئے اور یہ رسم بھی ادا کی گئی پھر تحریک ہوئی کہ آرڈر دیئے
جائیں ملک کی دونوں بڑی آبادیوں نے مل کر یہ جشن بھی منایا۔

سب سے بڑی دلچسپی یہ ہوئی کہ وفد طیبہ جب قسطنطنیہ جا رہا تھا تو سامان جراحی و لوازم شفاخانہ جس کی خریداری خالص اُس روپے سے ہوئی تھی جو محض مجروحین ترک ہی کے لئے جمع کیا گیا تھا اُسے وفد طیبہ کا صدر اُن دشمنوں کو بخشش کئے دیتا ہے جو خلافت اور تمام برادران خلافت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

اس امانت میں خیانت کرتے ہوئے نہ تو عطا کرنے والے کو خوف الٰہی دامنگیر ہوتا ہے نہ اس وقت کے بیشمار مفتی و مجتہدوں میں سے کسی کو مسئلہ شرعی یاد آتا ہے نہ عوام ہی اسے کچھ معیوب سمجھتے ہیں۔

ہاں یہ بحث ضرور ہوئی کہ سلطنت سے اس قرضۂ جنگ کا سُود لینا مسلمانوں کو حلال ہے یا نہیں بعض علماء نے فتویٰ حلت کا دیا اور دلیل اس جزئے سے لائے کہ ذمی تمر و خمر میں سے اگر کوئی پھل بیچ پڑے اُسے کوئی راہ رو اٹھا لے تو وہ پھل اُس کے لئے حلال ہے پس یہ سود روپیہ جو نہیں سلطنت خود بخود بغیر مطالبہ دیتی ہے تو کیا وجہ جو مسلمان اُس کے لینے سے پرہیز کریں۔

فوج کی بھرتی کا یہ حیلہ پیدا کیا گیا کہ سلطنت اگر ستان علماء اور نہیں ہوتی ہے بلکہ خود قوموں کی جانب سے علماء دی ہوتی ہے ایسی صورت میں فوجی مدد ممنوع نہیں۔

ناوقت سخت سے سخت دیانتی کے ممنوعات جائز ہو رہے اور مسلمان نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تباہی کا نہ صرف تماشا دیکھا کئے بلکہ اپنے ہاتھ اور مال سے اس میں ترکیب ہوئے ۱۹۱۴ء میں ہندوستان کی پالیسی میں ایک تغیر عظیم اتفاقی طور پر پیدا ہو گیا اس پر دو مثل لکھ چکے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں ہندوستان کے لئے جو اپنی آزادانہ اسلامی تاریخ میں بدل کر اسلامیوں کی

انکار تو سب کے سب خلافت خلافت پکارنے لگے۔

واقعہ کربلا کی مثال کتب تاریخ میں واقعہ کربلا کے متعلق ایک روایت بکثرت شہادت شہزادہ غفور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیت و غلامان اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جب قافلہ اسیران اہل بیت کا اونٹوں پر روانہ ہوا تو جوق در جوق اہل کوفہ کا نکلوں کی چھتوں پر ہجوم تھا اس مقدس گروہ کو جو مالک نبوت کو حالت اسیری دیکھ کر بے ساختہ مرد و زن رونے جاتے تھے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام مظلوم رضی اللہ عنہ ان کوفیوں کی طرف ایک نظر ملامت و نفرت انگیز ڈال کر متفکر ہوئیں کہ اے بی کوفہ تمہاری مظلومیت و بیکسی پر تو رو جاتے ہو تو آخر میرے بھائی کو شہید کس نے کیا گھر بار نبوت کو تاراج کرنے کی شقاوت و روسیاہی کس نے حاصل کی افسوس تم پر اور تمہاری بے وفائی پر۔

یہی الفاظ آج خلافت کی زبان بند دستانیوں کو کہ بی بی تم نگاہ کی جنہوں نے زنگوٹوں کی بھرتی و دیگر اعانت جنگ میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ جنوں ان کی صحت خطرناک حد تک پہنچ گئی خیر انہیں تو جانے دیجئے اس نے کہ اسلام کا خمیر ہی کفر و شرک کا مخالف و مرغوب نہیں تو وہ کفر ہی کیا ہوئیں ان نوجوان مسلمانوں سے پوچھئے اور علی الخصوص ان جماعتوں سے جن کا تقریباً تمام کل روزنامچہ اخباروں میں چھپا کرتا ہے جن کی تعداد و جمعیت اس وقت پانچ سو کہی جاتی ہے ان سے سوال کیجئے کہ جس وقت ہندوستان کا خزانہ تاراج ہو رہا تھا اور مسلمان چند سکہ چاندی کے لئے خلافت مٹنے کو جا رہی تھی تمہارے علم کو کیا ہو گیا تھا تمہاری غیرت کہاں سو رہی تھی تمہاری حق گوئی کس گوشہ میں چھپی ہوئی تھی تمہارا ایمان کس تہ خانے میں بند تھا تمہاری حریت و تمہاری بیخوفی کہاں مو جود تھی لعنت ہے تم پر بھی کیا تمہیں اس وقت یہ حدیث یاد نہ آئی۔

(۱) من حمل علینا السلاح فلیس منا ۔ (۱) جس نے ہم پر ہتیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

(۲) من اشار الی اخیہ بحدیدۃ لعنتہ اللہ ۔ (۲) جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر خدا کی لعنت۔

(۳) لا یشیر احدکم الی اخیہ بالسلاح ۔ (۳) خبردار کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتیار سے اشارہ بھی نہ کرے۔

اس معنی میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں اگر حدیث تم نے پڑھی نہیں یا موقع پر تمہیں یاد نہ آئی تو کیا تلاوت قرآن بھی نہ کرتے تھے کیا یہ آیۃ تمہاری تلاوت میں نہیں آتی تھی۔

من یقتل مومنا متعمدا ۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے

فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا ۔ تو اس کی سزا ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے خدا کا

وغضب اللہ علیہ ولعنہ ۔ غضب اور اس کی لعنت قاتل پر ہے اور اس

واعد لہ عذابا عظیما ۔ کے لئے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔

اسے بھی چھوڑ دو وہی آیتیں جنہیں ترک موالات کے لئے پیش کر رہے ہو کیا کل تک وہ بھی تمہیں یاد نہ تھیں لیکن

علماء کی گستاخی نہیں کرتے اگر وہ خدا ترس نے جماعت علماء سے پوچھو کہ یہ احادیث اور یہ حکم آج تک تمہیں نہ معلوم تھا یا تم نے کہا تمہارا رہبر اور تمہارا مذکر تو گواہ ہے آج تک اس نے تمہیں یہ نہ بتایا تو پھر تمہیں یہ دیکھنا کیوں کر لازم ہے اگر قرآن شریف یا کتب احادیث و سیر تمہارے ہاتھ میں ہوتیں تو تمہیں سب کچھ یاد ہوتا بات تو یہ ہے فی الحقیقت تم غفور رہو تمہارا مرتبہ عوام کا ہے تمہارے ذمہ خواہ مخواہ تمہارے جذبات سے کوسے تمہارے قلوب دولت ایمان سے خالی تمہاری زبانیں ننگ اور تمہارے اقوام ننگ تم تو ایک قالب بیجان ہو جو تمہارے

بیٹ کہتے ہیں تم اُسی کی محاکات کر دیتے ہو اور اُن ایکٹروں کی جن فیض سے کام چلتا ہے۔
ن کی ہندو پارٹی ہے سلسلہ یوں بڑھا کہ ایک تحریک پیدا ہوئی جس کے تحت میں تحریک
سیان اُسے لبیک کہتے ہیں علماء سیاسی کا جبہ و عمامہ اُسے شرف ملی جامہ پہناتا ہے
ن کی مجال نہیں کہ وہ بطور خود کوئی تحریک پیش کریں یا کسی تحریک کے سامنے اپنا سر
ے سوا کوئی آواز بلند کرنے کی جرأت بھی کریں۔

ان علماء کا کیا ذکر خود اُس عالم کو لیجئے جسے لیڈروں نے شیخ الہند کا لقب دیا
یک عجیب و غریب ہستی ثابت کیا ہے اُس کے قلم میں بھی یہ قوت نہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو
ن افعال خبیثہ کی شناعت و معصیت بتا سکتے جسے مولات کفار میں علی الخصوص والتولی
یڈران نے گروہ مسلمین بار بار عمل میں لا رہے تھے مسئلہ قربانی گاؤ کے تعلق وہ زبان سے
ا کہنے پائے تھے کہ مسلمانوں نے جو طریقہ انسداد قربانی گاؤ کا سوچا ہے وہ مذموم ہے
انھیں ایسا کرنا نہ چاہیئے تو لیڈروں نے وہیں زبان پکڑ لی اس آواز کو مدہم کر دیا گیا اور
بادصبا سے زیادہ حیثیت اس ہدایت کو نہ دی گئی نہ تو صحائف و جرائد میں اس کی اشاعت
عامہ ہوئی نہ لیڈروں کے رزولیوشن میں تغیر آیا نہ اپنی خطا و غلطی کا کسی نے اعتراف کیا۔
اگر کسی نے اُن کے شیخ الہند کا قول متعلق قربانی گاؤ یاد بھی دلایا تو ہنس کر ٹال گئے کہ یہ
ناآشنائے حقیقت کہتا کیا ہے اس چودھویں صدی میں شریعت جب کہ تعلیمات گاندھی
کا نام ہی تو پھر شریعت اسلام کا ذکر ہی عبث ہے۔

قشقہ لگا یا گیا علماء سیاسی خاموش رہے کافر کی نگاہ اٹھائی گئی علماء سیاسی خاموش
ہے کافر کا ماتھا سہلایا برہنہ ہو کر گیا گیا علماء سیاسی خاموش رہے رام لچھمن کے پجاریوں کا تانتا
لگا گیا علماء سیاسی خاموش رہے گاندھی کی جے پکاری گئی گئو ماتا کی جے بلند کی گئی علماء

سیاسی خاموشی پر جو عدیہ کہ گاندھی کو کہا گیا کہ اگر نبوۃ ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہو جاتا علماء سیاسی اب بھی خاموش رہے اس خاموشی سے شیخ الہند بھی مستثنیٰ نہ ہو سکے اگرچہ خاندان اسلام تقریر و تحریر میں اعمال کفریہ پر بیدار بھی کرتے رہے لیکن پھر بھی کسی عالم سیاسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی جو وہ چالیس اعمال و اقوال کفریہ میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اپنے فتویٰ جنبش دیتا تا آنکہ بارہ نومبر ۱۹۲۰ء بمبئی میں جلسہ جمعیۃ العلماء منعقد ہوا وہاں یہ مسائل کسی نے پیش ہی کئے لیکن یہ کہکر کہ مصلحت وقت اس کی مقتضی نہیں بات ٹال دی گئی حالانکہ اس اجلاس کی کرسی صدارت ایک عالم ہی کی نشست کا فخر رکھتی تھی ہاں مسئلہ شدھی میں نے ایک مذاق ضرور کیا کہ بحسب عادت قدیم مزاج میں ایک تقریر فرمائی جس میں تمک کی گنی اٹھانے پر ظریفانہ جملوں میں توبہ کی گئی تھی شاید یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ ان چھ فعل مسلمانان ہند کا فعل اور ان کی توبہ مسلمانان ہند کی توبہ لیکن ستم ظریفی یہ ہوئی کہ بعض ناآشنا متعصب ہندو مذاق کو حقیقت سمجھے اور اپنے اخبارات میں خوب غیظ و غضب کے مضامین شائع کئے لیکن یہاں سے سکوت رہا اس لئے کہ جو مقصد تھا وہ حاصل ہو چکا تھا بات رفع دفع ہو گئی لیکن علماء سیاسی کے سکوت میں اب بھی فرق نہ آیا جمعیت کے پانچو علماء میں سے کسی ایک میں بھی اس کی ہمت نہ ہوئی کہ شدھی شدھی کے پرفاق توبہ کے متعلق جن میں پناہ گزیں ہو کر ان اعمال و اقوال کفریہ کے متعلق جن کی تعداد قریباً چالیس سے بھی متجاوز ہے کسی ایک قول یا ایک فعل کی بھی شناخت بیان کر دی یہ ہے اس وقت علماء سیاسی کا ان مسائل سے تعلق کہ جن سے ہندوؤں کو کوئی شغف نہیں یہ تو محض ہندوؤں کا جوش کفر پرستی ہے جو ہمارے علماء کا اتصال مسلمانوں سے چاہتے ہیں جس کی قربانی اس کے متعلق اگر علماء سیاسی خاموش رہتے تو یہ ناقابل

ہوگی۔ نہ معلوم انھیں کیا سے کیا بنا دیتا۔ ان پر فتوے ہوتے مضامین لکھے جاتے رسائل تصنیف کئے جاتے اور یہ عجیب تماشہ دیکھا جاتا کہ گزشتہ سال شاہ کاسے کی قربانی بندوؤں کے وید اور شاستر سے ثابت کی جاتی تھی لیکن جب ایک فرقہ کے ہاتھ میں ڈوری ہے تو ان کے گروہ کو اب حرام جواز قربانی کے وجوہ قرآن و حدیث سے معلوم ہونے لگے۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء اور ان کے متبعین جب غالب ہوتے ہیں تو اور گروہوں کے دین کو کوئی ٹکڑا نکالنا چاہتے ہیں تو غالب گروہ ان کا گلا دبا دیتا ہے لیکن جب علماء مغلوب ہوتے ہیں اور علماء اور ان کے متبعین مغلوب تو علماء جب کوئی بات دین کی کہنا چاہتے ہیں غالب گروہ یعنی عوام علماء کا گلا دبا دیتے ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث شریف میں دی گئی ہے۔

جمعیت اسلامی کی تخریب اور متعدد واقعات و تحقیقات ہیں لیکن ہم وہی کہ دو روپیہ کی کمی جو مولانا کفایت کی وجہ سے تم کو کھنے دینا اور اس کے پیچھے پڑ جانا ہمیں بے خطا یہ سیاسی جس بے حسی کے ساتھ لیڈروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں وہ ان کی ایک ایک حرکت سے نمایاں ہے جمعیت کے جس عالم نے اپنے ایمان پر بہت بڑا احسان کیا اس نے یہ کہا کہ ہم سیاسیات میں مولانا محمد علی کی پیروی کرتے ہیں ان کا کہنا مانتے ہیں لیکن مذہبی امور میں ہم ہرگز ان کی بات نہ مانیں گے نہ پنڈت مدن موہن جی گے نہ کانگریس میں کوئی تغیر و تبدل کریں گے یہ کہا اور اپنے قوت ایمان کا مقدور اظہار کر میں خوب ڈنکا بجایا۔

حالانکہ جمعیت میں جو عالم شریک ہو جائے اس کی خالص تعلیم و تبلیغ کی اشاعت اسلام اور اخلاص عمل کے متعلق جو دعوے و شکوک کا استیصال ہو جاتا ہے نہ معلوم ارکین جمعیت کو اس کتنے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی۔ جن اعمال و اقوال کا اس نے دور میں

یہ ہو رہا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہے کہ یہ قربتیں ہیں اپنے علماء ربانی پائے جاتے
ہے باوجود اس مجلس میں بے تعینہ علماء کا تعلق دیا گیا ہے۔
علی تعینہ ناحق اس کے باور کرانے کی کوشش فرماتے ہیں یہاں شبہ کیسے ہوا تھا
جو آپ نے دفع دخل مقدر کی زحمت اٹھائی خود آپ کی تحریریں اور آپ کے متعین کے
اعمال و حرکات آپ کے ایمان و اسلام کا آئینہ ہیں۔
اسلام نے اپنے متعین کو کفار سے بیگانگی کا حکم اس تاکید و مبالغہ سے دیا تھا کہ اسلامی
مورخین بھی یہ ہدایت کی گئی تھی کہ کفار کی تقلید اس میں بھی نہ ہونے پائے وضع لباس
شکل صورت بول و ضرب سلام و تحیۃ تعزیۃ و تہنیت مؤنس جملہ شعبہائے حیات مسلم تقلید
کفرت مصئون و محفوظ رہے چنانچہ آج تک مسلمان یہی جانتے تھے و بقدر توفیق اسی پر
ان کا عمل بھی تھا لیکن اس دور میں مسلمانوں کی بدبختی اس طرح شروع کر دی گئی کہ معاشرتی
و تمدنی امور کا یا نکر دینی امور میں کفار کی تقلید محض ارادت و عقیدت سے ہونے لگی
اور سے یہ ان کا اسلام کا لقب عطا کیا گیا۔
ع دانا سخن بقدر مخاطب کند کلید
سامع اسے سنتا ہے اور جوش و جذب میں آکر رقص
کرتا ہے مجلس سیاسی نکلتے ہیں لیکن کہیں اپنی حکومت کہیں اپنی ریاست اور کہیں اپنے
فتاوے سے یہ کافر وہ کافر پر ترغیب و تحریص دیتے ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق
صحیح شریف میں روایت موجود ہے۔
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یضرب
اسٹوں کی ادبار یا تلحق قبائل من امتی بالمشرکین و حتی تعبد فئام من امتی الاوثان
حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ نہ ملیں
اور میری امت کے بعض لوگ بتوں کی پرستش نہ کرنے لگیں۔

ما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم	نہ تمہارے باپ دادا جانتے ہوں گے
فزايلهم لا يضلونكم	ان سے اور ان کے پیچھے چلنے والوں کو
ولا يتونكم	گمراہ کریں اور نہ تمہیں فتنہ میں ڈالیں۔

عرب میں ایک ذرہ ایمان کا باقی ہے اور دیکھ کر یہ زمانہ دین زمانہ ہے یہ دیکھ کر یہ زمانہ دین زمانہ ہے یہ دیکھ کر یہ زمانہ دین زمانہ ہے یہ

ہوتا ہے تو یہ ہے کہ انسان پر اس کے خالق کی حکومت ہوتی ہے کہ وہ
اس کی کتاب کی پیروی کرے جو پیغمبر اپنے رب حاکمین کی طرف سے لاتا ہے
اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ وقت انسان کے مادرے شعبہائے زندگی کی تعیین
مقصد ہوتا ہے تو قوانین آسمانیہ کی حکومت دراصل کے ماتحت زندگی بسر کرنے میں کوئی
نہیں ہوتا شخص نہ بلکہ بلکہ سلطان ذی جاہ ہو وہی ہو یا متمول جاہل ہو یا عالم ہو
کی حکومت سب پر یکساں ہوتی ہے ہر ایک مسلمان اس واقعہ سے آگاہ ہے کہ فاروق اعظم
جیسا جلیل الشان خلیفہ جب کہ ایک جم غفیر عام میں جمعہ کے روز خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور
مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے اسمعوا واطیعوا مسلمانوں سنو اور کہا مانو تو ایک
شخص کھڑا ہو کر بیدھڑک کہہ دیتا ہے لا اسمع ولا اطیع نہ میں سنوں گا نہ کہا مانوں گا
سوال ہوتا ہے کہ اس اعتراض کی علت کیا جواب ملتا ہے کہ تقسیم کے وقت جو حلہ تمہارے
حصہ میں آیا تھا وہ عبا کے لئے کافی تھا تم نے اپنی عبا کہاں سے پوری کی فاروق اعظم
کے بیٹے کھڑے ہو کر گواہی دیتے ہیں کہ میں نے اپنا حصہ باپ کی نذر کر دیا تھا اس
شہادت کے بعد معاملہ طے ہو جاتا ہے اور معترض مطمئن ہو کر یہ کہتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اب
اطیع ہم سنوں گا اور کہا مانوں گا اسی واقعہ سے قانون الٰہی اور قانون شاہی کا فرق
تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا لیکن مزید اطمینان کے لئے ایک اور واقعہ ذکر کرو فاروق اعظم کے ایک
بیٹے پر یہ تہمت ثابت ہوتی ہے جس سے خزینہ شاہی پر زد آتی تھی فاروق اعظم خود
مجمع جرم کا تشریف لے جاتے ہیں بیٹے کو دست خود سے اٹھا کر کشاں کشاں مجمع
عام میں لاتے ہیں حد شرعی جاری ہوتی ہے [illegible] کی تعداد پوری نہیں
ہوتی ہے جو بیٹا پہلی سے بیتاب ہو کر پوچھتا ہے باپ اور بیٹے کی گفتگو ہے کہ

یا ذیل شعر:

حتی بلغ سبعین فقال یا بنتی — جب ستر برس کے ہوئے تو بیٹی سے کہا۔

سقنی شربۃ من ماء فقال یا بنتی — اے بیٹی تو پانی پلا۔ بیٹی نے عرض کیا۔

ان کان ربك یطعمك لیقیك — اے ابا جان اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھانا دیا ہے

ثم صلی اللہ علیہ وسلم شربۃ — تو آپ نے کھانا کھایا ہوگا۔ پھر آپ نے پانی پیا۔

لا تظمأ بعدھا ابدا یا غلام — پھر آپ نے فرمایا کہ اب تجھے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

اضربہ۔ — اے غلام اس کو مار دے۔

جب بیٹی کی عمر بہت ہی زیادہ ہو گئی تو اس وقت باپ بیٹی میں ہونے والی گفتگو ہوئی ہوا سے بھی سنئے:

حتی بلغ ثمانین فقال یا بنت — جب اسی کو پہنچے تو بیٹی سے کہا۔

السلام علیك — اے بیٹی السلام علیک۔

فقال وعلیك السلام ان رایت — فرمایا وعلیک السلام اے بیٹی اگر

محمدا فاقرئہ منی السلام وقل لہ — تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو میرا سلام کہنا اور

خلفت عمر یقرئ القرآن ولا یقیم الحدود — اپنے خلیفہ عمر کو کہنا وہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور

یا غلام اضربہ۔ — شرعیہ کو قائم کرتا ہے اس کے بعد خود کو کوڑا مارنا۔

اس حدیث کو بیان کیا جائے۔

پہلے واقعہ میں خواتین امیر المومنین پر اعتراض بھی کرتی ہیں اور تعریف بھی کرتی ہیں۔ امیر المومنین کی ذات اور شان کو دیکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے۔ دوسری حدیث جس میں بیٹی نے بیٹی کو ادب سکھایا اور باپ بھی اس کی ایسی تربیت پر

کرنا زبانی بتانے کا یا کیسی دعوت کا تعلیم یافتہ ہیں یہ جیب بھی نہیں ہوتا سعا
خطبہ موقوف کر دیتا ہے۔ رسول علیہ کی مشیت سے صفائی کا گو وجب پیش کر لیتا ہے
اور جب مطمئن بھی ہو جاتا ہے تب خطبہ شروع کرتا ہے پھر یہ بھی دیکھو کہ آئندہ زندگی
میں بھی کہیں اس کا کوئی دھبہ نہ آئے۔

دوسرا قصہ تم نے جو گیری کی ایک عجیب مثال ہے امیر المومنین ہے اگر چاہتا
بیٹے کے لئے کوئی سبب پیدا کر دیتا لیکن نہیں جذبۂ احتساب کی یہ شدت ہے کہ مجرم کو
پوری دینے کی بھی رعایت گوارا نہیں ذرا نظر بلند کیجئے اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے واقعات زندگی کو دیکھئے بنی مخزوم شالیں اس کی تمہیں میں کی ہیں سے فرق مراتب
و بنی کا اور روشن کی تنخ واضح ہو جائے گا محض تبرکاً و تیمناً میں دو واقعوں پر اکتفا
کرتا ہوں جنگ بدر کا موقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی صف جہاد
فی سبیل اللہ کے لئے آراستہ فرما رہے ہیں سواد بن غزیہ صف سے آگے نکلے ہوئے ہیں
آپ کے پیٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر کی نکڑی سے چوکا دے کر فرمایا کہ صف میں
داخل ہو سواد عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مجھے آپ نے تکلیف پہونچائی اس کا عوض
دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتہ مبارک سے اٹھا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں
یہاں فوراً سے سواد شکم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ
میں کہ رسول صاحب اولاد معاف ہو مگر کہ سخت ہے دشمن کی فوج بکثرت پیش نظر ہے
ہو سکتا ہے یہ سب سے مرتبہ شہادت عطا فرمائے تو اس کے بعد میں ایسا ہو لے کہ پہنچو
جو اس کے حبیب کے جسم سے مس ہوا ہے اس کی برکت سے رحمت و مغفرت کی امید ہے
کیا ایک سپاہی اپنے بادشاہ سے معرکۂ جنگ میں ایسا کہنے کی مجال رکھتا ہے کیا ایک

بادشاہ اس طرح حق العباد ادا کرنے پر اس حق و پیغمبر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی ہے اور ہرگز نہیں۔

دوسرا واقعہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ آخری خطبہ ہے جو آپ نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا ضعف کا یہ عالم تھا کہ سر میں درد اس شدت کا تھا کہ پٹی سے سر باندھ دیا گیا ہے اسی حالت میں مسجد نبوی میں تشریف لا کر منبر کو زینت دی اور امت نے اپنے پیغمبر کی آخری وصیت سننے کے لئے جوق در جوق جمع ہو گئی جب مسلمان جمع ہو کر ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ اگر میں کسی کا مارا ہو تو آج وہ شخص اپنا عوض لے لے اگر کسی کو گالی دی ہو تو وہ بھی اپنا عوض پا لے اگر کسی کا قرض ہو تو وہ اپنا مطالبہ پیش کرے حاضرین میں سے ایک شخص تین درہم کا مدعی ہوتا ہے جو علی الفور ادا کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا حقوق العباد کے متعلق اس حد تک لحاظ نہ تھا بلکہ عملاً اسے کر کے دکھا دینا تھا کہ جن احکام الٰہی کو امت تک پہنچا رہے ہیں تو پیغمبر کی زندگی انہیں احکام کی کس قدر تابع و مطیع ہے صلی اللہ علیہ وسلم آگے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دل چاہتا تھا کہ اس مبحث کو اور کھول کر بیان کریں اپنے آقا اپنے ماں باپ پر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھنے کی سعادت حاصل کریں لیکن اس وقت چونکہ مقابلہ مشرکین سے مواصلات کرنے والوں کی بدیت منظور ہے اس لئے اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور لیڈران قوم سے نہایت عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ ایک ریاست اسلامی ہے اور ایک ریاست یورپ دونوں میں فرق آسمان و زمین کا ہے ریاست اسلامی عین دین و مذہب ہے اور ریاست یورپ سراسر کید و حیل۔

ہو دین اقصیٰ ہو سکتا ہے کہ تمہاری تحریک ان کو آپریشن اصول یورپ کے موافق تمہیں کامیابی کا یقین دلاتی ہو لیکن یہ یاد رکھو ہے کہ تم اسے تعلیم دینی و مذہبی قرار دے کر سیاست اسلامی کو خدا بنا رہے ہو ملک گیر اور داعی الی اللہ کا فرق مٹا رہے ہو وہ اصول جسے ایک ملک گیر اپنے دشمن و مقابل کے حق میں روا رکھتا ہے تم اُسے تعلیم قرآن قرار دیتے ہو۔

فقیر کی یہی عاجزانہ التماس ہے کہ مسائل کی صورت مسخ نہ کیجئے شریعت کو یورپ کی پالیسی کا مرادف قرار دے کر اپنے ہاتھوں کا کھلونا نہ بنائیے جو کچھ تمہیں کرنا ہو اُس کو شوق سے کر و رکنے والا کون ہے لیکن خدا کے لئے دین اسلام کو ذبح نہ کرو اپنے عروج اور چند روزہ عزت و وجاہت کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف نہ کرو اسلامی مسائل کو اپنے حرص و آز کا شکار نہ بناؤ۔

جنگ بدر اور فتح مکہ کے واقعات گزر چکے خلافت فاروقی اور عہد نبوت کے بعض حالات بھی پیش کئے جا چکے اس پر بھی اگر تمہیں بادشاہت و نبوت میں فرق نہ معلوم ہو اور تم کو آپریشن و ترک موالات میں تم تمیز نہ کر سکو تو پھر تمہارے ایمان پر انا للہ وانا الیہ راجعون تلاوت کرنا چاہیئے۔

دوستو خدا کے واسطے اپنی جانوں پر رحم کرو اپنے اعمال قبیحہ اقوال کفریہ اور تحریف مسائل شرعیہ سے توبہ کرو ایمان کی حقیقت سمجھو اور اُس کی قدر پہچانو خدمت اسلام کا خدام اسلامیت طریقہ سیکھو مسٹر گاندھی اور ان کے ہندو پارٹی کا جام دلا کب تک پیتے رہو گے دنیا چند ست آخر کار باخدا دندست۔

ایک اور شبہ کا ازالہ اس جگہ ایک یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ تحریکات جب کہ تحت اشارہ شرعیہ نہیں اور وہ امور جنہیں ترک موالات کہا جاتا ہے وہ ہرگز داخل موالات نہیں تو پھر آخر اس کی

کیا وجہ جو یہ تحریک عام ہو گئی ہو۔ ہی ہے۔

اس شبہ کے دو جواب ہیں ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی۔ اجمالی جواب تو یہ ہے کہ اس تحریک میں حکومت و بادشاہت کی پوشش میں جو دینی زندگی اور اسلامی اخلاق سے بیگانہ روشی اور دنیا جس نے ہمارے اندر پیدا کر دی ہے جو حکومت کا سبز باغ لیڈروں نے دکھایا تو اب کے سب اس جوش و خروش سے بڑھے اور جاہلوں کو عالموں پر فساق کو پرہیزگاروں پر مقدم کرنے اور ہمیں لینے کے لئے کب ملا تھا خود بینی و خود رائی کی روح ہے جس نے اس تحریک کو ہوا دے رکھا ہے اس وقت اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود حکومت ہند نے اپنے اندازِ حکمرانی سے ہندوستان میں ایسا مادہ پیدا کر دیا ہے کہ ایک ادنیٰ اشارہ انھیں برانگیختہ کر دینے کے لئے کفایت کر جائے تفصیل اس کی یہ ہے۔

حکومت سے عام گلہ حکومت کے لئے جہاں سیاست کا جزو بہت ضروری ہے وہاں عدالت کا جزو بھی زیادہ اہم و ضروری ہے شروع کے عہد سے جس طرح حکام ہندوستان میں آتے رہے ہیں طرزِ عملداری میں سیاست کا جز اس قدر غالب ہوتا گیا کہ رفتہ رفتہ دولت کا حصہ بہت اور ہر ہندوستانی آخر انسان تھے جب ضبط نگاہ اور ہاتھ سے زیادگی آدمی ہندو ہونے لگی اسی بزم فغاں کا نام کانگریس پنڈال ہے۔

فقدانِ عدالت کی توضیح اس سے ہوتی ہے کہ ہندوستان کی آبادی تقریباً کی ہے تو بہ استثنا بعض پانچ قسموں پر منقسم ہوگی تعلیم یافتہ طبقہ ۔۔۔ زمیندار و کاشتکار تعلیم پانے والوں کو یہ شکایت رہی کہ حقیقی تعلیم نصاب تعلیم اور معیار امتحان کا تعین

کہ یہ نوجوان سندِ فراغ جب ایک ہاتھ میں دبی ہے تو اسی کے ساتھ صحت جسمانی و دماغی بھی
وداعی سلام کرتے ہوئے رخصت ہو جاتی ہے دولت کا ایک کثیر سلسلہ عمر کا بیش بہا زمانہ
تیز کی نذر ہو جاتا ہے اور پھر بھی قابلیت و استعداد سے ذہن نا آشنا رہتے ہیں ہر تاجر
و طبیب کی نظر میں وہ شاگرد عمر کی پابندی ایک بڑا انگیز بند و قید ہے سولہ برس
سے کم عمر والا یہ ڈگری میں شریک نہ ہو جس کی نہ پہنچ ہر جس سے متجاوز ہو جائے اس کے
ہدایت کی نسبت نہ دے کے تیار کیا یہ طریقہ رکھا گیا کہ بجز ذخائر کی مقرری اور پیش کے کسی اور
دماغ کا پیمانہ نہ ہے۔

امتحانات کی سختی کی ایک اور مثال یہ ہے کہ سینٹ پال الٹ آباد میں طالب العلم
داخل ہوتا ہے پچیس سال کا ہوتا ہے لیتا ہے محنت سے تختہ دماغ پر ایسا زور پڑتا ہے کہ دفعتہً
بیمار ہو جاتا ہے سی دیوانی میں دو تین روز زندہ رہ کر مر جاتا ہے اس طرح کا واقعہ مکرر
ہوتا ہے لیکن یونیورسٹی کا ظالم خونخوار دیوتا رحم کی طرف مائل ہوتا نہیں جانتا وہ طالب
جو اپنی آنکھوں کو روبیٹھے یا وہ ڈاکٹری خواں جس کا پھیپھڑا زخمی ہو گیا یا جس ضعف معدہ
سے مرنے گا ہی وہ کالجی میں بیٹھ جاتا ہے اس کا وجود شہر کے ہر محلہ میں موجود ہے تعدد ہمدردی
رکھنے والے پائے جاتے ہیں لیکن ان کی آواز کی شنوائی نہیں ہوتی۔

نصاب تعلیم ایسا بنا جاتا ہے جس کا پڑھنا دشوار یا ناممکن ہو نہ یہ تعلیم میں ذہانت
پیدا کی جاتی ہے جس سے طالب علم میں صحیح استعداد و قابلیت پیدا ہو نہ بہت امتحان لیا
تیز بہت سی مشقتوں کی صحت کو اس غریب ہونہار طالب علم کا جب یہ بیاد
ہو تو چھ تیار ہو جاتا ہے یہ ہر ہو جاتا ہے جس کے جس غریب نے
یونیورسٹی کے دعوت تعلیم سے فراغت پائی تو اس نے ملازمت کی ساری ابتدائی شروع

ن بھی نہیں سمجھتی فکر میں رہتے ہوئے جب ہی وہ [illegible]
مالت میں گزرنے لگے۔ زمینیں بہت زیادہ [illegible]
لیکن باوجود انتظام میں سہولت زیادہ کفایت نہیں کرتی [illegible]
اس کے کہ ہمارا دن کچہری میں صرف ہو کچھ بھی خیال کے وقت [illegible]
وراثت کے عوض پراثاث کے ساتھ زیادہ ریزنی و دماغ سوزی ہو [illegible]
ہے کہ وہ آدمیوں کا کام ایک کو انجام دینا پڑتا ہے [illegible]
ستی ہے رشوت ستانی اور خاص اخلاق کی بھی تگدستی بنیاد ہے [illegible]
اور شامل کر لیجئے کہ اعلیٰ عہدہ و منصب اور ایسے امتحانات [illegible]
کا استحقاق ہو ہندستان اور ہندوستانیوں کے لئے ممنوع ہو [illegible]
ایسی صورت میں ملازم پیشہ اپنے سینہ میں دہشت کہاں سے رکھے۔

(۴) زمینداروں کا یہ حال ہے کہ قانون کی بندشوں میں ایسے جکڑ دیئے گئے ہیں کہ
کاشتکاروں سے کچھ وصول نہیں کر سکتے۔ رعایا کہ ہم پر کبھی آتی ہے اس کی تعمیل
ہم سب تحصیلدار کلکٹر اور بھی زمینداروں کو پیشہ ور قرار دیتے ہیں تعمیل کو سہولت
بندوبست دوام ہے وہاں کر لیجئے جہاں زمینداروں کا پیشہ ور ہونا ثابت ہو۔

قانون ایسے پرچے بنائے کہ کاشتکار زمیندار سے [illegible]
رہے کچہریوں کی سہولت دلائے زمینداروں اور کاشتکاروں [illegible]
اسی تناسخ کا نتیجہ ہے۔ زمانہ کا انقلاب اور رعایا میں [illegible]
حکومت بنیادی پالیسی ہے [illegible]
کو بدون بندوبست کیا ہے۔

معاوضہ زیں روزمرہ کے معاملات میں ہندوستانیوں سے ایسا ذلیل و خوار برتاؤ کیا جاتا ہے کہ بندہ بے غیرت جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے وہ اجتماع جس کی غایت ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونا ہے اس میں بھی تلخی زیست کی ایسی ہوتی کہ لقمہ گلوگیر ہو جاتا ہے وہ سفر جس میں ہر ایک مسافر کی حیثیت مساویانہ ہوتی ہے وہاں بھی تضحیک و توہین کا عمل بکثرت پیش آیا کیا غرض جناب ذب قایم رکھنے کے لئے اس افراط سے کام لیا گیا کہ میو ملین کی ہر ادا اس کا بلیغ درس دیتی تھی کہ تب ہندوستانی ہو تو پھر تمہیں قالب بیجان ہو کر میری غلامی کرتے زندہ رہنا چاہیئے یہ تسلیم کہ تم نے یونیورسٹی کی سند حاصل کر لی انگلینڈ بھی ہو آئے بیرسٹری کی پریکٹس و دیگر علمی سندیں بھی یورپ کی یونیورسٹیوں سے حاصل کر لیں لیکن آخر ہو تو ہندوستانی نسل پنے احساسات و جذبات کا ہمارے سامنے نام لینا جرم عظیم سمجھو و یہاں تک کے بلا قطع نظر دیگر حالات صرف ریزیڈنٹ صاحبوں کے غیرت سوز و توہین ہی ہوشگواری کے منقطع کر دینے کے لئے کافی تھے یہ حالات و واقعات ایسے نہ تھے جو عام بے چینی پیدا کئے بغیر رہ سکتے۔ جب ضبط کا یارا نہ رہا تو کانگریس میں ریزولیشن پاس ہونے لگے اور ہندو اخبارات اس کی تائید و نشر میں معین و مددگار ہوئے اگرچہ چشم نمائی کا سلسلہ مسلسل جاری رہا لیکن کانگریس کی الاپ بڑھتی ہی گئی واقعہ پنجاب سے نوبت یہاں تک ہو چکی کہ نہیں یا مرد ہی نہیں۔

مسلمانوں کا مخصوص گروہ | اگرچہ بعض ایسی تھیں جن میں ہندو اور مسلمان دونوں قومیں بحیثیت مساوی ذمہ دار ہوں گی تھیں لیکن مسلمانوں کی انفرادی کے وجود کو ان سے مادرا بھی ہیں۔

جب ہندوؤں نے کانگریس قایم کی گورنمنٹ کو نقصان اس کے خلاف تھا مسلمانوں نے گورنمنٹ کا ساتھ دیا و نہایت زور و قوت سے کانگریس کی مخالفت کی جس کا یہ اثر تھا کہ

کانگریس کا پنڈال ہمیشہ مسلمانوں سے خالی رہتا ہے۔

(۲) گورنمنٹ نے تحفظ ہند وغیرہ کے نام سے جب قوانین وضع کئے ہندوؤں نے مخالفت کی مسلمانوں نے گورنمنٹ کی تائید میں اپنی آوازیں بلند کیں ہندوؤں نے قانون کی سختی سے دوڑ سے جس کے دل میں چور ہو قانون خاموشی سے اپنے گھر میں رہو آں را کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک۔

(۳) گورنمنٹ نے قانون مطابع پاس کیا ہندوؤں نے مخالفت کی مسلمانوں نے بھی تائید ہی کی لیکن ان سارے موافقات و تائید کا صلہ یہ تھا کہ نیازات ان کے ذریعہ سے مدیران کے قید ہوئے ضمانتیں ان کی ضبط کی گئیں حقوق طبع میں یہ پہلی پابندی تھی۔

(۴) ان سب سے بڑھکر مسجد کانپور کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں کی مذہبی توہین کانگریسی صاحب اپنے نام سے ایک ٹرسٹ بنانا چاہتے ہیں اس کے واسطے مسلمانوں کی مسجد شہید کردی جاتی ہے۔

مسلمانان ہند نے اپنی فریاد لندن تک پہنچائی لیکن مسٹر صاحب کے کانوں پر جوں نہ رینگی جو مسلمانوں کی فریاد کی شنوائی ہوتی یہ معاویہ کس زور کے ساتھ ہوا اور اس نے کیا پیدا کیا اس کے لئے صفحات تاریخ میں سے اس واقعہ کو پڑھ لیجئے۔

جامع مسجد دمشق کے متصل ایک گرجا تھا جس کا رقبہ جتنا ہے اس زمانہ میں یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ گرجا مسجد میں شامل کرلیا جائے اور عیسائیوں سے طلب کیا اور یہ پیشکش منوانے کی ضرورت تھی نہ کی گئی۔

عبدالملک بن مروان نے اس ضرورت کو اپنے خاص پیرایہ میں پیش کرنا چاہا درخواست کے ساتھ روپیہ بھی ان کے سامنے پیش کیا لیکن عیسائی پھر بھی راضی نہ ہوئے ضرورت

منسوخ کر دی گئی۔

جب ولید کا زمانہ آیا اس نے بھی زبردستی پیش کیا اور گرجا عیسائیوں سے طلب کیا لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ ولید نے غصہ میں جھلا کر کہا کہ اگر بزور لے لوں تو کیا کرو گے عیسائی بولے کہ جو شخص گرجا توڑتا ہے وہ پاگل یا کوڑھی ہو جاتا ہے۔ اب ولید کا غصہ اور بڑھا اور کہا کہ میں تو ضرور توڑوں گا۔ عیسائیوں نے کہا کہ اچھا ہم تین دن کی مہلت دیتے ہیں اس عرصہ میں تم اپنے مذہب کے بڑے عالم کو بلا لو۔ ولید نے کہا کہ اچھا۔ عیسائیوں نے اپنے مذہب کے بڑے عالم کو بلایا۔ وہ آیا اور گرجا کے اندر گیا۔ ولید نے کہا کہ ہمارا گرجا زبردستی چھین کر شامل مسجد کر دیا گیا ہے تحقیقات ہوئی واقعہ صحیح ثابت ہوا حکم ہوا کہ اس حصہ مسجد کا توڑ دیا جائے۔

مسلمان بیتاب ہوئے کہ جس زمین پر برسوں اذاں پکاری نمازیں پڑھیں اب وہ غیر ہو جاتی ہے لیکن بیتاب ہو کر کیا کر سکتے تھے جب کہ امیر المومنین کا حکم نافذ ہو چکا تھا۔ نمازیں عیسائیوں کی خوشامدیں کیں اور غولہ سے کل گرجے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے۔ جب عیسائیوں کو دیدیئے تب عیسائی راضی ہوئے اور مسجد قایم رہی۔

جس وقت سے گرجا مسجد کی وسیع و مستوی بنائی گئی عیسائی اسکو اسلامی مسجد سمجھتے تھے اس کی صفائی اور پاکی میں کسی طرح کا کوئی دقیقہ نہیں آتا تھا مگر صرف اس خیال سے کہ عیسائیوں پر زبردستی نہ ہونے پائے دو بادشاہوں نے اپنی خوشگواری طلب کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ عیسائیوں کی دل آزاری روا نہ رکھی۔ ولید نے بیتاب قبضہ تو لیا لیکن یہ خیال سے کہ کلیسا رہا تھا جس سے اتنا کا خطہ دنیا میں جب زمانہ عمر بن عبدالعزیز کا آیا تو نہایت انصاف سے عیسائیوں کے حق میں فیصلہ صادر کیا گیا۔ ملٹن اور ان کے حامی

ی واقعہ کی طرف نظر کریں اور یقین کر دہ قوم ہیں کی مسجد شہید کی جاتی ہے اس نے اپنے ایام سلطنت میں ایسا یوں کے ساتھ کیا کیا تھا اور آج اس کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے کہ کبھی مسلمانوں کی قوم بھی طاقت و قوت رکھتی تھی ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ سارا یورپ اس کے چشم و ابرو کے اشارہ پر چلنے کے لئے کمربستہ و آمادہ تھا بہت بڑی بڑی عیسائی سلطنتوں کی رعایا بن کر صدیوں تک زندگی بسر کرتی رہی ہے آج اس قوم کے بے شمار احسانوں کا اگر عوض آپ ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم اس سے تحفۃً بخشش سے تو نہ بنائیے۔

بیشک مسٹن روڈ بن کر تیار ہو گئی اور مسٹن صاحب کو اس کی خوشی بھی ہوئی یہ سڑک کے نام کی ایک سڑک یادگار رہی لیکن یہ یاد رہے کہ اس سڑک کا نام جب تک باقی ہے شہید مسجد ہر اس سڑک سے گزرنے والے کو آپ کی بیداد اور اپنی مظلومیت و شہادت یاد دلاتی رہے گی۔

حیف صد حیف سڑک کی وسعت دیکھی گئی لیکن مسلمانوں کی تنگ دلی کا خیال نہ کیا گیا سو سڑکیں تنگ ہوں لیکن رعایا کا دل جب کشادہ ہے تو کیا مضائقہ۔

سڑک پیچ در پیچ خم در خم ہو مگر رعایا کے قلوب درد و بغض سے مستقیم ہوں تو خلاف حکومت و فرمان روائی ہے آپ نے سڑک سیدھی بنائی لیکن قلوب منحرف ہو گئے آپ نے سڑک میں وسعت پیدا کی لیکن قلوب تنگ ہو گئے۔

اس واقعہ نے مسلمانوں کو بہت ہی مایوس کر دیا تھا لیکن پھر بھی غیظ و تحمل سے کام لیتے رہے نتیجہ دو سال مسلمانوں کی برداشت نہیں اس نے خون کو جوش پیدا کر دیا اگر یہ مسلمانوں نے کیا ہوتا تو اب تک کہاں پہنچ گیا ہوتا کسی فضی دنیوی ترقی سے قطع نظر ہم ایک مخالطہ آمیز صورت بنام مخلص آپ کی پیش کر دی کہ غور یہ ہے کہ مسجد کا حصہ محفوظ

ہوگیا اور مسٹر صاحب کی منصوبہ پوری ہوگئی۔

قیدی رہا کر دیئے گئے اور اس مسرت میں بڑی شاندار گارڈن پارٹی مسلمانوں کی طرف سے آراستہ کی گئی۔ عالم صاحب فتوے دے کر انگریزوں کے منظورِ نظر ہوئے اور بشپ صاحب سی ہزز کی تعلیم لے کر کامیاب واپس ہوگئے افسوس اس کا ہے کہ عالم صاحب کو بجز یک گونہ خوشنودی مسٹر صاحب کی جناب سے اور کچھ نصیب نہ ہوا لیکن اصل حقیقت اب تک چھپی ہوئی تھی جس نے مسلمانوں پر کھل کر دی۔

(۱۰) نہ وہ بڑا مرزہ کر دینے والے واقعات ہندوستان میں ہو ہی رہے تھے جو خلافت کے متعلق لائڈ جارج وزیر انگلستان نے اپنا فیصلہ شائع کیا اس فیصلے نے کھلے لفظوں میں یہ بتا دیا کہ نہ صرف ہندوستان کے مسلمان بلکہ پوری قوم مسلم خواہ وہ کسی سرزمین میں بستی ہو وزیر انگلستان کے خیال میں ایک سردرد ہے جسے یہ چند خاک کر دینا چاہتے ہیں

مسئلہ خلافت مسلمانوں کی بدنصیبی کی سب سے زیادہ قوی علت اُن کی یہی مذہبی ذمہ داری ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ اس کی کچھ تفصیل کر دی جائے تاکہ عام اسلامی کے نہ مٹنے والے اضطراب کی حقیقی علت معلوم ہو جائے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات کو حق سبحانہ نے خاتم النبیین فرما کر ہمیشہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا اب یہ امر قطعی ہے کہ کوئی دوسرا نبی یا رسول ہو سکتا نہ شریعت محمدی کو خاتمہ شریعت اور ہر پہلو سے کامل و تمام فرما کر اس سے آگاہ کر دیا کہ قیامت تک یہی شریعت قائم رہے گی کسی نئی شریعت کا نزول نہ ہوگا۔

پس ایک ایسی شریعت جسے قیامت تک دنیا میں قائم رہنا تھا اس کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ اس خاکدان عالم میں جہاں فرزند آدم بستے ہیں نہ کہ ملک و فرشتہ

اس کی حفاظت اس طرح کی جائے کہ مذہب کا بازو سیاست سے قوی کر دیا جائے۔

یہ ایک حقیقت واقعی ہے کہ جو مذہب اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ دنیا میں زندگی کے لئے طاقت دائمی نہیں رکھتا اس کا وجود محض حادثات زمانہ سے متاثر ہونے والے خیال سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا۔ وہ ہاتھ جس میں الہامی کتاب ہو خنجر بھی نظر آنا چاہیے اسی وقت ہوگا جب کہ دوسرے ہاتھ میں خونخوار شمشیر بھی نظر آتی ہو مذہب جو پاکیزہ سے پاکیزہ تر اخلاق کی ہمیں تعلیم بھی دیتا ہے۔ وہی مجرم کو تائب ہونے پر بعد تنبیہ سے سہ باب عفو بھی کرتا ہے اس کی تبلیغ کے لیے ہمیں دو سیف و سنان ہمیشہ تیز بن کر حمایت و حفاظت میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں قلب سلیم کے لئے تذکیر و موعظت ہے اور مفسدین و اعداء کے لئے تیغ جوہر دار ؎

آں کہ میگوید آں بہتر ز حسن

یار ما ایں دارد و آں نیز ہم

اسلام کے محفوظ و مامون رہنے کے لئے تین اصول قرار دیئے گئے پہلا اصل یہ تھا کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز ہو۔ چاہیئے دوسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام کا ایک امیر ہونا چاہیئے تیسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام پر ایسی قوت مجتمع رہے کہ کوئی بد اندیش نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرے۔

حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مرکز سواد قرار پائے جزیرۃ العرب کے شمول سے مرکزی مقام کا استحفاظ تصرف انیرے دور کر دیا نیز ذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام مرکزی کے امیر تو مسلمانوں کے ہر قسم کی حاجتوں کا روا و بجا سارے کلمہ گو مسلمان مرکزی مقام اور امیر مرکز کے خادم و مطیع

قرار پائے۔

کتب احادیث و سیر کے جاننے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ شریعت کی روشنی اسی ذات پاک سے تھی تزکیہ نفس اسی روح پرور کے انفاس قدسیہ سے تھا میدانِ جنگ میں وہ سپہ سالار تھا انتظامات ملکی میں ایک بڑا مدبر سلطان تھا نزاعات باہمی و مناقشات کے فیصلہ میں ایک بے نظیر حاکم عادل تھا۔

غرض کہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت و حاجت ایسی نہ تھی جس میں بجز اپنے پیغمبر کے کسی اور طرف وہ متوجہ ہوتے جب یہ مجمع الانوار عہد ختم ہو گیا اور پیغمبر نے اپنی اُمت سے پردہ کیا تو تعلیم گاہ نبوت کے ارشد تلامذہ یعنی خلفاء اربعہ کا زمانہ نوبت بہ نوبت اسی جامعیت کے ساتھ اُمت محمدی کی نگہبانی کرتا رہا۔

ہاں جب بنو اُمیہ کا عہد آیا تو اُس وقت بارگاہِ خلافت میں یہ جامعیت باقی نہ رہی معاش خلیفہ کی بارگاہ میں لے جانا معاویہ کا اہل بیت کے آستانوں پر حاضر کرتا تھا اور مسائل شرعیہ کے لئے محدثین و فقہا کا حلقہ درس تھا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفۃ المسلمین کی اطاعت و خدمت اُس وقت ہی ائمہ دین و عامۂ مسلمین سے اپنے اوپر واجب ہی سمجھی جس وقت کہ بارگاہ خلافت سے جامعیت مٹ چکی تھی اس کے وجود و دوام میں نے دیکھنے کا شوق ہو وہ نقیہ کا رسالہ الباب الحادی عشر کیف اس مقام پر محض عاملہ سنوحیہ تحریر کرنے کے لئے اس قدر کہہ دینا ضرور تھا کہ دو شعبہ اسلامی جس کے سایہ میں بیٹھکر علماء فقہ و حدیث کا درس دیتے صوفیہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کی تعلیم فرماتے اُس کا قیام و باقی رکھنا جملہ مسلمانان عالم پر فرض کفایہ ہے۔

سلطنت ترکی اس وقت تک مسلمانان عالم کی طرف سے حرمین شریفین کے
انتظامات سے متعلق تھے اور اگرچہ حرمین کی خدمت فخر کی چیز ہے سلطنت
ترکی نے اسے اپنے ذمہ لے لیا تھا اور دنیا اپنے قلب دین و ایمان کی تجدید
تزئین میں مصروف تھی لیکن سلطنت عثمانیہ کو جو اولیت حاصل تھی وہ اس کی
خدمت میں مشغول تھا۔

حرمین شریفین کا انتظام ان مقامات کی تحسین و تزئین فرائض کو ادا کرنے والے
موذنین و مفتیان دین متین کی خدمت حکام مسلمانان نظامی کو حقہ و تحفہ و سب سے
بڑھ کر سلطانی سے ادا ہوتا رہا غلاف خانہ کعبہ کی تیاری اور اس خدمت رسول کے دیکھنے کی
سعادت اسی کو نصیب ہوتی رہی خلیفۃ المسلمین نے حرمین کبھی کوتاہی کی نہ کبھی مسلمانوں کی طرف
استمداد کا ہاتھ بڑھایا سلطان کے دل و دولت کو اس سے نہیں کسے چھوڑا تھا جس نے
خدمت حرمین شریفین فرض کفایہ ہے اسی طرح اس کی محافظت بھی فرض کفایہ ہے
اس وقت کہ خلافت خزانہ کو تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں کوئی بتلائے کہ بجز خلیفۃ المسلمین کے
کس نے مرکزی مقام کی حفاظت میں پانچوں بیدریغ دیا ہے خلیفۃ المسلمین نے حفاظت
کی خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مسلمانان عالم کو اس فرض سے سبکدوش کر دیا ہے
لئے راحت رسان مکانوں میں عیش کی فرصت تھی لیکن اس کے لئے میدان جنگ تھا
دشمنوں کا مقابلہ خدا کی قدرت اور اسباب زمانہ کے تحت میں مدافعت سے
ہٹ گئے ہیں لیکن اس وقت کی مدافعت کا کیا کہنا ہے کہ ہر ایک کو اپنی جان کی پروا نہ تھی
نوجوان مظلومین کو دامن عفو و رحمت دے چکے تھے اور ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں
لیکن آپ کی آنکھیں اور بند دلوں کی آنکھیں کھلی تھیں اور ان کے ساتھ ہی وہ جب کے

دردِ دل تو نے کی صدیوں سے فرصت نہ تھی ہم نرم بستر اور گرم لحاف میں لپٹ کر راحت کے مزے لوٹتے لیکن وہ تھے کہ خاک و خون میں برابر تڑپتے رہے چھ سو برس سے خدمت خانۂ مسلمانوں کے گوناگوں خدمات اسلامیہ کی ضامن و کفیل تھی۔

پیادہ و فوج کی پرسش داری اور جہاد کی علم برداری رفادہ حجاج کے کھانے کا انتظام سقایہ حجاج کے پانی کی سبیل یہ جملہ امور بارگاہ خلافت ہی سے سرانجام پاتے تھے آج اس کی ہستی فنا کر دی گئی مسلمانوں کا ایسا محسن مٹا دیا گیا آستانہ نبوت کے خادم کا گلا گھونٹ دیا گیا پھر مسلمان بے چین نہ ہوں تو کیا ہوں۔

کسی کا جگر ٹکڑے کر دیا جائے قلب پاش پاش کر دیا جائے جسم ریزہ ریزہ کر دیا جائے اور پھر اس سے یہ پوچھا جائے کہ تو تڑپتا کیوں ہے یہ عجیب بیرحمانہ اور حیرت انگیز طرز کلام ہے۔

فرض کر لیجئے کہ اس وقت مسلمان بے حیائی اور بیدردی کے مجسمہ بن جائیں اور سب کے سب خاموش و ساکت ہو جائیں تو اس سے صورت واقعہ اور نفس مسئلہ کیوں کر بدل جائے گا اگر فرد فرد داخل کرکین وغیرہ گل پرمل دی جائے اور پھر دار دے بیہوشی کی دوائی مہیا کر دی جائے اس کے بعد اس کا گلا کاٹ دیا جائے سر تن سے جدا کر دیا جائے تو بیشک مقتول نہ واویلا کرے گا نہ تڑپے گا لیکن اس کے سر بریدہ ہونے سے انکار کیوں کر کیا جائے گا۔

یہ مسئلہ ابھی کہہ چکا ہوں کہ مقامات مقدسہ کی خدمت اور حفاظت دونوں مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب اس کا خادم و نگہبان نہ رہا تو یہ فرض اب سارے مسلمانان عالم کی گردن پر ہے جب تک وہ اس انجام نہ دیں گے اس فرض کا مطالبہ برابر ان سے تقاضی رہے گا یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک دل اور تن آسانی و تن پروری کے اعذار بارہ

پیش کر کے اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

یہ مسئلہ بالکل قطعی ہے کہ نصب امامت پر واجب ہونے میں تو اختلاف پایا جاتا ہے لیکن نصب امام کے واجب ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ قوت دفاعی اُس کا ہمہ وقت موجود رکھنا فرض ہے اس سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

اسی جگہ ایک اور مسئلہ بھی سمجھ لینا چاہیے خلافت بمعنی نیابت نبی ہے امامت کہ جس کے بعد امام حسن علیہ السلام حضرت عمر بن عبدالعزیز میں پائی گئی ان نفوس قدسیہ کے سوا جس قدر خلفا بنو امیہ یا بنو عباس میں گزرے ان میں سے کسی کی بھی خلافت امامت کے معنی میں نہ تھی یہ سب اسلام کے قوت دفاعی تھے انھیں خلیفہ جو کہا جاتا تھا اس کی وجہ ضروری سمجھی جاتی تھی وہ محض اسی وجہ سے کہ شیر اسلامی کے یہ محافظ تھے اور حرمین شریفین کے خادم مرکزی مقام کی سیادت اور خدمت و حفاظت ان سے متعلق تھی جب خلفائے بنو امیہ کا عہد تمام ہو گیا اور یہ نعمت بسعادت خاندان عثمان میں آئی تو سب مسلمانوں پر ان کی اطاعت واجب ہوئی یہ مسئلہ نہ تو اجتہادی ہے نہ اس میں فن و اخبار کی گنجائش ہے بلکہ یہ قطعی و یقینی اور ضروریات دین میں سے ہے کہ مسلمانوں پر حرمین شریفین کی حفاظت فرض ہے اور ایسی قوت کا قائم رکھنا جو اعداء اسلام کو ان مقامات مقدسہ سے دفع کر سکے یہ بھی فرض ہے اس سے انکار کرنے والے کا وہی حکم جو فرضیت نماز کے منکر کا ہے خلافت عثمانیہ بمعنی امامت کبریٰ نہ سہی لیکن قوت دفاعیہ ہونے میں کسی امر کا شک نہیں جنگ یورپ سے جب کہ اسلام کی قوت دفاعی کو فنا کر دیا تو اب مسلمانوں پر یہ فرض ہو گیا کہ اُس قوت کو وہ پیدا کریں انگلستان کے وزیر اعظم اور اس کے حواریوں کو یہ ہرگز بھولنا نہ چاہیے کہ یہ وہ فرض ہے جو ادا ہو کر رہے گا۔

یہ فرض نہیں جو کسی خاص خطہ پر بسنے والے مسلمانوں ہی کا فرض ہو اور جسے
خود ہی سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر کے یہ تحریک عالم اسلامی میں پیدا کر دی کہ جو
مسلمان جہاں کہیں بھی ہے اپنے اس فرض کے ادائیگی کے لئے آمادہ ہو جائے۔

(۲) انجام دہندہ موجودہ نسل مسلمانوں کی سے انجام دہی بالقادر مطلق کسی اور
قوم کو دین اسلام میں بڑی خدمت کی سعادت بخشی یا آئندہ آنے والی نسل اس
برکت کی حاصل کرنے والی ہو یہ ایسا فرض نہیں جسے مسلمان بھول جائیں یا ان کا سبب
نہیں ہونے دے رکھ بچ یہ دل کا غبار جو اس کی تیس اس وقت تک بیتاب
کئے گی جب تک یہ کانٹا نکل نہ جائے۔

(۳) مسلمانوں کے مذہب نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان
کو ناحق قتل کرے تو یہ ایک بڑا گناہ ہوگا کہ اس سے بڑا گناہ صرف کفر ہی ہے لیکن
یہ قتل جب کہ اس وجہ سے عمل میں آئے کہ کسی قوم کا کافر کا غلبہ مقصود ہو اور مسلمانوں
کے مقبوضات کو محروسات کفار میں شامل کرنا منظور ہو تو یہ نہ صرف گناہ ہے بلکہ کفر ہے
ایک مسلمان جب کہ کسی مسلمان کی زمین لیلے یا اس کے ملک پر فوج کشی کرے تو یہ
جرم عظیم ہے لیکن مسلمان سے چھین کر کافر کو متصرف کر دینا نہ صرف ایک مسلمان کی
حق تلفی ہے بلکہ حقوق مذہب کا اتلاف ہے اسلام کے تصرف سے نکالنا ہے یہ دین کا
ایسا حصہ ہے کہ جس کا منکر بین طور کلام پاک میں موجود ہے یعنی صفحات
بلاد جب کہ خلافت سے بڑے جنگ ہوئی تو مسلمانوں سے یہ فرض کے نام سے
یہ نہیں فتح میں بھرتی کیا وہ مقدسات مطہرہ میں سے ہے اس پاک سرزمین کو جب تاتاری
وحشیوں کو جو خلافت کے جان نثار تھے ان کے ہاتھوں سے قتل کرایا گیا۔

مسلمان ہیں جو سرکار کی نوکری سے فارغ ہو جانے کے بعد بھی اپنے
وہ ان کی جماعت مقامات متعدد پر جنگ کے لئے تیار ہوتی تھی
ہیں آ گئی تھی لیکن انھیں مرد و عورت سمجھ کر ان سے
گئی یہ اندوہناک خبر ہر فوجی فرد کے دل پر لگی۔

(۸) سلطنت بہادر نے فتح کی خبر سن کر بیش قیمت پوشاکیں بھیجی تھیں
مہاراجہ سرکاری نے اپنی افواج کا کمانڈر بنا کر سلطان کو بھیجا تھا
چراغاں جلوس نکالا ہوا پھاڑیں چڑھائیں اور ہر طرف خیر و عافیت
اخبارات میں یہ واقعات آتے رہتے لیکن کسی خبر میں سے یہ
نہیں کیا۔

بہادر بادشاہ کو خوشی سے خوش ہوتا دیکھ کر
بہت خوشی ہوئی کہ مسلمانوں کے لئے
سے اگر انھوں نے فائدہ نہیں کیا تو
لیکن انھیں اپنی جواب پر
تھا اب وہ

(۹) ایک
لئے مقامات
جو اس سے

جلد ہو

[illegible] کہ یہ جنگ [illegible] قول و عہد کو پورا اور [illegible] ثابت
[illegible] کے لیے ہو گی کہ [illegible] جنگ میں [illegible] مقامات مقدسہ
[illegible] کی [illegible] طرح [illegible] کی گئی کہ اس سے زیادہ تکرار کسی
[illegible] کے [illegible] نہیں کی ہے لیکن جنگ کے بعد جگر خراش کلمات کہے
گئے اور [illegible] نے خلافت کے مکروہ [illegible] میں پیوند کر لیے
[illegible] جو [illegible] اور [illegible] اضطراب نہ پیدا ہو جائیں وہی تعجب ہے۔

[illegible] مواعید کے [illegible] سے پیام و زیارت کر آئے خود ہندوستان کے
[illegible] نے ہر جگہ مسلمانوں کا مجمع کیا اور یقین دلایا کہ اس وقت
[illegible] ہو چکی ہے جب ختم ہو جائے گی تو فیصلہ کے وقت خلافت کا اقتدار اور اس کی
قوت عملی خاطر [illegible] جائے گی لیکن آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ ناقابل فراموش بیرحمی
[illegible] اقتدار کی خود اپنی نظیر ہے۔

[illegible] یہ کہنا کہ [illegible] خلافت جب کہ فاتحانہ حیثیت سے حاصل کیے
گئے تو [illegible] کی [illegible] کیوں کی جائے یہ عجب طرز استدلال ہے۔

کیا مسلمان ہندوستان [illegible] اقتضا اس وقت ہوتا جب کہ ترک
[illegible] فاتح ہو کر [illegible] خورد و قوم کا فتح و مفتوح کو ملک واپس کر دینا
[illegible] کیا [illegible] سمجھ سکتا ہے۔

[illegible] یہ [illegible] ہے کہ [illegible] کی [illegible] ہے کہ اس جنگ میں [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس کے جواب میں ہز ہائنس نے فرمایا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے
دیجئے کا وعدہ تو آپ کا ہے آپ کے ہر قول و فعل میں
وغیرہ کا اُن کے وعدہ بھی آپ ہی کی زبان سے ہو چکا ہے آپ
کریں دوسروں سے آپ کو کیا غرض۔

لائڈ جارج: اس سوال کی اجازت دیجئے کہ ہندوستانیوں نے
کیا تھا یا دیگر اقوام یورپ کے مقابلہ میں کیا تھا ہندوستانی آپ کے
طرف سے گلا کٹانے گئے تھے یہ فرانس اور دوسرے
اُس پر فتن زمانے میں مسلمان ہند کی خاموش اطاعت نے آپ کے
ہند کو آپ کے قبضہ میں برقرار رکھا یا اس اطاعت گزاری سے فرانس اور دوسرے
محفوظ رکھا گیا۔

اگر ان سب فرمانبرداریوں کا یہی صلہ ہے کہ سات کروڑ مسلمانوں کی
امتحاس اس حق قدموں سے ٹھکرا دی جائے تو پھر اس ہنگامہ کی ذمہ داری آپ پر ہے
نہ کہ کسی اور پر۔

آخر میں اس بات کی اجازت اور چاہتا ہوں کہ اس وقت تو خلافت کے بارے
جرم میں ہم مبتلا کر دیئے گئے کہ سلطنت خلافیہ نے
شامل و شریک کیا گیا تھا اس مصیبت سے ہم بیگانہ ہوتے تھے
نوازش ہوتی کہ ہم بھی کسی طرح اس سے بچ جاتے۔

ہز ہائنس نے فرمایا کہ اس وقت میں نے آپ کو
آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آپ نے

یہاں سے نہ کسی دشمن چنگیز کی غازی اولاد پاش سے تعلق پیدا کر اسلام کا ایمان
جملہ غصب کر دیا اس وقت کون تھا جو یونان کا دست دباز و بنا جس نے ترکوں کو فتح
کے بڑھتے ہوئے ملک سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔

محمد بن قاسم تیشہ تناسخ ملت کا مسئلہ یہی حکم دیتا ہے کہ قوی کی ہستی ضعیف کو
مٹانے سے قائم رہتی مسلمانوں نے توحید و خدا پرستی کی طاقت و قوت کی قدر نہ جانی آخر کمزور
دلوں ہو کر نمونہ عبرت و بصیرت ہو گئے یہ اپنی شامت اعمال اور سوء اعتقاد کا نتیجہ
ہے جو سامنے ہے یہ زحمت کیوں اٹھاتے ہو جو اپنے فیصلہ کو اخلاق و انصاف
کا مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہو۔

اضطراب و بے چینی کے ایسے واقعات جو بہت ہی اجلی و روشن ہیں انھیں ہم نے
اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اب گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ رعایا کی بے چینی جس طرح
چاہے دفع کرے مسلمانوں کے مذہب کا یہ نہایت سچا اور مستحکم مسئلہ ہے کہ مسلمان پر اس حصہ
زمین پر جہاں ہو سکتا ہے جہاں ارکان دینی میں مزاحمت نہ کی جائے لیکن مرکزی مقام کا
کسی کے نفوذ و تسلط پر چھوڑ دینا مسلمانوں کے لئے ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ جس کا کفارہ نہیں
اس جگہ کے لئے صرف اسی قدر کافی نہیں کہ ہم وہاں ارکان مذہبی بجا لاتے اور ادا
کرتے ہیں بلکہ اس کو اس حیثیت میں ہونا چاہیے کہ اگر بالفرض کوئی طاقت اس مقام پر
قبضہ و تسلط بھی ہونا چاہے تو مزاحمت اس کے تسلط و سطوت و ارکان سے خارج ہو
مرکزی مقام پر مسلمانوں کی ایسی قوت ہر وقت مجتمع و تیار رہنا چاہیے کہ دینی و مذہبی
ارکان کی تعمیل بزور و قوت ہوتی رہے نہ کسی کی عنایت و رعایت کے تحت میں ہو اس
کے ساتھ خطبہ کی پختگی اور صحیح تصور پیدا کرنے کے بعد مسلمانان ہندوستان کو بتانا ہے

کیا گیا موالات کی تحقیق و تشریح جو کچھ بیان کی گئی اس سے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کون سے تعلقات و روابط ہیں جنہیں گورنمنٹ سے ہر مسلمان کو خواہ وہ فریق محارب بھی ہے، پیدا کرنا یا باقی رکھنا جائز ہے اور کن سے تعلقات و قطع کرنا واجب۔

مقاطعہ کی تحقیق بھی گزر چکی بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت کر دیا گیا کہ یہ ہرگز داخل موالات نہیں اپنے فریق محارب کے ساتھ جو خانہ کعبہ پر قبضہ کئے مسلمانوں کو عمرہ و حج ادا کرنے سے مانع آتے تھے بیت اللہ کو صنم خانہ بنائے ہوئے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقاطعہ جاری نہ رکھا اور عمر مقاطعہ سے ان پر غلبہ پانے کی کوشش نہ فرمائی تو اب کسی کا یہ کہنا کہ یہ قرن کا محبوب اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے یہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ ہندو اور انگریز حکومت مسلمانوں پر ہے تو وہ چیز جو مسلمانوں کو دشمن اسلام پر غلبہ عطا کرے وہ قیام مقاطعہ جاری ہونا اور دینا ہے مگر خاموش مقابلہ دشمن سے مقابلہ کے وقت بہت سے مسائل کی صورت متغیر ہو جاتی ہے مثلاً جاسوسی اگرچہ قابل شرعاً مذموم ہے لیکن فریق محارب کے مقابلہ میں جاسوس فکر کرنا ان کے مرائر و تغیرات کا پتہ لگانا مستحسن و ضروریات جنگ میں سے ہے۔

فریق محارب پر بحالت مواجہ و مقابلہ فوجی و جنگی تک بند کر دینا جب کہ جائز ہے تو اس وقت انگریزوں سے مسلمانان ہند کا جو مقابلہ ہو گیا ہے اس میں چیزیں جو بحالت امن جائز نہیں بحالت مقاومت مجہول کی وجہ سے جو قیام مقاومت ہے جائز سمجھی جائیں تو کیا عجب اور شرعی لازم آتا ہے خصوص ایسی حالت میں جب کہ یہ حکومت ہے دست آویز بنا لیں ہوئے بلکہ نہایت خاموشی و سکون سے اپنے ہر حق کے تعلقات ان سے منقطع کر دیتے تھا

اس نقصان کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت اپنے دشمن کا رُخ کرے اور مگر ہو چکر فیشن ہو جائے اس وقت دو فائدے حاصل ہوں گے ایک تو حکومت ہندخود مختار ہو کر سوراج حاصل کرلے گی دوسرے مسلمانوں کا بڑا حریف دُنیا سے اگر دفع نہ ہوگا تو کمزور ضرور ہو جائے گا۔ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ انقطاع کی کریں۔

اس کے جواب میں فقیہ نہایت ادب سے گزارش کرتا ہے کہ سوال جواز و عدم جواز کا نہیں حضور آپ کے اس دعوے میں ہے کہ انتخاب کی تحریکات کی تعمیل مسلمانان ہند پر فرض ہے اور یہ چشتی نے دفع یہ تجویز یا تحریم پیش کرے وہ مرتکب حرام دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔

یہ امر تو بیشک یہ دین کا مسئلہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ صفت ادا نہیں ہو وہ اپنی ہستی کو مضمحل فنا تو نہ بنا کر رکھیں بیشک اصول زندگی مسلمانوں کو ایسا قرار دینا چاہیئے کہ دیگر قوموں کی طرف نہ جھکاؤ ہو نہ یہ دوسروں کے دست نگر ہوں یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں جن سے کسی وقت انکار نہیں لیکن تقویۃ و تعمل غلبہ کی جو صورتیں آپ پیش فرما رہے ہیں وہ مسئلہ شرعی نہیں ہے بلکہ وہ آپ کی رائے ہے۔

غایۃ مافی الباب یہ کہہ لیجئے کہ آپ کی رائے ایک مسئلہ شرعی کی تائید میں ہے لیکن یہ رائے کو فقہ میت کا فتویٰ دو گواہوں کا حکم قرار نہ دیجئے کہ ہم آپ کی [illegible] ہے تو [illegible] فرض کا مطالبہ کیسے فرض تو وہی ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے فرض [illegible] ہے اس سے انحراف کرنا [illegible] ایسا دعویٰ کرنے والے کو [illegible] ہے تو نہیں ہے۔

بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقتدر [illegible] ہیں تو [illegible]

حضرت حباب بن المنذر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ اس مقام کا انتخاب کا وحی ہے
بموجب حکم الٰہی قرار دیا ہے یا موقع و تدبیر جنگ کا خیال آپ نے خود فرمایا ہے
اور جنگ بدر حضرت حباب عرض کرتے ہیں تو پھر یہ مقام مناسب نہیں ہے خیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حباب ابن المنذر کی رائے کو شرف قبول فرماتے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک امر دینی اور وحی ربانی کے متعلق ہو جب کہ شریعت نے صورت متعین و تشخص نہ کر دی ہو تو مختلف رائے کی گنجائش ہے اپنی رائے کو عین وحی اور امر دینی قرار دینا خلاف شرع ہے بعض اوقات آپ بارہا اپنی رائیں رسول خدا کے حضور پیش کیں جو قبول ہوئیں لیکن آپ کا مقام ایسا رفیع و بلند پایہ ہے جہاں اصلاح و ترمیم تو کجا عرض و معروض کی بھی جرأت نہیں جنش لب پر تغیر کا فتویٰ موجود ہے نہایت ادب سے پیش ہوئی فرما دیا قبول فرمائیں یا رد فرما دیں مناسب کہیں اس کی پروا نہیں۔

ترمیم کے بعد جانے کا ارادہ ۔ اس کے بعد یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ مقام اس وقت فرض ہے اور ترمیم عرض کرتے ہیں کہ اس طریق سے مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرما دیا ہے میں حضرت نہ جان اڈا کا ارادہ فرماتے ہیں کہ بدر جائیں لیکن آنجناب کے پاس بجز ان گنتی کے سو آدمیوں کے جمعیت مسلمانوں کی اور نہ تھی بتایئے کہ جس کے عمل کا نتیجہ مخالف ہے یہ رائے کیونکر

غزوہ بدر کی رائے ۔ یہ مقام کا ارادہ جب تک کسی حد تک مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو کوئی تعلق نہیں ہے ہاں اس وقت تک تو آپ کو موقع دے سکتے ہیں لیکن جب آپ سے عہد و پیمان ہو گئے اور کفر و اسلام کے مقابلہ سے آپ کی خاموشی کو تعلق ہو گیا تو پھر آپ بہتر جانتے ہیں لیکن یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایسی نازک موقع کی بھی تو

ہمیں بتایا ہے

ہوسے نے بھی اب اگر بتوں کا نہ کریں گے
ب حضرت ہوتن یہ مسلم ہے جو ارشاد
پھر آپ ہی فرمائیں کہ کیا کیا نہ کریں گے
ہیں جو بتوں پر ہوتے ہیں آپ کی بات

ہوشیار ہوں ہے کہ خاموش رہنا بھی ایک زبردست قوت کا خواہاں ہو بندہ فریب
ساتھ رکھتے ہیں کہ وہ اپنی خاموشی کو نباہ لے جائیں گے بلکہ اگر چاہیں گے تو
بلے مقابل کو خاموش بھی کرا دیں گے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں میں کسی قسم کی طاقت
کا نام و نشان نہ ہی نہیں بلکہ ان میں نہ وہ طاقت ہے نہ اخلاقی نہ دینی قوت ہو نہ روحانی
بندی کا نمونہ۔ اگر آپ کرنی قدرت کو ایک محو کی فرصت عطا کرے تو میں حقیقت سے
بتا دینے کے لئے میں دل و جان سے تیار ہوں۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ خاموشی
مقابلہ ہے یا تو اس وقت ہو سکتا ہے جب استطاعت مقابلہ فرض ہے جس کا نہ ہونا
پتے ہوئے۔

ربانیہ تمام ہوئی کہ خطبہ کا موقع ہو نہ ہو تی ہے گزینہ مت ملا مودودی آپ کا
مقصد ہو تو وہ کام شروع کیجئے جس سے مسلمانوں میں طاقت و استقامت پیدا ہو اجتماع
جماعت کے نام میں پاس جائیں دیکھئے بغیر و ہاں نہ ہو سکے خاموشی
مقابلہ میں بھی توقع نہ رکھئے ان کے لئے حکومت کی تھپکی بھی کفایت کرتی ہے
خاموشی سے آپ اب بھی نہ سمجھے اور اس چیز کو کسی حالت سے قابل قبول اور
خاموشی مقابلہ سے نہیں کر دیا تو پھر دیکھتے کہ خاموشی سے کیا ہوتا ہے کہ
کسی نہ کسی طرح نہ نہ نہ ہو جائیں گے اگر ہم سب تک اس کی تبلیغ نہ کریں گے
قبرت و بصارت کا حق ادا نہ ہوگا۔

خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ آپ حضرت کو اپنے جانشین پر اس سے زیادہ
کتاب و سنت سے کیا بتا دیجئے کہ مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب تک تم میں
ناتوانی ہو تو اس وقت تک خاموش رہو اور دشمن کے مقابلہ میں کبھی نہ کرو۔ بے
بے حرمت کیے قتل کر ڈالے تو یہ سب برداشت کرو۔ اس سے جب تک تم
اور تمہاری ہستی ایک وجود موہوم کا مرتبہ پائے گی تو اس وقت دشمن مغلوب و مقہور
ہو جائے گا اور تم غالب و فاتح۔

اگر شریعت سے آپ اس کا جواب نہ دے سکیں تو پھر کسی قوم کی تاریخ سے یہ
ثبوت دیجئے کہ مقاومت بغیر قوت و استطاعت کے کس میں کامیاب
ہوئی۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر اس درخواست کو قبول فرمائیے۔ یتیموں کی بات
یعنی یتیموں کے سر پر حمایت کی مشاقی نہ کیجئے۔

اس وقت آپ کی جملہ تحریکات پر تنقید مقصود نہیں بعض امور میں آپ
ملک کے لئے بہت ہی مفید ہیں مثلاً سدیشی یا ترک قوم فروشی و انگریز پرستی وغیرہ لیکن آپ کی
وہ تحریک جس سے مسلمانوں کی سخت تباہی ہے اور انگریزوں کا زور بڑھتا ہے مقصد
نہیں یعنی مسئلہ تعلیم اس کے متعلق کچھ گزارش ہو شاید آپ حضرت میں سے کسی کی سمجھ
میں آجائے

مسئلہ تعلیم ہندوستان کی حفاظت کے لئے جب پہلی سلطنت نہ رہی اور ہندوستان میں ایک
اجنبی و بیگانہ قوم کی حکومت قائم ہوئی اور حکمرانی کرنے لگی تو علوم اسلامیہ کی تحصیل میں
مسلمانوں کی سرد مہری سے بڑھنے لگی۔

اگر یہ زبان اجنبی محض بولنے سیکھنے میں محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی تھی لیکن مجبوری

یہ تھی کہ بعض یونان معاشرہ کی تہذیب نے وہ ذہنیت نہ دی جس نے مسلمانوں کو انگریزی کی طرف مائل کیا اور وہی فکر معاش تھی۔

یہ مسئلہ قابل بیان نہیں کہ مقاصد علوم تین ہیں تہذیب اخلاق، تزکیہ نفس اور تربیت دماغ بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ علوم کے ہر سہ مقاصد کا بدرجہ تمام و کمال تحصیل علوم سے ہوتا تھا۔

صدیوں تک مسلمانوں نے دنیا پر ایسی حکومت کی ہے جس کی نظیر نہ صفحات تاریخ میں ملتی ہے نہ آئندہ کسی دوسری قوم کی ایسی تاریخ لکھی جائیگی جہاں بانی و فرمانروائی کے ساتھ ہی ساتھ علم و فن کی بھی ایسی خدمت کی کہ بہت سے علوم انہیں کے اختراع سے ترقی پذیر ہوئے بہت سے علوم مسلمانوں نے خود ایجاد کئے کتنے ہی علوم و فنون ہیں جن کی ذیلی علوم عقلیہ اور فنون نقلیہ کے علاوہ خود ان کی مذہبی تعلیم کا ایسا بیگراں سرمایہ موجود ہے کہ ایک دانشمند جو اپنے مذہب کو سمجھنا ہے اور اس کے بتائے ہوئے اصول کو اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دیتا ہے وہ اس سے بے نیاز نہیں ہے کہ اپنے دماغ کی تربیت اپنے اخلاق کی تہذیب اپنے نفس کا تزکیہ کسی غیر زبان یا غیر قوم سے علوم و فنون سے کرے

لیکن جب اپنی سلطنت علوم اسلامیہ کی حمایت و حفاظت سے ساتھ ہی تو ترقی کے ساتھ ساتھ ٹوٹ گئے اور علوم و فنون کی عمارت [illegible] دنیا میں سربفلک تھے سلطنت تھیں انہوں نے علوم و فنون کی [illegible] کسی قوم میں جب سلطنت آئی ہے تو اس کے ساتھ بہت سے علوم [illegible] لیکن جب سلطنت جاتی ہے تو خاص و کمال صرف تاریخ ہی نہیں ہو جاتے بلکہ ایک کافی مدت تک کے لئے دنیا میں [illegible]

وہ تو اس انقلاب کلی سے متاثر ہوکر بدل گئی ہیں تشدد ہی ہوتی ہے ۔ یہ
سمجھ میں نہیں آتا۔

ہندوستان سے مسلمانوں کی سلطنت جب ختم ہوئی اور انگریز قوم نے
ان کی آنکھیں کھولیں تو انھیں معلوم ہوا کہ سلطنت کے ساتھ کیا کیا نعمت
ہوگئی یہ دوسری وجہ تھی جو علوم و فنون کی طرف انھیں مائل کرنے والی ہوئی اس وقت تک
علاوہ فن کے ضرورت نہ تھی کہ کسی اور چیز کی حاجت ہو اس پر بھی ضرورتی کہ اس سے بہ
حیثیت اور بھی سلطنت کے ہو سامان سلاطین عالم کے پاس ہیں اگر ہندوستان انھیں اپنے سے
خیر خواہ سمجھتا ہے تو آزاد ہوکر دوبارہ گرفتاری و غلامی کی کس غیر سلطنت کو دعوت دیتا ہے
اس وقت مجھے صرف اس قدر گزارش کرنا ہے کہ جب تک ہندوستان میں حکومت برطانیہ
باقی ہے اس وقت تک وہ خدمتیں بھی باقی ہیں جن کے بجا لانے سے ہمیں
انگریزی کی طرف مائل کیا۔

ایسی تعلیم کو ہم جس کی سند و تصدیق مصدقہ مسلمہ گورنمنٹ ہوں حاصل کرنے سے
ملازمت کا استحقاق ہے اس وقت تک خدمتیں ہیں جب تک حکومت باقی ہے۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت سے قبل جو کچھ پڑھا جاتا تھا وہ ہمارے
اس کا ہاتھ ہم سے نہ چھوٹے ہیں اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو ہم
پھوٹے ہیں اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو ہم

ہے سرے دفاتر قوانین سے بھرے ہوئے ہیں پھر آج انھیں یہ زور بھی حاصل ہے
نیا دین تو اب بھی سمجھے پہلے اس کی قوت پیدا کیجئے کہ آپ کی خاموشی دیکھ کر
دشمن چھا جائے اور اس کی جمعیت کا شیرازہ بکھر جائے پھر خاموش ہو جائیے۔

فرض کیا کہ آپ میں طاقت خاموشی نہیں لیکن ہندوؤں میں ہے پھر آپ دونوں
ل کر دو دل یک شود بشکند کوہ را کا نمونہ پیش کریں گے برس روز میں سوراج حاصل
ہو جائے گا لیکن اس وقت جب کہ سوراج کا عمل ہوگا عہدہ و مناصب کے مستحق اور حکومت
کے وہی شریک ہوں گے جن کے ہاتھوں میں علوم مغربیہ کی سندیں ہوں گی۔ انقلاب
حکومت کے بعد جب تک جدید حکومت اپنے قوانین وضع نہ کرے علوم و فنون کا تعین
و تنخواہ نہ ہو اس وقت تک سوراج کا قانون یہی موجودہ قانون حفظ رہے گا
نئی نسل پڑھنے والے اساتذہ ہوں گے اور اسی علم کی تعلیم دیں گے۔ سوراج میں بھی
ہوگی۔ غرض سوراج میں بھی اس نسل کے لئے موجودہ تعلیم مفید ہی رہیگی۔

رہا یہ اعتراض کہ موجودہ تعلیم میں نقائص ہیں ضروریات قومی کے لئے یہ تعلیم
صحیح نہیں کافی بات یہ ہے بلکل بجا درست لیکن یہ کوئی نیا خیال نہیں اس کی پکار جوش
تو ایک مدت سے سنی گئی ہیں ان کے جد و جہد کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

تعلیم انگریزی کا ہندوستان میں جب آغاز ہوا تو نصاب تعلیم اور اس وقت تعلیم میں کچھ
بھی کا انتظام نہ تھا جس سے قومی و مذہبی معلومات پیدا ہوں لیکن اشخاص جن کا مطمح نظر قوم کو
ایک اندوختہ دینا تھا انھوں نے اس نقص کو دیکھا اور قومی کالج کی بنیاد رکھی اس میں مذہبی
تعلیم مسلمانوں نے سبقت کی تعلیم یونیورسٹی کے ساتھ جس قدر قومی و مذہبی تعلیم کا انتظام ہو سکتا
تھا اپنی درسگاہوں میں کر لیا لیکن قیود کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خود مسلمانوں نے

ں سے مستفید و مستفیض ہونے کی کوشش نہیں کی اس لئے ابتدائی انتظار کے بعد ہی کوئی تحریک
یا تڑپ کسی طرح کی افزائش ہو سکی نہ اس میں استقرار و انضباط کی شان پیدا ہو سکی۔

مثلاً علی گڑھ کالج میں تعلیم دینیات کا جو انتظام رہا ہے مسلمانوں کی اولاد کو اس سے
کچھ حاصل کرنا چاہتی تو آن مذہب کے لئے اس کا وجود جبھی ہو سکتا تھا جب کہ انتظامیہ میں بھی یہ
ایسے حضرات بھی برابر شریک رہتے جن کی دلی عقیدت بھی کم از کم ظاہر میں ذرا سی مذہبی کردار
اثر و نفوذ پیدا ہو جائے جس کی جانشینی انھیں جہاں کہیں بھی ملے اور جس ماحول میں بھی
خدمت اسلام سے غافل نہ بے پروا نہ ہونے دے یہ کوشش اس کی برابر مسلسل جاری رہی
لیکن ملک و قوم میں مذہب سے بے پروائی کی جو رو ہمیشہ چلتی رہی اس میں یہ بھی پرگندہ
و منتشر ہو کر رہی۔

معترضین کی فرض شناسی | اس جگہ غیر ضروری اضافہ کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دینی چاہئے کہ
سب و شتم اور لعن و طعن کا بھیجنا تو مسلم ثواب و عبادت سمجھ رہی ہے احاطۂ کالج میں ان کی
خدمت اس وقت تک کسی کی قسمت میں رہی اور کوئی صاحب انھیں دعوت چائے دینے کی
فکر کر لیتے ہاں ان کی تشریف آوری جب کبھی احاطۂ کالج میں ہوئی تو کرکٹ کے میدان کی
رونق ہو گئی یونین کلب میں گرمی سخن کی دھوم دھام رہی لیکن نماز ادا کرنے کی نوبت
کبھی آتی دیکھی گئی۔ جنوری ۱۹۰۰ء میں بھی تین ان تک کالج میں قیام رہا حضرت تیرہ میں
ایٹ فیلڈ اور یونین کی دعوت خوب ہوئی لیکن اس تشریف آوری کو تین تک کو نماز
نوش ہی رہا کبھی ان میں سے ایک صاحب بھی نماز تجوید کے لئے مسجد میں شریک نہ ہوئے
تعجب میں بیٹھے نہ دینیات کے کمرہ کو کالج کا حصہ سمجھا یہ کہ کالج کا یہ بھی ایک شعبہ ہے
سے کوئی مشورہ دیکھ رہا ہے ان میں سے کسی نے بھی مذہبی کسی وقت پیدا کرنے کی کوشش کی اس سب

مسز گاندھی کا کہنا ہے کہ ہم نے اس کی مخالفت میں داخل ہوئے تو اس تحریک کی تبلیغ شروع کی کہ یونیورسٹی کے بنا دگتا ہیں حلق نصیبان کے ہاتھ کر دیا۔ وہ گئے یہ میہ چورنا چلاؤ سیاست سلطنت علم مذہب زراعت سب اس چرخے کی گردش و چکر سے تعمیر ہو جائے گا۔

اس وقت تک قومی اسکولوں اور قومی کالجوں نے جو کچھ خدمت ملک و قوم کی کی ہے وہ آج سامنے موجود ہے لیکن بلند بخت فراخ حوصلہ ہمدرد ان قوم نے اسے بھی اپنے مقاصد کے لئے محض ناکافی سمجھا اس لئے یونیورسٹی کے خواہاں ہوئے۔

قومی یونیورسٹی کا خیال بھی آج سے ۲۵ برس قبل جس کے دماغ میں آیا وہ آزاد مصنفیت زدہ قوم مسلم کا ایک فرد تھا اب کہ یونیورسٹیاں مل گئی ہیں ان کی آزادی کا سوال درپیش ہے مخالف تحریک کے متعلق اس وقت جو کچھ کہا جا رہا ہے یہ وہی صدا ہے جس کی منادی تیس برس سے مسلمانوں میں پکاری جا رہی ہے افلاس سے بے پروائی و زکات عدیم سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے جواب اگر مسلمانوں کی ایک یونیورسٹی ہوئی ہے جس کے بنیاد کا حرف سالم لغیب کو ہے۔

اس میں آزاد یونیورسٹی کی آواز بلند کرنا گاندھی نے اس وقت بلند کی ہے اس کا نصب العین نسب و شرف اور طعن البتہ ہے اس فتنہ انگیز اور دل آزار ہونے کا اگر ان کی تقریر و تحریر سے الگ کر دیا جائے تو یہ وہی دیرینہ سی سادہ تمنا ہے جو کہ اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو ہمارے قومی نصب العین میں سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔

ملک سے قومی فوج بھرتی کرنا یہ ہمارے ہاں کا اگر کبھی وقت آئے تو ہمارے ہاں کی تو ہمارے افسروں کی زبان میں بڑھا کر بات ہے کسی قوم کی سند

یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ علوم کو جدید زبان میں منتقل کرنے کی ذمہ داری
ذمہ نے حل کیا جس کے جو دو کرم کا شفیق و بہ پرور دہ تھا ہو نہ ہو ان کی
دنیکین کے لئے بڑھتا رہا ہے یعنی فرخ دکن نے شاہ دیوبند
قایم کیا علوم و فنون کے تراجم اردو زبان میں ہوئے اور ہو رہے ہیں ایک
یونیورسٹی کی بنیاد قایم کر دی گئی جو ابھی اپنے عہد رضاعت میں ہے لیکن یہی
سے اپنے شباب کا خوش آیند نظارہ پیش کر رہی ہے بیشک اگر ہندوستان کو آزادی
کی اجازت ہو گئی یا موقع مل گیا تو اس وقت یہی اردو یونیورسٹی آزاد تعلیم کی مرکزی
دوستو ناقص کو کامل بنانا کامل کو اکمل ترکی مشیت تک پہنچانا ترقی و کمال کی
ہے مولانا وحید مولانا سے اس کا کیا تعلق اس وقت گفتگو مسئلہ مولانا میں
اور اس کے دفاع کا مسئلہ درپیش نہیں نقص تعلیم ایک مسئلہ مسلمہ ہے اور دفاع کی تجاویز
بعض زیر عمل اور بعض زیر بحث۔

آپ نے یہ کہا کہ ترک مولانا اور نان کو آپریشن باہم موصوف ہیں مسئلہ کو فہمی
کے حدود جو کچھ متعین فرمائیں اور جس طرح اس میں توسیع کرتے جائیں وہ سب ترکی موالات
میں داخل ہوتے جائیں گے۔

اسی بنا پر سب سے پہلے آپ نے اسلامی تعلیم گاہوں کی طرف توجہ فرمائی مسلمانوں کی
مدد مالی ان دونوں کو آپ نے فریق مخالف سے امداد و استمداد قرار دیتے ہوئے ان پر
بعض موالات کا حکم صادر فرمایا ایسی درسگاہیں جو گورنمنٹ سے امداد لیتی ہیں
نظر پڑھانا یا کسی اور طریقہ میں اس کے ملازم رہنا آپ نے حرام اور کفر قرار دیا حالانکہ
بلیشیت ٹرسٹی آپ خود اس سے تعلق رکھتے تھے اور اس وقت تک بھی یہ تعلق آپ کا

باقی رہا یہ امر کہ آپ اس تعلق سے اصلاح چاہتے ہیں پس آپ کا یہ
نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے لیکن مسلمین کا مقصود افساد مسلمین و تائید عیسائیت کے سوا کچھ
نہ ہو تو نہیں سکتا اس لئے حرام و کفر جیسا کہ مبین ماضیہ میں دونوں کے آثار ندامت کا
تجربہ ہو چکا ہے۔

ہر حال اس بحث کو چھوڑیئے اس لئے کہ اس وقت دین مذہب ایمان اور اسلام
سے آپ کے اعمال و اقوال کا نام ہے نتیجہ نے اسلام و ایمان کی تعریف کچھ اور ہی
ہو گئی ہے۔

تعلیمی امداد کا مسئلہ | لیکن ادب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اشخاص جو ابھی آپ کا وہ مرتبہ تسلیم نہیں
کرتے جو منصب کا آپ کو واجب بلکہ وہ اسی واحد قہار کے ماننے والے ہیں جو آپ کا
وجود عالم کا خالق و رب ہے اور اسی نبی کو پیغمبر یقین کرتے ہیں جسے حق سبحانہ نے خاتم النبیین
فرمایا ایسے اشخاص کے لئے بموجب آپ کا فرمان اس وقت تک لاسود ہو گا جب تک
آپ ان کے معبود احکم الحاکمین کا حکم یا ان کے پیغمبر صادق مصدوق کا ارشاد پیش نہ فرمائیں
لہذا نہایت عاجزانہ آپ حضرات گرامی قدر سے فقیر اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتا ہے کہ
زروئے شریعت اسلام مالی امداد اور الحاق مدارس موالات کیوں کر ہے مالی معاونت
کی حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ ہم سے تعلیمی ٹیکس وصول کرتی ہے اس کا تعلق ذمی رعایا کی کوئی
تعلق نہیں یہ تو وہ رقم ہے جسے جملہ رئیسان ہندوستانیوں سے وصول کیا جاتا ہے
ہندوستانی اپنے مسلمان ہوں اور ذمی سب کے سب روپے میں سے دو آنے تعلیمی
ٹیکس کے دیتے ہیں گورنمنٹ ہم سے لیتی ہے اور مدد کے نام سے ہمیں واپس دیتی ہے اس
لئے ہمیں اور آپ پر یہ امر شرعیت کی رو سے فرض ہے کہ معاونت اپنا لیا دیا ہوا

مال واپس کرنے کے لئے دیا گیا تھا جب اس کے واپس ہونے کی صورت پیدا ہو گئی
(یا کیا وہ فوت ہو گئیں جب انہیں مل جائے تو اس کی واپسی موروث
ہو جائے گی۔

(۱۰) کیا غیر مسلم رعایا جب کسی ناحق سے کچھ چھین لے پھر اسے واپس کر دے
اور واپس کرتے ہوئے اپنے احسان و امتنان کا اظہار کرے تو کیا وہ ضعیف ہونے
مال کی طرف منتقل ہو جائے گا یا اس کے لینے سے انکار کرنے کا حق مسلم
مال کی واپسی موالات ہے۔

(۱۱) خلافت کے متعلق سلطنت برطانیہ سے آج جو کچھ طلب کیا جا رہا ہے اگر برطانیہ
یہ کہکر واپس کرنا چاہے کہ یہ میرا احسان و کرم ہے جو فتح سکے بعد ملک کو واپس کیا
ہوں ساتھ ہی ایک معاہدہ جس میں آیندہ کے لئے اپنے ساتھ عمل معروف اور تصرف
سے مطالبہ ہو پیش کرے تو کیا مسلمان اپنے ملک کو واپس لینے سے اس بنا پر انکار
کر دیں گے کہ یہ موالات ہے برادکرم قرآن حدیث و فقہ سے کوئی ثبوت نہیں
اسے ثابت کیجئے کہ اپنے مال کی واپسی کا فریق مخالف سے مطالبہ ہے کفر بنے فرد کا
نفاق ہے۔

تنبیہ عالم کو دیکھتے ہوئے علماء کرام نے اپنے دل اور دماغ کو سیاست کی فکر
لیسا بنے نیاز کر لیا تھا کہ علامہ ابن عابدین کو اس مقدس گروہ کے حق میں یہ فیصلہ دینا
پڑا کہ الجہل الناس بہ السیاسۃ فصار اعلمہم اعلمہم (یعنی علم کو دماغ سیاست سے بچانے
بات ہی دور ہے یہ فیصلہ کیوں جاری کیا گیا وہ اس کے اسباب بھی کیا ہیں اس وقت
اس سے بحث نہیں کیجئے صرف اس قدر یاد رکھئے کہ آج یہ فیصلہ صادق آنے کے بعد

یک گہرا تاثر ہوتا ہے۔

ہندوستان میں ریذیڈنسی کا مقصد سوائے کاشانی خاندان کے رکن رکین کے زبان پر آنا کس کا نتیجہ ہے آیا وہ اس ہوبیہ کے عمل و ردعمل کا نتیجہ ہے یا تعلیم یافتگان ہوبیہ کے افکار و تاثیر و بعد و بعد کا ثمرہ ہے۔

علاوہ ہوبیہ کے جانے والے اس وقت جس حال میں تھے امور دنیاوی اور پولیٹکس حالیہ میں ان کے دماغ کی بلندی حوصلہ و ہمت کا علو قوت فکریہ کی صحت جس درجہ پر ہے وہ تصحیح بیان نہیں ہندوستان کے ہر باشندے کو اس دیسی گروہ سے روزانہ سابقہ رہتا ہے بیان کرنے کی۔

علاوہ ہوبیہ جو مقاصد تعلیم کو مدنظر رکھتے ہیں وجہ اکمال عاوی و محیط آج اس کے جاننے والوں کی یہ حالت کیوں ہے اس کی تحقیق و تنقیح چھوڑ کر حالات و واقعات ہند کو دیکھئے کہ کیوں کر ہوئے اور کس کے ہاتھوں سے ہوئے۔

علوم مغربیہ اور مسلمان انگریزی سلطنت جب اپنا تاج علوم مغربیہ ہندوستان میں لائی تو ہندوستانیوں نے ایسی کتاب بنا اور فنون کی زندگی بغیر علوم مغربی حاصل کئے ناممکن ہے تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور ہندوؤں نے بڑھکر تعلیم انگریزی کا استقبال کیا خوش آمدید کا نعرہ بلند کیا جب اس قوم کے ایک خاص طبقہ میں یہ تعلیم پھیل گئی اور انگریزی کے واقف کار پیدا ہو گئے تو ان میں سے پیدا ہوا اور حکومت کے انداز فرمانروائی پر نکتہ چینی شروع کی اپنے حقوق کے سبب میں صدائے احتجاج بلند کی ہوم رول لیگ گورنمنٹ یا تحریک سے پہلے علوم مغربی سے آشنا دماغوں میں آیا حکومت خود مختاری کی صدا اٹھی بنا نہ ہست فانی اور ہندوستان کے رہنے والوں کو یہ سامعہ نہ تھا جس نے سنا یا وہ

[illegible] ہندوستانی تعلیم کا [illegible] جو سورج کا [illegible] ہے اس کی [illegible]
[illegible] عمارت کی تعمیر [illegible] جن [illegible] سے کی ہے وہ سب [illegible] زبان [illegible]
[illegible] ہیں۔

مسلمانوں میں جب [illegible] ہوا اور [illegible] میں بھی ایک [illegible]
[illegible] ہوگئی تو [illegible] بھی [illegible] ہونے لگے [illegible] فرمایا ع

ہوگا جو تیرے پنجے جھوٹ میں نوش کے آئے

یہ واقعہ ہے حقیقت آواس سے انکار کرنا [illegible] ہے کہ ہندوستانیوں کو حکومت کے سامنے اپنے مطالبات کو موثر پیرایہ میں پیش کرنے [illegible] قرارت اپنے حقوق کے [illegible] میں [illegible] ہونا اور [illegible] کامیابی کے لئے [illegible] قربانی سے دریغ نہ کرنا یہ سب تعلیم انگریزی کا [illegible] ہے۔

آئین سلطنت پر جنہوں نے [illegible] پہنچی کی ہے وہ انگریزی خواں ہیں حکومت [illegible] کا جنہوں نے نعرہ بلند کیا ہے وہ انگریزی خواں [illegible] ملکی کی زنجیروں کا جس سے [illegible] پیدا کیا ہے وہ انگریزی خواں [illegible] قید خانوں میں [illegible] پہنچا کر انگریزی خواں [illegible] [illegible] سے [illegible] گئے [illegible] انگریزی خواں [illegible] ایک گونہ [illegible] سے [illegible] انگریزی خواں [illegible]

خوبی یہ کہ [illegible] انگریزی خواں [illegible] تعلیم [illegible] [illegible] جن کا [illegible] [illegible] کی [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] نے [illegible] [illegible] [illegible]

کہ سارے مذاہب عالم کو مادی اور روحانی اعتبار سے گورنمنٹ کی پروٹیکشن سے فائدہ پہنچا ہے
اور آج مسلمانوں کے پاس بھی گروہ عربی خواں میں ایسی ہی آئین سلطنت کے ماشیہ بردار
مشق و محبت انگریزی سرشار اور خدمت سلطنت کے لئے مستعد موجود ہوتے۔

اس وقت ہمارا یہ سعی میں جو کوشش و جوش ہے وہ بھی نتیجہ انہیں انگریزی خونوں کا
ہے۔ انہیں کے ہاتھوں نے خیمہ بنجوایا جب ان کی آنکھیں کھلیں انہیں کے ہاتھوں نے
سہارا دیا جب ان کے قدم اٹھے انہیں کی آوازوں نے ان کی زبانیں کھولیں جب یہ
ہوش سنبھالے رہا گروہ میں سے رہا نہیں کا وہ پتہ بھی عقاید و دیانت سے بے نیاز تھا اور آج
بھی متغنی ہے ؎

ملک کا جہاز اُن کے زیر قدم ہے
عزیزوں کا قدر سامنے اُن کے خم ہے

اس وقت بھی اگر انگریزی خواں جماعت ان تحریکات سے الگ ہو جائے تو سارے
جمعیت العلماء کے فضلاء یگانہ اپنی اپنی درسگاہوں میں ہوں گے یا مدرسہ دیوبند میں کسی
بتوخانہ یا مدرسہ یا مسجد یا انجمن اسلامیہ کا بورڈ لگا کر آفیس تحریک چندہ فرماتے ہونگے
اور سوائے انجمنان کے آپس کی تنقید اور سیاست ہند پر مباحثہ کسی کے وہم میں بھی نہ آئے گا
"نہ سے کوئی نہ تشفی تو حافظ مخدوش" فرماتے ہوئے سیاست کے سارے ابواب
فرو فرما دیں گے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فرمانے کی تکلیف انگریزی ہندوستانیوں کے
لئے تازیانہ عبرت کا واسطہ ہے یا فریق ثانی سے کہنے کا ہے اور نہ ہم اپنے کو
اس لائق سمجھتے ہیں کہ ہماری تحریر دیانتی کسی کے خیال سے گزرتے ہیں یا ہماری کسی

معاونت و امداد کے لئے تعلیم پاتے ہیں ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں نے نیک نیتی گورنمنٹ میں بھیجی تھی جس پر آٹھ ہزار مسلمانوں کے دستخط تھے درخواست یہ تھی کہ انگریزی تعلیم پر کوئی رقم صرف نہ کی جائے اس رقم کو گورنمنٹ علوم مشرقیہ پر صرف کرے اگرچہ ہی سال راجہ رام موہن رائے کی بسر کردگی ہندوؤں کے طرف سے پیش ہوا تھا اس میں یہ استدعا تھی کہ گورنمنٹ بجائے علوم مشرقیہ کی رقم علوم مغربیہ پر صرف کرے۔

آج گورنمنٹ اس وقت کو اور مسلمانوں کی میموریل کو یاد کرتی ہوگی کہ کاش مسلمانوں کی درخواست قبول کر لی جاتی تو گورنمنٹ کے سامنے ایسے ہی تعلیم یافتہ ہوتے جیسے کہ درسگاہ مشرقی نے تیار کئے ہیں۔ تاہم ذاکی نہ ریں وغیرہ اگر موالات کے قسم میں اس سے داخل نہیں کہ اس سے مسلمانوں کا فائدہ ہے تو تعلیم انگریزی اور اسکول و کالج کا ادنیٰ و عالی ہندو بدرجۂ اولیٰ داخل موالات نہیں۔

مسئلہ موالات کے تحت میں یہ بحث اچھی طرح صاف و واضح کر دی گئی کہ کفر کی حمایت یا کفر کی طرف رجحان کا نام موالات ہے ہاں اعداء جب کہ بنے ہوں کہ واپسی کے تو اس میں کفر کی طرف یا کفار کی طرف رجحان کا کیا احتمال پھر جب رجحان ہو اور وہ بھی ہنگامہ سے عیاں ہو اس پر بھی اخلاق یا امداد عامہ کو موالات کہا جائے زیادہ تر مسئلہ کی بیان اور اظہار دین کی تبلیغ نہیں ہے ایسا تو کبھی ہو زور سرکش اور فتنہ گوئی کا ایک حیلہ پیدا کرنا ہے۔

تعلیمی تناسب کا اثر یہ مسئلہ بالکل بدیہی ہے کہ ملک موجودہ حالت پر رہے یہ غلط ہے جدید کوئی دوسرا پہلو اختیار کرے پیش ہے جب کبھی اور جہاں کہیں بھی ہوئی جماعت تعلیم یافتہ اس کی ہوگی جس گروہ میں تعلیم یافتہ زیادہ اسی گروہ کا حکومت میں حصہ اور اقتدار زیادہ عہد

موجود ہیں ہندو تعلیم میں بہت آگے ہیں اسی سبب سے حکومت میں ان کا حصہ بھی بہت ہی غالب ہے عام آدمی حکومت اگر اس وقت بھی ہندوؤں کی تعلیم کی جائے تو یہ حقیقت واضح ثابت ہوگی ہندوؤں نے جس قدر تعلیم حاصل کر لی ہے کہ اگر دس برس تک مکمل تعلیم دست کش ہو جائیں اور مسلمان اس اثنا میں بڑی سرگرمی سے تعلیم حاصل کریں جب بھی ہندو تعلیم یافتوں کا شمار مسلمانوں سے المضاعف ہوگا۔

ہندوستان میں جس قدر کالج یا اسکول سرکاری ہیں اگرچہ نام و تنخواہ دہندگان کے تعلق سرکار سے ہوتا ہے لیکن درحقیقت ان کا فیض ہندوؤں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے تعلیمات دیگر وہیں بدرجہ اور کہیں بواسطہ چونکہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں ہیں اس سے متعلقات بھی اسی قوم کے متعلق ہیں ہیں سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے صرف تین کالج ہیں علی گڑھ، لاہور و پٹنہ۔

اس وقت ہندوستان میں مجموعی تعداد کالجوں کی ایک سو پچھتر ہے جن میں مسلمانوں کے ایک تہائی ہندوؤں کے ان میں سے اگر مشنری کالجوں کو جن کی تعداد گیارہ ہے نکال دیجئے جب بھی باقی کالج خاص ہندوؤں کے رہتے ہیں ان میں بھی کئی کالج ایسے ہیں جن میں گورنمنٹ کی امداد قطعاً شامل نہیں اور جو بالکل خانگی کالج ہیں ان کا گورنمنٹ کی امداد جاری ہے تین اور اس کی نسبت ان خانگی کالجوں سے جن میں تعلیم کے لئے فیس لی جاتی ہے کوئی نسبت نہیں ہے ہندوستانی طلباء کی مجموعی تعداد جو سوا لاکھ ہے ان میں سے ۱۰۰۰۰ طلباء ہیں جو پچھتر ہزار ہندو طلبہ کی تعداد کا تقریباً پانچواں حصہ ہے۔

یہ بات ذکر کہ ہندو چھ کروڑ اور مسلمان سات کروڑ ہیں ان تناسب سے جب

مسلمانوں کے تین کالج تھے ہندوؤں کے بارہ ہوتے۔

مسلمان طلبہ کی تعداد کالجوں میں چار ہزار تھی تو ہندو بارہ ہوتے لیکن جب واقعہ مذکورہ عبرت پیش کرتا ہو تو سعدی تعلیم کرتا ہو وہ ایسے میں کس کو مخاطب ہو۔

جس قوم کی تعلیمی حالت یہ ہو کہ سات کروڑ میں سے صرف چار ہزار نوجوان تعلیم ہوں اس قوم کا یہ ادعا ہو بجا ہے کہ اب ہمیں تعلیم کی حاجت نہیں کہنا چاہیے تو اور کیا جب سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "دانست بے طاقت کہ فنون ست وطاقت بے رائے جہل و جنون"۔

مشرقی تعلیم کی کمی پرسی | انگریزی تعلیم جس سے معاش وابستہ تھی اس کا جب یہ حال ہو تو مشرقی تعلیم کا کیا حال ہوا ہوگا محمد رحمۃ مشرقیہ سے پوچھیے عوام کی نسبت کیا عرض ہو گی میں مدارس دینیہ کو ٹوٹے پھوٹے نہ پڑھنے والے مقابلہ نہ پڑھانے والے۔

مدارس اسلامیہ کی تعداد میں ہر سال کمی ہوتی جاتی ہے جو مدرسے ہیں وہ بھی قریب تنزل ہیں دیتے ہیں یا ان مدارس کو کہ نہیں فقط سارے ہندوستان میں بجز تین چار کالجوں کے سب کی یہی حالت ہے آخر ان مدارس کے بقیت سلف کے آثار باقی ہیں ان میں سے ہر ایک مدرسہ میں پانچ چھ مدرس ہوتے ہیں جو کہ فتوی مرتب کرتے ہیں لیکن فتوت کہ وہ علم نفس میں سے نہیں ہوتے جو ان کا فیض ہو نہ کہیں تک متعدی ہوتا۔

جو مدرسہ بیرونی سے امانوں کی پرورش ہوتی ہے بھلا اس سے نہ زیادہ کیا توقع ہو اس وقت کیا حالت ہے۔

خدا تعالیٰ کی بنی ہوئی اصول پر کل کی تمام سے مقابلہ تعلیم ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی وہ کل بھی خراب ہوتے ہے تعلیم اہل صنعت کا فقدان نظر تعلیم سے نقطہ

پر سہ وقتی لیہ تھا۔

ندوہ نے مخلد علوم عربیہ و دینیہ کے ساتھ تعلیم انگریزی بھی داخل نصاب کی تاکہ اس مدرسہ کا فارغ التحصیل طالب العلم اگر انگریزی تعلیم حاصل کیا چاہے تو پانچ برس میں گریجویٹ ہو جائے اور اگر علوم دینیہ سے کام لے تو اس قدر استعداد اس میں موجود ہو کہ بغیر دقت کے فارغ وقت مطالعہ سے مرتع کا فائدہ کتب انگریزی سے حاصل کر سکے۔

ندوۃ العلماء کے سند یافتہ اس وقت ملک میں موجود ہیں ان کی لیاقت و فضل کا ثبوت ان کی مصنفہ کتابوں سے مقابلہ قوم میں اگر علم کی تشنگی ہوتی تو اس وقت ندوۃ العلماء میں کم از کم دو ہزار طلبہ مشغول درس و تدریس ہوتے والی حالت اس کی ایسی ہوتی کہ دربار کا سائل گدائی سے گریز پا نہ پڑتا لیکن اس وقت جو خستہ و شکستہ حالت اس کی ہو رہی ہے وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ سنئے وہ اس اہل سنت ان سے پیشرفتی کا یہ حال ہے کہ آج اس کی بی خبر و تیز نہیں کہ اہل سنت کیا معنی میں اور اس کی صحیح تعلیم کہاں مل سکتی ہے دارالعلوم جامعہ فیض عام کانپور اور مکاتب قائم کرنے سے تو یہ کہیں بہتر ہوتا کہ اول اپنی تمام تر قوت سے ندوۃ العلماء کی تائید و تقویت کرتے جو باکمال ہستیاں کہ اس وقت ندوۃ العلماء میں دفن ہیں نہیں ندوۃ العلماء میں جمع کرتے اور اس اجتماع سے بہترین نمونہ ایک کالج تعلیم دین ملک و قوم کے لئے تیار کر لیتے۔

حق کا سوال تو ندوہ میں تھا ہی نہیں اور دیتا تھا تو اس نے بند کر دی انگریزی تعلیم پہلے سے موجود ہے عربی و دینی علوم تو اس کا جزو اعظم ہے اس سے بہتر مدرسہ فیض عام کانپور سے ذہن میں ہے کہ وہاں پر خدا چند مسلمانوں کو کالج بھیجنا دینی کالج سے بھیجنا ہے اور ساتھ ہی شریک ہونا بیشک وہاں کے نصاب سے خارج ہے۔

عزیزانِ وطن ایسے وقت میں جب کہ اسلام اپنے متبعین کو آزمائش پر پرکھ رہا ہے کیا یہ اسی کا موقع تھا کہ مسلمانوں کی جماعت اس کسوٹی پر کسی جائے ان میں ایسا افتراق ڈالا جائے کہ کلمہ گو نزاع کا طعمہ ہو جائے۔

کیا یہ اسی کا وقت تھا کہ مسلمانوں کے ہوشمند اخلاق بھی تباہ و برباد کر لیے جائیں کیا یہ اسی کا وقت تھا کہ ان کی بچی بچائی ہستی یوں کھنڈر میں مغفور کر دی جائے۔

اسلامی تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ بعد شہادت شہزادۂ کونین حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مختار بن ابی عبید ثقفی نے دعویٰ تو یہ بلند کیا کہ مظالم اہل بیت کا عوض لینا چاہتا ہوں لیکن جو خیال کہ اس کے دل میں مکنون تھا بعد کامیابی اس کا ظہور ہوا پھر جو نتیجہ مختار کا ہوا صفحات تاریخ میں وہ عبرت و بصیرت کا سبق آج بھی موجود ہے۔

نوحہ خوانانِ خلافت اسلامیہ کی سوگواری مختار ثقفی کی خونخواری اور زنانہ جلوہ آرائی کی ہو بہو تصویر ہے ان کی جبروتی، خود نمائی ان کے مضمرات کا پردہ فاش کر رہی ہے لیکن اس وقت ان کے شرکِ تقویٰ نام کو تو ہوا نہ لگنے پائی ہے مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۵

لیکن مسئلہ تعلیم جس پر ساری قومی ترقیوں کی بنیاد ہے اس کے متعلق ان بلند بانگ حضرات کے تباہ کن فرمانوں کی حقیقت کا اظہار ضرور ہے۔

عزیزانِ وطن گران حضرات کو خلافت کی ہمدردی ہوتی اور دل میں اسلام کا درد ہوتا تو خدمتگزاری دین کی وہ روش اختیار کرتے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُمت کی خدمت سے بے اقوام و امم کی تاریخ موجود ہے اُسے دیکھو۔

مصلحین اُمت نے اپنی قومی و آبستگی کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا مصلح کی

تحریر شفقت و ہمدردی سے سرشار ہوتی ہے وہ قوم کے ہاتھوں سے جفائیں اُٹھاتا ہے مصیبتیں جھیلتا ہے لیکن بلند ہمتی و راست کی روش سے متجاوز نہیں ہوتا اُس کے جلال میں ایک شان جمال ہوتی ہے وہ اُس کے قہر میں رحمت کا جاں نواز پیام ہوتا ہے۔

اس کی زندگی میں مظلومیت کے واقعات بکثرت ملتے ہیں لیکن ظالمانہ حرکات کا اُن کے اعمال میں نام و نشان بھی نہیں ہوتا قوم سے وہ فحش و ناخوش الفاظ سنتا ہے لیکن جواب میں قول سدید اُس کی زبان پر ہوتا ہے وہ اپنی ہستی مٹاتا ہے اور قوم کی اخلاقی و مذہبی ہستی قائم کرتا ہے اُس کی پاک و بے ریا زندگی منکرین و معاندین کے مُردہ کو بھی آخر کار زندگی کا گرویدہ اور حق کا جویندہ بنا دیتی ہے ؎

سوختم خود را و طرز سوختن
شمع را پروانہ را آموختم

لیڈران قوم کی عجیب غریب تحریکات پر نظر ڈالئے اُن کے تشکلات کی بوقلمونی دیکھئے پھر باوجود اس کو رانہ لیڈری کے اُن کی اُس شدت و سختی کا لحاظ فرمائیے جسے مسلسل برس دو برس کے ساتھ عمل میں لایا جا رہا ہے اُس کے بعد یہ فیصلہ سہولت کیجئے کہ یہ مصلح ہیں یا مفسد و بیشہ ور۔

قومی قوت کا کمان قومی حیات کا انحصار تین چیزوں میں ہے روحانی اخلاقی اور روحانی اس وقت نصف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم بہ طرح کی طاقت اپنے ہاتھوں سے کھو چکے ہیں روحانی قوت کا فقدان تو روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے رہی قوت اخلاقی و روحانی اُس کے متعلق شاید بعضوں کو یہ دھوکا ہو کہ مسلمانوں کے پاس ابھی یہ سرمایہ باقی ہے لیکن اگر آپ پچیس صفحات ملاحظہ فرمائیں گے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانوں کی

یہ متاع بے بہا بہت پہلے لوٹی جا چکی ہے اور اس کچھ دہندوں میں نشانی، مومن تھی اس دنیا میں مسلمانوں نے اُسے بھی پہلے ہی ہاتھوں مٹا دیا۔

میں اس کی تفصیل و تشریح کرنا نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے اخلاق میں اس وقت تنزل آگیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ معیار اسلامی پر ان کے اخلاق گویا ثابت نہیں ہوتے بلکہ دیگر غیر مسلم اقوام کے اخلاق سے بھی ان کا اخلاق کہیں فروتر ہو گیا ہے۔ یہی زوال و انحطاط کا دوسرا نام ہے۔

اگر کوئی مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی گراوٹ پر ان سے مخاطب ہو کر نہیں کہتا تو مجھے اس کا عتاب بھی نہیں ہے لیکن حقیقت ہے حضرات سے گزارش ہے کہ جس قوم کے پاس نہ دولت ہو نہ اخلاق نہ علم ہو نہ تدبر ایسی گری ہوئی مُردہ قوم کے سامنے وہ پیش کرنا جو کسی زندہ قوم کے لئے سزاوار تھا خیر خود ہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ایک طفل نوزائیدہ کو ایک وقت میں دودھ چوسنے کا اور غلہ کھانا ہوگا لیکن اگر کوئی بے وقوف آج ہی اُسے روٹی کھانی شروع کر دے اور دودھ چھڑا دے پھر دیکھ لے کہ جو غذا دو برس بعد اس کی ہوگی اُسے آج ہی اختیار کیا جائے۔

اور جو چیز دو برس بعد غذا و اچھوڑنی ہوگی اُسے آج ہی ترک کیا جائے تو نتیجہ ایسا عمل کرنے والا اس طفل نوزائیدہ کا خیر خواہ نہیں بلکہ قاتل ہے۔ ہی وہ حکمت کی موعظمائیت سے مخفی رکھنا یہ ہتا ہے۔

اس نقطۂ نظر سے کام لیجئے تو نیلدان مومن کی تحریک کی سزا سر موعظمائیت معلوم ہو جائیگی وہ باتیں جو بہ قوت وطاقت کے کہ جانے اور کے جانے کے قابل تھیں

خدمت اپنی سعادت جانتا ہو ایسے نیک

ع

ہے یہ بھی بائیکاٹ ہی کی ایک

یا سیاسی ملکی ہے!

یہ کہ جس خدمت کا بوجھ اپنے ذمہ لیا جائے اُسے خدمت سمجھکر صحیح اور سچی محویت سے
انجام دینا نہایت ہی اہم و متحرکہ آرا رائے۔
مسلمانانِ ہند کو یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہیئے اگر اس وقت بھی انھوں نے اپنی
تیرہ بختیوں کا صحیح نصب العین قرار نہ دیا تو پھر آیندہ کے لئے ذلت و خواری سے
رستگاری کی کوئی سبیل نہیں بہت سی لایعنی و فضول باتیں بہ تقلید یورپ مدارس
میں اس وقت داخل ہو گئی ہیں جو خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن
ہیں اس وقت ہمت دردمندی اور اخلاص کی سخت ضرورت ہے قدیم طرز کی گرویدگی
و یورپ کے بہ دا پیشینگی سے اب کچھ حاصل نہیں۔
قطع نظر اس تنبیہ و اعلام کے جو یورپ کے میدان جنگ سے ہولناک باز پرس
کی اغلاط مسلمانوں کو دے چکے خود لیڈران موسمی نے علما رسیاسی سے مل کر
مسلمانان ہند کو ایسے کفر و شرک کے بھنور میں پھنسا رکھا ہے کہ وہی تین برس بعد
ہندوؤں کی سی متعصب نہ حکومت ان پر شروع ہو جائے گی کہ فرار کی راہ بھی نہ مل سکے گی
اس لئے آخر میں پھر نہایت نیازمندانہ التماس ہے کہ تعلیم گاہوں کی طرف سے
غفلت نہ کیجئے۔ اخلاق و امداد باہمی نے نہ مسلمانوں کو تباہ کیا ہے نہ آیندہ کی تباہی کا
ان سے خطرہ ہے بلکہ مقصد تعلیم و تعلم سے بے پروائی کا یہ نتیجہ ہے جو پیش نظر ہے۔
لیڈران موسمی جو ترک اخلاق و امداد باہمی پر اپنا زور صرف کر رہے ہیں اس
پر غلط نہیں کہ ان دونوں امور کو وہ ننگ و ہتک سمجھتے ہیں بلکہ انھیں
قومی نوں کا گلہ تباہ کرنے ہندوؤں سے خلعت تشریف پانا ہے۔
ان کی جاہ طلب نگاہوں نے جب یہ دیکھ لیا کہ سلطنت برطانیہ کی روز افزاں

چشم عنایت نے ہندوؤں کو اس قابل بنا دیا کہ اب ہزار سال اور [illegible] کا حق ہے
زبان سے ایک صحیح اور سچی تمنا کا اظہار ہے تو وہ خاص طور پر حکومت کی
غائیہ برداری تھی۔ انھوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ سامت ذار نہیں ہیں۔ [illegible]
ہندوؤں کو اُن کا منہ مانگا سوراج دے کر خود اپنے ملک روحی کو چلے جائیں۔ [illegible]
ہندوؤں کی اطاعت و فرماں برداری، انتظاری و بے تابی [illegible]
سوراج پر نہ کوئی قیمت ہوگی نہ کسی طرح کی قدر دانی۔

لہٰذا یہی مناسب ہے کہ قبل اس کے کہ ہندوؤں کو حکومت مل جائے اور انگریز
حکومت ہند سے رخصت کیش ہوں نئی ہونے والی حکومت کے ساتھ بھی سے رخصت
مندی و عقیدت کیشی کی سلسلہ جنبانی اُمید افزا ہے اسی ضمن میں انگریزوں کی [illegible]
بھی اگر اظہار کر دیا جائے تو کچھ غیر مناسب نہ ہوگا۔

اسی نقطۂ خیال نے پرستاران حکومت کو خارجی سنوز پر مجبور کیا یہ خیال جس جرأت
و جرأت کی تصویر پیش کر رہا ہے اور قوت یہ ان کی جیسی قلعی کھل رہا ہے اسے مجھ
صرف ازروئے دیانت و انصاف یہ فیصلہ کیے کہ [illegible] کی [illegible]
وہ ہندو [illegible] انگریزوں کی حکومت ہے کل ہندوؤں کی ہوگی تبدیل حکومت [illegible]
ملت میں کیا فرق ہے اسے صفحات [illegible]

ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں کا سب سے بڑا دشمن اس وقت انگریز ہے اور انگریز
کی قوت ہندوستانی کی بدولت ہے جب انگریزوں کی حکومت ہندوستان میں نہ ہوگی تو
اُس وقت ہندوؤں کا مخالفت کا سب سے بڑا دشمن کمزور ہو جائے گا یہ بات
کے قابل نہ رہے گا اس عجیب نکتہ آفریں منطق کو جواب کیا دیا جائے۔

اس موقع پر ایک نقشہ پیش کرتا ہوں جو عالی جناب پروفیسر قاضی جلال الدین صاحب مراد آبادی کے قلم کا فیوض ہے اسے ملاحظہ فرمایئے نقشہ کا نقشہ سامنے آجائے گا۔ اسی کے مقابل ۱۹۱۴ء کا نقشہ بھی اسے دیکھئے جنگ طرابلس کا آغاز ۱۹۱۱ء میں ہوا تھا اور ۱۹۱۳ء میں جنگ یورپ کا خاتمہ ہے اسی آٹھ برس کی مدت میں ترکی سلطنت کیا سے کیا ہو گئی یورپین طاقتوں نے کس طرح اپنے حصے بخرے کر لئے اسے نقشہ میں پھر ملاحظہ کیجئے کروڑہا ارمنی کے دو مقدس حصص جن پر صدیوں تک احمد قدوس کا نام لیا گیا تھا جہاں سے تکبیر و تہلیل کی صدا بلند ہو کر کفار کے دل کپکپا دیا کرتی تھی آج وہاں خلیفت کا علم بلند اور کلمہ کا نام لیوا ہے اس خاکدان عالم میں احلام کو سلطنت کرتے ہوئے چودہ صدیاں گزر گئیں ان اثنا میں متعدد خاندان اسلامی کے ہاتھوں میں شمشیر اسلامی کا قبضہ رہا ہے ایک فتح ہوئے بہت سی قومیں اسلام کی اطاعت میں آئیں لیکن قلب یورپ کو جس کی بیخ کنی شمشیر نے صلیب پرستوں سے قطع کر کے خدا پرستوں کے مقبوضات سے واصل کر دیا وہ ترک ہیں۔

یہی وجہ ہے جو یورپ کا ہر عیسائی ترکوں کو دیکھ کر اپنی انسانیت اپنی مدنیت اپنی شائستگی اور اپنی تہذیب بھول جاتا ہے ترکوں کی تاریخ جنہوں نے مطالعہ کی ہے ان کے لئے یہ کوئی راز نہیں کہ یورپ میں جس سلطنت نے طاقت و قوت حاصل کی وہی سلطنت ترکوں کی سب سے بڑی دشمن بنی ہے ایک زمانہ وہ اس کی عداوت و عصبیت کا تھا اب انگریزوں کا وقت آیا ہے ہر ایک ترک کا خون ہر ایک ترک کا مال ہر ایک ترک کی جائداد ان کے لئے مباح ہے۔ [illegible] کہ ترکوں نے کیوں [illegible] قوت حاصل کی [illegible] کے [illegible] کیوں [illegible] کے [illegible] کیوں [illegible] کے [illegible] کیوں

(نقشہ ہذا ۳۲ × ۳۲ سنہ ۱۹۱۲ء عہد سلطان محمد خامس کا ہے جو ۱۹۱۸ء تک سریر آرائے سلطنت رہا)

(سلائڈ کا بلوک ڈیپو سے بقیمت ۱ نیز یہ عہد حاصل ہو سکتا ہے)

نقشہ سلطنت عثمانیہ نمبر ۲
۱۔ جسقدر حصہ سرکار کے قبضہ میں فی الحال باقی رہ گیا ہے وہ پُر رنگ ہے۔
۲۔ نکلے ہوئے ممالک کی صرف حدود لگی ہیں
(مارچ ۱۹۲۱ء)
بحر اسود
بحر احمر
بحر الروم
ایران
مصر
قاہرہ
طرابلس
فزان
بلاد العرب
حضرموت
یمن
عسیر
حجاز
علاقہ ادریسیہ

دوستو انصاف شرط ہے اس وقت زبردس کا فرد انشان بھی باقی نہ رہے روس سلطنت
ایک عجیب اُمید و بیم کے عالم میں ہے لیکن روس کی تباہی سے تیرک کس سلطنت کے
برکات پہنچے اسی طرح اگر انگریز تباہ ہو گئے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ترکی اقتدار
قایم ہو جائے گا روسیوں کے بعد انگریز نمودار ہوئے تو ان کے بعد کوئی اور دشمن
حریف پیدا ہو جائے گا۔

اس حقیقت سے انکار کی تجھیں کیوں کر جرأت ہوتی ہے کہ قوم وہی شخص اپنی تباہی
توانائی سے قایم و باقی رہ سکتا ہے نہ کہ دشمن کے ضعف و ہلاکت سے کیا ایک دشمن ضعیف
اُس وقت تندرست و قوی ہو جائے گا جب کہ اُسکے دشمنوں میں سے ایک قوی دشمن
ہلاک ہو جائے اور اپنی نیابت اُس کے دوسرے دشمن کے سپرد کر جائے۔

عزیزان وطن پاک مذہب اسلام جس کی ساری تعلیمات کا جوہر توحید خالص پرستی ہے
اُس کا دشمن تم صرف انگریزوں کو کیوں قرار دیتے ہو ہر وہ مذہب باطل جو دنیا میں موجود
ہے یا جس وقت اختراع کیا جا سکتا ہے وہ دین قویم اور صراط مستقیم کا دشمن جانی ہے
کفر و اسلام میں جب کہ تضاد ذاتی ہے پس یہ محال عقلی ہے کہ کوئی مذہب کفر خشنودی
آنکھوں سے اسلام کو دیکھنا گوارا کرے ہاں مجبوری معذوری کی اور بات ہے قرآن کریم نے
کئی جگہ اسی کی خبر دی ہے پس مسلمانوں کو خود اپنے آپ میں قوت پیدا کرنے کی
ضرورت ہے نہ کہ غیر قوم میں مذہب دے غور ہونا ہی فطرت کا تقاضا ہے اور یہی عقل سلیم کا حکم
ایک دشمن سے نجات پانے کی تدبیر میں کامیابی سے قبل دوسرے دشمن کے ہاتھوں
میں آلۂ کار بن جانا نہ عقل کا تقاضا ہے نہ تعلیم کتاب شریعت کی ہے۔

دوستو! ہماری قدیم خصومت شر و خونخوار و جنگ و جدال کا دور قرنہائے انصاف کے ساتھ

[illegible]

کہ ہماری دنیا کی گرہان فروشی پہل ہو سکے تو وہ صورت ہے دین کی شوکت دنیا
کے لئے اگر دنیا شرعی طور پر حاصل کی جائے تو وہ دنیا نہیں بلکہ وہ افلاس دین ہے
ہیں جس روح جب تک کہ جسم میں باقی ہے تو اس کے لئے کامل و مناسب سامان
مہیا کرنا ضروریات زندگی کا سامان درکار ہوتا ہے لیکن ایک غالب جیسا جان جس
روح نے مفارقت کر لی ہو تو اس کے لئے صرف لحد کا گوشہ کافی ہے پس اگر مسلمانوں
نے اپنی قومی روح دین مذہب ہی کھو دیا تو پھر اس سرزمین کے لئے پیوند خاک ہی
ہونے کا فتویٰ ہے یہ تمام کفر و حرام کس دلیل شرعی کی بنا پر ہے۔

جن [illegible] خیر میں تمام شدت و استبداد کا یہ عذر فرض کر لیا جاتا کہ اس وقت اقتدار
ہندوؤں نے نگرانی قدیم ہندوؤں کو ایسا مضطرب کر دیا ہے کہ آنکھوں سے نیک و بد کی
تمیز اٹھ گئی اور مضطرب قرار پا لوم کیا لیکن جب اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ یہ
سارا جوش و خروش صرف اس لئے ہے کہ انگریز کی گرم بازاری اور گفتار کی تیز دستی ہو
تو پھر اس عذر کی بنا تو درکنار آپ کے خود ساختہ مذہب کی حقیقت بھی اس سے کتاب ہو جاتی ہے

اس حیرت و اضطراب نے یہ بھی نہیں کہ ہندو کے قلوب
کی ہی زیب و فریبیت کے نسبت سے بہتر ہو سکتا ہے لیکن باوجود اس کے انگریز ہی
کی پابندی و اتباع سے ہر دن بڑھتا ہے کہ تمام زمین و آسمان اور قضا و قدر
ہندو نیست تھیں سعادت اندوزیوں یا اپنے نصیب و بخت اور تقدیر و قضا کو
پاسے جس کی قلت نہ تو انگریزوں سے بیزاری نہ نفرت ہے نہ اسلام کی دوستی
نہ خیر خواہی بلکہ یہ بھی تقلید اہل ہنود و کفار میں داخل کی جا رہی ہے۔

ہندوؤں کو انگریزوں سے نفرت ہے ہندو بانگ دہل بھی نفرت کا اظہار کرتے ہیں

کرتے ہیں ہندوؤں کو سوراج چاہیئے ہندو بانگ حضرات بھی [illegible] کے لئے [illegible] احتجاج بلند کرتے ہیں ہندوؤں کو گائیوں سے محبت ہے ہندو بانگ بھی اس کے لئے اپنے احتجاج میں بلند بانگ لیڈر بھی اس کی نقل اتارتے ہیں خلاصہ یہ کہ غیر ملکی حکمرانوں کی رضا و خوشنودی مطلوب ہو تو جو وہ کہیں گے یا کریں گے ہندو بانگ لیڈر بھی اس کی تائید کر دیں گے۔

صلح نامہ ترکی میں اگر تبدیلی نہ ہوئی تو ایشیا میں برٹش گورنمنٹ کا قلع قمع نہیں سوراج کو باطل کر دے گا اس لئے ہندو بیتاب ہیں ہندو بانگ لیڈر بھی بیتاب ہیں ہندو معروف مرثیہ خوانی ہیں۔

ہاں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ محبوب کا ذکر بیجا و ملتا ہر موقع لذت بخش ہوتا ہے خاص کر شاعرانہ تخیل معشوق کو قاتل ظالم سفاک بیوفا اور بے مہر کہے بغیر حق عاشقی سے سبکدوش ہی نہیں ہوتا اسی مناسبت سے اب تک انگریزوں کے مناقب و صفات زبان لطف بیتی رہی اب ان کی ہجو و مذمت کی بوچھاڑ ہو رہی ہے شاعرانہ مذاق پر غیر کی ہجو بھی ہجو ہی ہے خواہ کسی کے نام کا ورد ہو۔

لیڈر کے لئے اس وقت صلح لیڈری پن کا وجود سب سے زیادہ ضروری ہے وہ دو قسم کے اشخاص ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی بنی اور روٹی کا سہارا لیڈری پر ہے جو مسلمانوں سے سامنے شغال گیدڑ ثابت ہوئے بعد دیگرے بیٹھ کر رہے ہیں ان کی لیڈری کی جان ہے ایک وقت وہ تھا کہ ان کا سکہ ہندو مسلمان دونوں پر چلتا تھا اب ہندو ان کی تہ ہی سے واقف ہو چکے دوسری قسم ان کے ہے جو ہندو ہیں ان کی لیڈری کا جوہر ہے کسی کے ساتھ جب تک ان کا تعلق کسی حال میں نہ ہو ان کا لیڈری کی دکان روا نہیں ہو

دوسری قسم کے وہ اشخاص ہیں جن کی گورنمنٹ میں جب زیادہ قدردانی نہ ہوسکی دربار دہلی کے موقع پر معمولی اشخاص کے ذیل میں ڈال دیئے گئے تو پھر مجبوراً ع

دیکھی کہ وہ ملتا ہی نہیں کعبہ کو ہو آئے

ان میں ایک ہر یہ بھی تھا کہ شاید حکومت پر ایسی دھمکی پڑجائے کہ جس سے خائف ہوکر تمامی مفادات کرنسی کے ساتھ گورنمنٹ پر بھی مفت کرم و دہشتن کی رہم ادا ہوجائے ورنہ مصالحہ فرض نمایاں لیڈر کی حقیقت ان دو صورتوں سے خالی نہیں رہتی ان حضرات کے اور ان کے حسب حال غالب کا یہ مصرعہ موزوں ع

مجھے تو خوب ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

حضرات لیڈر! انصاف شرط ہے موقع جنگ بلقان پر وفد طبیہ جانے کی تجویز ہوئی باوجود مسلمان ہند نے اس تحریک پر لبیک کہا دل کھول کر چندہ دیا وفد کی نسبت کی آپ نے کامیاب نہ لیکن اس قدر بتائیں کہ وفد طبیہ کے مصارف کا آپ نے اس وفد پیل سے جو بھی فائدہ حجاج کی خدمت میں پیش ہوا تھا کیا مقابلہ ہے جب کہ مسلمان ایک موقع پر قومی خدمت خلافت کے لئے پیش کرچکے تھے جب کہ مسلمانوں کے روپے سے بسکٹ کا پورے متعلق آپ کو زیارت عروس البلاد لندن کا شرف مل چکا تھا تو پھر اس موقع پر بھی آپ کی خدمت دینی کی سعادت صرف مسلمانوں کے حصہ میں مخصوص کی جاتی تو کیا کذب و جزاف ہوتا اگر مسلمان کا فی سرمایہ آپ کی حشرت پرستی کے لئے جمع کرتے تو آپ اپنے بعض لذتوں کو قربان کردیتے اور تکلیف نورانی شرعیہ اور مذہب بیچ سے محفوظ بھی رہتے اور ہندوؤں کی مسلمانت بھی نہ ہوتی جو حوالات حقیقی ہے۔

حضرت ہندو بل ٹی آپ نے اختلاف کی اصلی وجہ یہ بتائی ہے کہ آپ اہل ہندو سے

دوسرے تعلقات پیدا کر رہے ہیں جنہیں حق سبحانہ نے حرام فرمایا ہے موالات اور
اور کون سے تین ایسے امور ہیں جنہیں ایک مومن کی جان میں کسی کافر کے ساتھ
اور پیدا کرنے کا جواز نہیں بتایا گیا آپ حضرات نہیں بھی صرف امور کو نہ صرف جائز
واجب و فرض قرار دے رہے ہیں۔ کفر اور اہل کفر سے کفر کی اور
مسلمانوں کے حقوق مذہبی کا تحفظ کر رہے ہیں اگر یہ نہ ہو تو آپ سے کچھ بھی نہ ہو سکے۔

آپ جائز تعلقات کو انگریزوں سے موالات کہتے تھے ضعف کو قوت سمجھتے تھے
غفلت کو تیاری جانتے تھے اہل حق آپ کے ان خیالات کو جوش ظفر پر محمول کرتے
پھر آپ سے مخلصانہ عرض کرتے کہ جائز امور کو موالات کہنا شارع علیہ السلام اور شریعت پر
الزام ہے۔ لفظ موالات کا استعمال نہ کیجئے ضعف کو قوت سمجھنے میں مسلمانوں کی تباہی ہے
غفلت کو تیاری کہنا دشمن کے ہاتھوں میں گرفتار ہونا ہے امید تھی کہ آپ کی قدر
حضرات بھی سمجھ جاتے اور باہمی مفاہمہ و تبادلہ خیال سے اصلاح پذیر کی کوئی صورت
پیدا ہو جاتی۔

لیکن ستم تو یہ ہے کہ آپ تحریر ہی کو اپنا امام بناتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی
اقتدا پر مجبور کرتے ہیں آپ کفر کی حمایت کرتے ہیں اور مسلمانوں پر اعانت کفر کے لئے
زور ڈالتے ہیں زبردستی کرتے ہیں اہل حق قرآن کریم کا فتویٰ سناتے ہیں آیۃ کریمہ
کی تلاوت کیجئے۔

لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ۔ مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ وہ مومنین کے سوا
کافروں کو اپنا دوست یا مددگار بنائیں۔

موالات کی تفسیر گزر چکی ہندوؤں کے کافر ہونے آپ کو بھی نظر نہیں پھر نہ معلوم یہ کہ

آپ اپنے دینی مورچوں اُن سے مدد لے رہے ہیں بلکہ خود اُن کے دین کی آپ مدد کر رہے ہیں یہ معاملات نہیں تو کیا ہے۔

ہندو گائے کی قربانی اُٹھانا چاہتے تھے حضرات لیڈر نے اس غلو کے ساتھ ہندوؤں کی تائید میں اپنی آواز بلند کی کہ حدیث شریف میں تحریف تک کر گزرے علماء یہی نے بھی اس تحریف سے چشم پوشی کی اور یہی فتویٰ دیا کہ مسلمان بکرے یا مینڈھی کی قربانی کریں گائے کی قربانی سے باز آئیں۔

رامائن کی پوجا میں مسلمان شریک ہوئے کالکا پرساد جیسے مسلمانوں نے پڑھائیں رام لچھمن کو تلک مسلمانوں نے لگایا ہنومان اور پریاگ کو مقدس عہد مسلمانوں نے کہا یہ مذہب ہنود کی معاونت نہیں تو کیا ہے۔ عجب یہ کہ جس نے ان اعمال خبیثہ سے منع کیا شریعت اسلام کا حکم سنایا تو حضرات لیڈر نے اُس مخلص ناصح کو کافر، منافق، خیر خواہ انگریز اور مذہب فروش کہا ہے ہندو مسلمانوں کو لچھ جانتے ہیں اس لئے وہ فرقہ جو اب ہندوؤں میں شامل اور اُن کے دین میں داخل ہوا ہے اگر کہئے اور آپ مسلمانوں کو کافر نہ کہے تو خود کافر ہو جائے۔

(۲) ہندوؤں سے آپ وداد رکھتے ہیں اور اسی کی تلقین مسلمانوں کو کرتے ہیں اہل حق وداد کفار کے ساتھ حرام بتاتے ہیں قرآن کریم کا فتویٰ پیش کرتے ہیں آیۃ کریمہ کی تلاوت کیجئے۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ	تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتی ہو اللہ
والیوم الآخر یوادون من	پر اور قیامت کے دن پر کہ وہ دوستی کرے
حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا	اُن سے جنہوں نے مقابلہ کیا اللہ کا اور اس کے

ہیں کہ ہم اولاد بنائیں ہم کو خوف ہے ۔۔۔ رہیں گے بہرہ ان سے ہم اپنے مال
اور عشیرہ فقط اللہ ۔۔۔ یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

آیۃ کریمہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مخلصین اسلام وہ ہیں جو
نبیوں جیسے قلب میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت بدرجہ اتم کی کوئی محبت کا ہو
محال ہی حضرات لیکن آپ نہ صرف گاندھی کے نشانِ امت میں سر فہرست ہیں بلکہ آپ کے
بادۂ عظمت سے آپ کے قلوب سرشار ہو رہے ہیں۔

حبیب کبریا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی جناب میں گستاخی کا بیان
دینے والا حق سبحانہ کی طرف کذب جیسے قبیح امر کا منسوب کرنے والا آپ کی محبوب
کا نور اور دل کا سرور ہے لیکن اگر کوئی گاندھی کو کافر کہے جو محض واقعہ ہے تو آپ پر
تاب سننے کی نہیں رہتی۔

دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس وقت گاندھی کی عظمت و محبت یا حضرات کس کی
نوعیت سے مسلمانوں کے دل میں پیدا کر رہے ہیں یہ صریح خلاف ورزی حکم آیت
نہیں تو کیا ہے۔

(۳) آپ حضرات نے ہندوؤں کا سہارا لیکر جس حق سے تمسک کیا
ہیں اور قرآن کریم کا فتویٰ پیش کرتے ہیں آیۃ کریمہ کی تلاوت کیجئے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

مسلمانوں خدا اور رسول کی طرف نہ بھٹکو
ورنہ تمہیں کل پڑے گی۔

امام راغب اصفہانی رکون کے معنی یہ بتاتے ہیں۔

رکن الشیء جانبہ الذی یقوی بہ کسی شے کے یہ رکن تم کہیں گے جس کی طرف

بلکہ وہ ستعار ملتی ہے شے کریڈٹ اور مستعار معنی اس کی قوت سے ہیں۔
آپ نے ہندوؤں کا ساتھ دیکر ان کی قوت کو اپنی قوت سمجھا ابتدا میں جس قدر
عدم تشدد شائع ہوئے ان میں یہ ہوتا تھا کہ مولانا عبدالباری صاحب کا فتویٰ
اور مہاتما گاندھی کا حکم لیکن اب تو صرف گاندھی صاحب کا حکم ہی حکم رہ گیا فرمان گاندھی
نے اب ایسی قوت حاصل کرلی کہ اس کی غاشیہ برداری کے لئے مولانا صاحب کے
فتوے کی بھی حاجت نہ رہی اس وقت گاندھی نہ صرف آپ کا رکن بلکہ مدار لیڈری
ہے گاندھی آپ کا ساتھ چھوڑ دے تو آپ کی لیڈری کی عمارت دھم سے زمین پر
گرپڑیگی۔

پہلے مسلمانوں کے زید اطمینان کی غرض سے چند احادیث شریفہ نقل کرتا ہوں
تاکہ انھیں اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ دینی امور میں جب کہ کفار سے مدد لینا مکروہ ہے
تو دین کافر کی مدد مسلمان کے لئے کب جائز ہوسکتی ہے۔

عن حبیب بن اساف قال اتیت انا
ورجل من قومی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وھو یرید غزوۃ فقلت یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا نستحی ان یشھد
قومنا مشھدا لا نستعین معھم فقال
لنستعین فقلنا لا قال فانا لا نستعین
بالمشرکین قال فاسلما وشھد ناھ
ثم آخر الحدیث رواہ ابو داؤد وصححہ

حضرت حبیب ابن اساف کہتے ہیں کہ کسی غزوہ پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے میں
اور ایک شخص دوسری قوم کا جو ہمارے ساتھ تھا آئے
یہ ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم ایک معرکہ پر
جارہی ہو اور ہم ان کی مدد میں شامل نہ ہوں
ارشاد ہوا کہ کیا تم دونوں مسلمان ہوئے حبیب
کہتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ
ارشاد ہوا ہم مشرک کی مدد نہیں لیتے حبیب کہتے
ہیں پھر ہم دونوں مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ شریک غزوہ ہوئے۔

(۲) ان عبادة بن الصامت كان له حلفاء من اليهود فقال يوم الاحزاب يا رسول الله ان معي خمسمائة من اليهود وقد رايت ان استظهر بهم على العدو فنزلت هذه الاية لا يتخذ المومنون الكافرين اولياء الخ

عبادہ بن صامت کے چند یہودی حلیف تھے انہوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میں چاہتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ پر ان سے مدد لوں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنین کو یہ نہیں چاہیئے کہ وہ کافروں کو اپنا مددگار بنائیں۔

(۳) امام مسلم صحیح مسلم شریف میں ایک باب منعقد فرماتے ہیں باب کراهة الاستعانة في الغزو بکافر یعنی اس باب کے تحت میں وہ حدیث بیان ہوئی ہے جس سے یہ ثابت ہوگا کہ غزوات میں کافر سے مدد لینا مکروہ ہے۔

عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل بدر فلما كان بحرة الوبرة ادركه رجل قد كان يذكر منه جرأة ونجدة ففرح اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حين راوه فلما ادركه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم جئت لاتبعك واصيب معك قال له

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنگ بدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے جب مقام حرۃ الوبرۃ پر پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جو جرأت اور بہادری میں مشہور تھا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب ہم کو بھی اس کی مدد حاصل ہوگی جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے حضور سے عرض کیا میں آپ کی پیروی کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو بھی غنیمت میں سے کچھ ملے آپ نے اس سے فرمایا کیا تم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا واپس جاؤ میں ہرگز مشرک کی مدد نہیں لیتا۔

پھر جب ہم مقام شجرہ پر پہنچے تو اس نے اپنی مدد

بیٹی کی اور دوبارہ بات سنے وہی پہلا
جواب ملے تو پہلے بوجھ سے بوجھ شرک کی نہ
ہوگا پھر ہم مقدمہ ہیں پر پہنچے تو
اُس نے پھر اُنہیں کلمات عائشہ کے ساتھ
اپنے کو بیٹی بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پھر پوچھا کہ کیا اللہ اور اُس کے رسول
پر تو ایمان لایا اب قیصری دفعہ اُس نے
عرض کیا ہاں ایمان لایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا پھر ساتھ چلو۔

صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وکرم

(۲) فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیت کریمہ لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ
دنیا فقہ ویہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اگر لا تفعلوا واعلی الاستفصال لم
یلا تتوددوا بینھم یعنی ان کے دشمنی پر عقد دوستی سے نہ کرو۔ اور ان سے دوستی
بند نہ کرو۔

فاروق اعظم کا یک قولی نقل فرماتے ہیں۔

اس موقع پر ان کی تین بیٹے بسرہ پر حکومت اس وقت کی قید میں ذلیل ہوا
شوق دیدار سے مدینہ میں آئے تھے اور ان بنے اس وقت کا تب تھے اب
کرتا تھا یک نماز کو وقت آگیا فاروق اعظم کو جب اس کی خبر ہوئی تو
اس نے یہ کہا کہ اس کو نکال دو کہ یہ نصاریٰ میں سے ہے فاروق کے کلام میں

ایک نصرانی حراست نہ لینا چاہیے۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ دین میں نئی بات ہے میں اپنی
مذہب اُسے مبارک ہو مجھے تو اس کے فن سے مطلب ہے میں یہ نہیں روا رکھتا
لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ ولا اعزھم اذ اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذ اقصاھم
اللہ یعنی میں اُس کی توقیر نہیں کرتا جس کی خدا نے توہین کی ہو میں اُسے عزت
نہیں دیتا جسے خدا نے ذلیل کیا ہو میں اُسے قریب نہیں رکھتا جسے خدا نے دور کیا
ہو ابوموسیٰ کہتے ہیں مجبوری یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی اس کام کے واقف نہیں بغیر
اُس نصرانی کے بصرہ کا کام چل نہیں سکتا ابوموسیٰ کے خاص الفاظ یہ ہیں لا یتم
امر البصرۃ الا بہ یعنی بصرہ کا کام نہیں پورا ہوگا مگر اُس نصرانی سے فاروق اعظم
فرماتے ہیں مات النصرانی والسلام یعنی فرض کرلو کہ وہ نصرانی مرگیا اس کے
مرنے کے بعد آخر گورنری کے دفتر کا کچھ انتظام ہوگا وہی انتظام جو اس وقت کیا جاتا
اب کرلیا جائے۔

فاروق اعظم پر یہ امر مخفی تھا کہ دفتر کے کام میں کوئی نصرانی ماہر نہیں نصرانی
کی واقفیت و مہارت بھی معلوم تھی لیکن ایک کافر کو مسلمان کی گورنری میں غیرت
فاروقی کے برداشت میں نہ تھا۔

نصرانی محکوم تھا مسلمان حاکم تھا ابوموسیٰ کا حکومت تھا لیکن یہ جان ہوگر سارے
دفتر پر حاوی ہوجاتا تھا کاتب کا یہ مقام ہے کہ فاروق اعظم تو خود وقت محتاج
کو جب قلم اس کے ہاتھ میں دیتے تو اپنے ان کو کہ حضرت سے زبان سے مطلب کے مستقل
کریں تو یہ بھی نہیں۔

نصرانی کا کام اور اس کی لیاقت سے واقف ہونا ابوموسیٰ کا اس پر

نہ کو خلیفہ کی حیثیت پر برقرار رہنے امیر المومنین کو اسی وجہ سے اس کے معزول کرنے پر مصر رہنا کہ یہ کام جس پر مسلمانوں کو دسترس کامل نہیں اور کافر میں اس کی صلاحیت کامل موجود ہے مسلمانوں کے ضرر و نقصان کا اندیشہ ہے۔

بوعی اپنے خیال کی بنا پر کہتے تھے۔ لایتم امر البصرۃ الا بہ یعنی بصرہ کا کام بغیر اس نصرانی کے پورا نہ ہوگا۔ فاروق اعظم نے اپنے خیال کی بنا پر فیصلہ صادر فرمایا نصرانی نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا کام دفن ہو گیا۔

اس عمل فاروقی نے یہ نکتہ بھی حل کر دیا کہ جب تک اپنا کام آپ نہ سنبھالا جائے گا اس وقت تک نہ تو کام کر آئے گا نہ تن آسانی چھوٹے گی دوسروں کی محنت پر بھروسہ کرنے کا ہی تو یہ نتیجہ ہے جو آج مسلمان ہر چیز میں محتاج اغیار ہیں انتہا یہ کہ دین بھی ایک کافر سے سیکھتے ہیں۔

(۱۰) فاروق اعظم کے فیصلے نے یہ ثابت کیا کہ کافر اگر فریق محارب نہ ہو جب بھی اس پر اس حد تک اعتماد نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کے کاموں کی کفالت اس کے سپرد کر دی جائے کیا آج کی قوم حضرت سنت فاروقی پر عمل آرا ہوں گے مات الکافر فکمر اپنی تجویز العمال اور جملہ خلافت کو کانگریس سے پاک کریں گے۔

(۱۱) احادیث گذشتہ بھی فتوی فاروقی سے قبل لکھا گیا ہے ان سے معلوم ہوا کہ کافر کی مدد امور دینی خصوصاً جہاد میں قبول کرنے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باصرار منع فرمایا ہے گو کافر بیعت کیلئے گرمی قلوب خلوص سے اپنے پیغمبر دین فطرت کی سنت پر عمل آرا ہو کر بدر میں گئے ہیں صحابہ بشرائط پر یہود کو شریک سے مدد نہ لیں۔

(۱۲) آیات اکیسلئے صاف و صریح الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ موالات و ولایت اور کفار

مطلقاً کفار کے ساتھ حرام ہے خواہ لائق جائز ہو یا نہ ہو گا نہ ہی کیا گزری تھی جنگ
تعلیم حکم قرآن پر آ رہا ہے۔

گرامی قدر جنگ کفار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدد قبول فرمائی ہے
مثلاً جنگ حنین کے موقع پر صفوان بن امیہ سے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے عاریۃً ہتھیار
آپ کو بھی اختیار ہے کہ کفار سے اسلحہ وغیرہ عاریۃً لے لیجئے۔

یا جنگ خیبر میں یہود یان بنو قینقاع کو داخل لشکر فرمایا تھا جو قینقاع کے یہودی
اسلامیت مغلوب اور اس کے محکوم ہو چکے تھے مسلمان ان پر غالب و مستولی تھے غدر کا
اندیشہ نہ تھا آپ بھی کفار ہند پر غلبہ حاصل کیجئے پھر انھیں داخل لشکر کیجئے۔

فتح القدیر اور مبسوط علامہ سرخسی میں کتاب السیر مفصلہ ہے نہایت تفصیل
یہ مسئلہ مسطور ہے اگر کفار اپنی رضا و رغبت سے داخل لشکر اسلام ہوں اور مسلمانوں کا مقابلہ
کفار سے ہو کافر لشکر اسلام میں اپنا اعتقادی و امتیازی علم نہ رکھے بلکہ مسلمانوں کے
جھنڈے کے نیچے رہے کہ دشمنان اسلام سے مقابلہ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں
مال غنیمت میں کافر کا حصہ نہ ہو گا ہاں کچھ [illegible] دیدیا جائے تو اس کی اجازت ہے
[illegible] کافر کو اپنی حمایت میں لے کر [illegible] کافر کا علم جدا ہو اور مسلمان
اس کے تحت میں لڑتے ہوں یہ تفصیل حرام ہے۔

[illegible] کی حاجت نہیں
[illegible] اگر [illegible] کفار [illegible]
[illegible] استفتت

کیجے ضروریات زندگی میں ان کی مدد کیجے اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو تو بیمار پرسی کیجئے دوا و علاج سے ہمدردی فرمایئے حیات تمدنی اور معاملات دنیوی میں خرید و فروخت بیع و ہبہ اور اجارہ وغیرہ بے دغدغہ بشرط علما جاری رکھئے اس لئے کہ یہ امور نہ موالات ہیں نہ داد و دور کون جگہ جائز و مرخص ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالفعل غیر ان امور کو عزت عمل عطا فرمائی ہے۔

لیکن خدا کے لئے یہ مصیبت سمجھانوں پر نہ لایئے کہ جلسہ جمعیۃ العلماء کا منعقد ہوا دو شرکا گاندھی جس میں خطیب مذکر بن کر علماء اور عامہ مسلمین سے خطاب کرے جلسہ خلافت و ماکن منعقد ہو اور شرکا گاندھی اس کی صدارت کریں علماء زیر صدارت گاندھی تحریک شدھی پیش کریں ہندو مسلمانوں کی دینی مجالس کو کفار و مشرکین سے پاک کیجئے۔

اس سے بڑھکر مصیبت علمی یہ ہے کہ آپ اسلامی خصائص مٹا رہے ہیں فتنہ پوجا جنازہ مشرک وغیرہ سے عوام بے علم بہت کچھ گمراہ ہو چکے اب بھی انہیں توبہ و انابت کی طرف متوجہ کیجئے میں ایک فقیر بے نوا ہوں کسی طرح کی بضاعت اپنے پاس نہیں رکھتا ایک گوشہ تنہائی ہے اور محنت کی زندگانی نہ تو لیڈری کا سازو سامان رکھتا ہوں نہ رسمی پیری و مریدی کا ڈھب جانتا ہوں نہ مریدوں کی کوئی فوج اپنے پاس ہے نہ تلامذہ کی کوئی جماعت انگریزی مدرسہ میں استادی و شاگردی ع

ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

پھر آپ جیسے بڑے قدر شناس کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن ہاں یہ تمنا کر سکتا ہوں کہ حق و صداقت میرے ساتھ ہے لیڈری کا نہ سہی اگر چند لمحات کی فرصت آپ حضرات کو ملا کرے تو فقیر کی معروضات پر توجہ فرمائیں۔

آج سے دس برس قبل فقیر نے جو کچھ عرض کیا تھا آپ نے اسے سنا اور بعض نے
نظر ثانی بھی فرمائی لیکن بات حق تھی اور دل کی راہ سے نکلی تھی اب آپ حضرات سے نہیں بلکہ
کہا اور انہیں کاموں کو کیا لیکن حمایت اسلام و خلیفۃ المسلمین کے نہیں بلکہ
گاندھی کے لئے پس ان نیک کاموں کی بھی صورت آپ کے ہاتھ سے ضائع ہو گئی
انا للہ ثم انا للہ ۔

(۱) فقیر نے التماس کیا تھا کہ ہر مسلمان سالانہ اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ
خدمات اسلامیہ کے لئے نکالا کرے اور ایک جگہ تجویز کر لی جائے جہاں سب کا روپیہ
جمع ہوا کریں ایک مجلس ہو جس کے تحت میں تمام تصنیفات و دینیات کی تجویز
کرتی ہوں خرچ کے قواعد امینوں اور رکنوں کے انتخاب و تنخواہیں مقرر ہوں
اس روپے میں سے ایک معینہ رقم سلطان کی خدمت میں مصارف دین کے لئے بھیجی
جائے باقی دیگر ضروریات مذہبی کے لئے محفوظ رہے۔

کیا خلافت کمیٹی آج اپنا یہی مقصد نہیں بتاتی ہے لیکن افسوس آج خود ہی جمعیۃ
قائم بھی ہوئی تو ہندو کی سرپرستی میں نہ خرچ کے قواعد نہ مصارف کا حساب اس بیدردی
سے مسلمانوں کا روپیہ عیش پرستی اور ہوا و ہوس میں لیڈر حضرات اڑا رہے ہیں کہ کسی کافر
نے بھی مسلمانوں کا خون کر اس طرح داد عشرت نہ دی ہوگی۔

(۲) فقیر نے التماس کیا تھا کہ مصلحین امت میں سے بعض افراد دیار عرب کا دورہ
فرمائیں اور بچشم خود یہ اندازہ کریں کہ کس خطہ عرب میں کس طرح کی تعلیم مفید ہوگی بعد
غور و فکر تعلیم گاہیں قائم کریں نیز عربوں کو بھی خبر کر دیں ؎

پڑھے گر عرب جیسے ہیں ہند و ستان ۔ ہے کہ بیگانگیں دور ہو ستان

یہ تحریک بہت وسعت و وضاحت سے بیان کی گئی تھی گو اس پر نیچریت کے اثرات نظر آتے تھے
تاہم یہ شیرازہ ترکوں سے جدا ہو کر نہ بکھرا نیز جس قدر کہ ہندوستانی اہل سنت و
حرفت یا صاحب علوم فن کی حاجت دیار عرب میں ہوئی انھیں وہاں جانے کی ترغیب
دی جاتی تھی۔ عرب کو دستوار کرنے اور ہنر مندی مسلمانوں کا بقدر حاجت و وسعت وہاں
سے جا کر منسلک بنیاد پر خدمت اس دعوا انجام پا تھا۔

۱۹۰۰ء برس بعد آپ نے اس امکان کو تسلیم کیا لیکن ہجرت کی تفہیم عام پھر کر مسلمانوں
کو تباہ اور ہندوؤں کو مالا مال کر دیا اب چندہ ہوتا ہے اور مہاجرین کو بھیجا جاتا ہے
اس طرح ایک مستقل تحریک تحصیل زر کی تو بیشک قایم ہو گئی لیکن مسلمانوں کا فوز و
بہبود بھی فائدہ ہوا۔

۱۹۰۰ء فقیر نے یہ تجویز کی تھی کہ علی ربط باہم ایک تعلق قایم ہونا چاہیئے جس طرح
سالکین کے سفر ایک دوسرے کی صحبتوں میں مقیم رہا کرتے ہیں اسی طرح چند اصحاب
باشیخ اہل سنت کے نائب ہوں افغانستان و ہندوستان وغیرہ میں اقامت اختیار کریں
باہمی بیعت و مشورت و دینی مسلمانوں میں پیدا کریں انجمن گزیشن و بیل
ان کی بہت بسط و تفصیل سے تائید کی تھی کہ اس سے بہت سے تیسرے فائدے
کی بجائے فقط فائدے کی امید ہے اس نے تعلقین اور بیعت سلسلہ سے مسلمانوں
مناسب کا خطہ پڑھا۔

جاتا رہے مگر دنیا ہمیں ضرور سمجھے گی یہ نفرت جہاں یہ بتاتی ہے
مضرات کا کیا ہی مذہب کی حقیقت اور وقعت ان کے نزدیک کیا ہے
کا نام کیوں لیا جاتا ہے وہاں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں
دارالاشاعت ہے۔ چنانچہ جلسہ جمعیۃ العلماء میں جس کا ذکر اوپر ہو
نے صاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ اللہ ہمت ایک نیک کام ہوا ہے کہ
گاندھی یقینی جائی ہو گئے ہیں" (الفتح دہلی ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء) پھر ایک
خدا نے ان کو گاندھی کا ہمارے واسطے نائب بنا کر بھیجا ہے قوت سے
پڑھانے والا مدرس بنا کر بھیجا ہے" (الفتح دہلی ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء) یہاں سے
جمعیۃ العلماء ہے یا امت گاندھی کا حلقہ یہ سلام اور فتح علیہ
بندوں کو دعوت دے رہی ہے یا گاندھی کی نبوت تسلیم کرا رہی ہے یہ حضرات
کی دردمندی میں انگریزوں سے لڑنا چاہتے ہیں یا دین گاندھی کے
اگر کسی نے سنا کی بات نہ سنی تو کافر و منافق و مرتد و معون اور جہنمی کہیں
لیڈران قوم آج اخبار و جرائد سے ہاتھوں میں ہیں ہے ہو گا
معاذ اللہ کو بدل اور اس کو حق کہا اور چھاپ کر شائع کر دیا تو ان کی بات
بن آئی ہے مخلوق اندھی ہو گئی ہے لیکن ایک وقت آئے گا اور سب حقیقت
ہو جائے گی۔

میدان کربلا میں یزیدیوں نے جو فوجیں نواسۂ رسول حسین علیہ السلام
فتح کے نشانے بجائے اور دنیا میں عموماً کوئی حق ہو سکتا ہے کہ یہ
ہو گئے یزیدیوں پر خدا نے یہی لعنت بھیجی کہ تا قیامت ان کا نام منقطع ہو

اس وقت اہل حق کے مقابلہ میں تمہیں اپنے انجوہ پر ناز ہوتے چاہتے ہو عوام سے فضیحت اور رسوا کرتے ہو اہل حق فضیحت تمہیں کہہ کر ضبط کر جاتے ہیں۔

اہل حق کے مقابلہ میں مثل یزید دعوی اجماع پیش کرتے ہو صریح نص قرآن اور نص حدیث کی مخالفت اور پھر اجماع کا دعوی ہائے اسلام قرآن کا نسخ اجماع سے جائز ہے اور پھر اجماع بھی ایسے علماء کا جن کے پاس خدا نے گماشتی کو مقرر کر بھیجا ہے جو ہیں پہلے دو گماشتی ہیں جس طرح قرآن نے تورات و انجیل کا ناسخ ہے اسی طرح گماشتی کا فرمان آیت امیہ کا ناسخ ان ملعون علماء و اجتہاد کے عقیدہ میں ہے۔

ہیئے بجز ان پاک عقیدہ کا انکار کرتے ہوئے کچھ تو شرمیئے الحیاء شعبۃ من الایمان۔

یزید یوں سے جب یزید کی امامت و خلافت کا حکم بھیجا گیا تو اہل حق کے مقابل میں ان لوگوں سے یہی دلیل پیش کی گئی کہ سوائے ملک یزید کی امامت تسلیم کرنے پر اجماع ہو گیا ہے چار شخص ہیں جو اس کی امامت تسلیم نہیں کرتے یعنی عبدالرحمن بن ابی بکر، عبداللہ ابن زبیر، عبداللہ بن عمر و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دیکھئے جو وہ اجماع جو یزید کی امامت پر ہوا تھا کیسے عجیب و غریب ہوا جبکہ ان چار اہل حق کا بیان دینے سے بازآنے کی نسبت ان کی نسبت اپنے ہاتھ اہل حق کو قتل کرنے کی تجویز کی یہ ہے کہ اجماع قرآن کے ایک حکم کی تنسیخ کر سکتا ہے اجماع کی یہ حیثیت ہے کہ اجماع کے مقابلہ میں اہل حق کی بات مجرا کا حکم رکھتی ہے اجماع کے مقابلہ میں آسمان سے فرشتے بھی بلا کر لائے جائیں تو ان کی بات نہیں سنی جاتی یہ ہے اجماع کی حقیقت یہ تصور ہوا کہ جس وقت ساری دنیا میں ظلم قہر ہو تو کار کی زبان کو حق کہنے کی

تھی جس وقت سارے اقوام خشک تھے مجھ بے بضاعت کو قوم نے تر کیا جس وقت سارے پاؤں مضبوط تھے مجھ ضعیف کا پاؤں نہ ٹکا اس پر خدا نے احسان کیا اس میں میری کیا فضیلت ہوئی یہ تو اللہ کا فضل تھا تو اس کے دست پنہ تھے اور داد عیش و نشاط دیتے تھے زرکشی کے سے جس خن کے مضامیں خوبی تم اُنھی کو سکتے اُنھی کو کہتے تھے لیکن اس فقیر کو خلافت کی دولت تھی اس سے تمہارے مختصر تاریخ پھر اُن کی خلافت اُن کی طاعت اور اُن کے حقوق دلیل و برہان کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دی اور مجھ فقیر کا رسالہ البیعۃ

تمہیں مسئلہ خلافت کی اب اگر بو دجن بھی بندھی تو یک کاذبہ تذکیر تقلید اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی جگہ سوا رہ سے خلیفۃ المسلمین بے کہیں رفع دعی تقلید ہو گئی نے اور شیخ الاسلام کا لقب شیخ لین بنے لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خلق ہو کر طوفان اور جہاز کے تباہی کا ہم ہی دلی تھی کو ہوتا ہے لیکن جہاز کا ناخدا طوفان کو بہت پتلے اور بہت زاویہ سے جانتا ہے اس کے دل میں تجربہ خیال ہوتے ہیں وہ ناخدا کے تدبیر و فطرت پرستی ہیں لیکن اس تقلید کا نالہ و شیون ہو جاتا ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا بڑا احسان اور اس کے اس میں کرم کا بڑا شکر ہے جس چیز کو آج آپ قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں فقیر کو دس برس قبل قوم کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

جس جگہ آج لیڈروں کے قدم جا رہے ہیں اس کی سیر میں نے دس برس قبل کر لی تھی مسکین و عاجز کو دکھائی گئی جس روز آپ لیڈروں کو یہ ڈور چھی کر رہے ہو گی اسی روز

[illegible] خصوصاً یہ بات بھی ہو چکی ہے [illegible] کے لطائف سے

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] آپ کے [illegible] نہ ہو گا زمی [illegible]

[illegible] ہو گا پھر اپنے [illegible] کی [illegible] کو کیوں [illegible]

[illegible] فرمائیں [illegible]

گزشتہ سال [illegible] اور [illegible] میں ایک [illegible] کو خطاب کرتے ہوئے

[illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] سے [illegible] جو اس وقت [illegible]

[illegible]

خواجہ [illegible] صاحب [illegible] ہوشیار آباد [illegible] کے جلسہ میں [illegible]

[illegible] سے [illegible] آپ [illegible]

[illegible] ہو [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] ہے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

عبادات دائرہ کے متعلق فقیر کو جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کر چکا۔ اب اس سے فارغ ہو چکا ہوں۔ بفوت حضرت سید ریاض حسین کے ان کا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ اس سلسلہ کو فقیر قائم نہیں ہے سمجھتے اس قدر فرصت کہ ان کے جواب اعمال کے پیچھے پڑ سکیں۔ تحریر کو ختم کرتا ہوں کہ اگر فقیر کے جواب میں آپ نے کسی رسوائی دشنام دہی کا ارادہ فرمایا تو فقیر کی طرف سے سکوت محض ہوگا۔ ہاں جو امور شورہ کے طور پر بیان کئے گئے ہیں ان کا اگر آپ رد فرمائیں گے تو یہ فیصلہ ارباب حل و عقد پر موقوف رکھتا ہوں کس کا ہے۔ لیکن اگر مسائل مشروحہ میں آپ نے کلام کیا تو اس کا فیصلہ ابھی کئے دیتا ہوں جو ہم بھی سمجھ جائیں گے اور نہیں اس کی ذمہ داری فقیر سے نہ ہوگی کہ کس کی گردن پر ہے کیا قرآن و حدیث میں نہیں آیا ہے۔

(۱) ایک نے یہ پوچھا ہے کہ اسلام کا دشمن کون ہے۔ اور کس کو اسلام سے خارج کہا جائے۔ اس کا جواب کافی طور سے دیا جا چکا ہے۔ اگر آپ نے اس کو نہیں سمجھا تو آپ کی قابلیت کی قابلیت ہے۔ اس کا جواب کیا دیا جائے۔ ہاں اس قدر اور عرض کر دینا ہے کہ اس کا فیصلہ کرنا کہ کون اسلام سے خارج ہے اور کون نہیں۔ یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے۔ اس کے لئے علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ آپ سے آپ فیصلہ کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ تو [illegible] ایسا ہی ہے جیسا کہ [illegible]

(۲) اس نے یہ عرض کیا ہے کہ [illegible] ہیں۔ [illegible]

ں نے کہ یہ استثنات فی الحقیقت مستحق مرد مذمت گزاری ہے یا محکوم تو سوں لیکن
مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے رہ کر دشمنان دین کا مقابلہ کریں عام مسلمانوں کا
ہو دہ مقدر پر حکومت مسلمانوں کی ہو تو ایسی صورت میں بھی کافر کا شریک کرنا جائز ہو
اس دعوے کے ثبوت میں تین حدیثیں پیش کی ہیں فقہائے کرام کی تحقیق
کا ہونا دیا ہے۔

آپ کوئی حدیث ایسی نکالیں جس میں یہ حکم ہو استعینوا باکفار والمشرکین
یعنی کفار و مشرکین سے مدد لو۔ یا فقہائے کرام کا کوئی فتویٰ نقل فرمائیے جس میں
یہ ہو کہ کافر کو علی بردہ اسلام اور فوجی پیسالار بنا کر مسلمانوں کو جہاد لڑنا جائز ہے
اس میں نے یہ عرض کیا ہے کہ آیۃ لا ینھکم اللہ الخ کو قتادہ نے منسوخ فرمایا
ہے اور یہی مذہب اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے آپ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ کا ایک قول
بھی ایسا نقل فرمائیں جس میں یہ ہو کہ آیۃ لا ینھکم اللہ الخ ان ساری آیتوں کی ناسخ
ہے جن میں مطلق مخالفت موالات و دوستی اور کون حرام فرمایا گیا ہے۔

میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اگر آیۃ لا ینھکم اللہ الخ کو منسوخ نہ بھی مانیں جیسا
کہ علامہ ابن جریر طبری کا مسلک ہے جب بھی اپنے کفار سے جو مسلمانوں سے دین کے
بارے میں نہ قتال کریں نہ انہیں ان کے گھروں سے نکالیں صرف برواقط کی اجازت
پائی جاتی ہے نہ کہ موالات و دوستی آپ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ کا ایک قول
ایسا نقل فرمائیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آیۃ ہذا نے مذکورہ بالا تمام دوستی
یا برواقط کی اجازت سے موالات و دوستی کے کون سے اجزاء کی ممانعت ہو گئی ہے
کفار و غیرہ کا تجسس کرنا شاہد ہے جاعل ہونا ہو گا فی ان لم تفعلوا ان تفعلوا

فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین اس سے قبل اور عرض کر دوں کہ یہ تحقیق مستفتی عن الکتاب حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب سلمہ ربی دہلی کو نہ دی جائے ورنہ حدیث و تفسیر دونوں سے ثبوت پیش کروں گا۔ وجہ یہ ہے اس لئے کہ وہاں تصنیف کا دروازہ بہت چوڑا کشادہ ہے۔ تحقیق نہیں ہے نہ عبارت مصنفہ۔

مسئلہ قربانی میں حکیم صاحب حدیث تصنیف فرما چکے تھے زوجہ ۱۳۲۲ھ میں جو جمعیۃ العلماء کا دہلی میں منعقد ہوا وہاں بحیثیت صدر مستقبالیہ کمیٹی آپ نے یہ خطبہ صدارت پڑھا تفسیر ابن جریر کی اس قدر عبارت پڑھ کر کہ آیۃ لا ینصکم اللہ عنہ منسوخ نہیں ہے فوراً اس نتیجہ پر حکیم صاحب پہنچ گئے کہ ہندوؤں سے موالات جائز ہے دلیل یہ تحقیق نتیجہ اس شان سے فرمایا ہیں سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حکیم صاحب کا اجتہاد و مستنبط نہیں ہے بلکہ ابن جریر کی تحقیق ہے۔

پھر ایک حدیث بیان کرنے کی بھی زحمت گوارہ فرمائی (حسب معمول تحریف و اقتراء کا ایک دوسرا نمونہ آپ نے پیش فرمایا ارشاد ہوتا ہے۔

"احد کی لڑائی میں قریش جو ایک مشرک تھے رسول مقبول کی طرف سے انہوں نے بنی عبد الدار کے ان تین آدمیوں کو قتل کیا جو فریق مخالف کے علمبردار تھے یہاں تک کہ رسول مقبول سے خوش ہو کر فرمایا ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی بیشک اللہ اس دین کی مدد فاجر سے مدد کرتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو فاجر فرماتے حکیم صاحب مشرک کہیں گے یہ فاجر و مشرک دونوں لفظ مرادف ہیں سب مسلمان جانتے ہیں کہ حدیث میں دین سے صدقہ الخلف کل بروف فجر

یعنی نیکو کار اور بدکار دونوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے پس اگر فاجر و مشرک ہم مراد ہیں تو کل سے جماعتی کے پیچھے آپ نماز پڑھنے کا اجتناب فرمائیں گے اور کیا عجب کہ آپ حضرات نے یہ سعادت حاصل کی ہو

کس دلیری سے حکیم صاحب یہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے مقابلہ سے خوش ہو کر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ اس دین کی مدد فاجر سے مدد فرماتا ہے حکیم صاحب یہی مصیبت کیا کم تھی کہ ہندوؤں کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہو گئی اب حدیث صاحب لولاک میں افترا و تحریف کی بلا کیوں اپنے سر لیتے ہیں۔

زیادہ بحث کی گنجائش و مہلت نہیں براہ کرم اس کا ثبوت پیش کیجئے کہ قرآن مشرک تھا اور قرآن سے خوش ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا۔

حکیم صاحب! قرآن منافق تھا اور اس عیاری سے اپنے نفاق کو اس نے مخفی رکھا تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے مومن صادق جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ یہ دوزخی ہے صحابہ کرام جو معرکہ قتال میں جب کہ اس کے سر پر موت ناچ رہی تھی اس کی دلاوری کی خبر دیتے اس وقت بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔

قرآن مجید ہو از خود غرضی کی کیفیت برداشت نہ کر سکا آخر اس نے خودکشی کر لی اور اس طرح اپنے دوزخی ہونے کو پختہ کر دکھایا اس وقت جب کہ اس کی

خودکشی کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی اور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی تب ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے فرماتا ہے۔ دُنیا جانتی ہے کہ منافقین کے ساتھ برتاؤ مثل مسلمین جاری تھا وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتے تھے نمازیں پڑھتے تھے غزوات میں مسلمانوں کے ہمرکاب ہوتے تھے۔

اللہ اللہ کفر کے ساتھ کیسی شیفتگی و فریفتگی ہے کہ کذب و افترا کا ارتکاب ایسے سنجیدہ و متین اشخاص کس اطمینان و سکون سے کرتے ہیں۔

جمعیۃ العلماء کے پانسو فضلا کیسے متبحر و متدین عالم ہیں کہ تفسیر میں حدیث میں افترا ہوتا ہے لیکن اصلاح کی قسم ہے۔

مسلمانوں! آنکھیں کھولو علماء سیاسی یہ کہتے ہیں کہ "خدا نے گاندھی کو مذکر بنا کر بھیجا ہے" "پس رہ گاندھی صاحب کا ہوں"۔ علوم مشرقیہ کا فرد فرید اس طرح تحریف کرتا ہے جنٹلمین لیڈر یہ کہتا ہے کہ اگر "ہندو بھائیوں کو راضی کر دو گے تو خدا کو راضی کر دو گے" عوام گاندھی کی جے پکارتے ہیں ع۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

جب دیانت و تقوے کا یہ حال ہو کفر کی اس بیباکی سے حمایت کی جارہی ہو تو پھر یہ خدمت خلافت ہے یا ہلاکت مسلمین ایسی مجلس میں شریک ہونا چندہ دینا ثواب ہے یا گناہ عظیم خدا مسلمانوں کو ہدایت فرمائے یہ فقیر گنہگار بھی دل سے اولاد مسلمین کے حق میں دعاء ہدایت کرتا ہے اور لیڈران قوم سے نہایت

نیازمندانہ التماس پیش کرتا ہے کہ دروازہ توبہ کا ہنوز بند نہیں ہوا ہے پاک مذہب اسلام تم سے کہہ رہا ہے کہ ؎

بمژگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم
بیا کز چشم بیمارت ہزاراں درد برچینم

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

حررہ بقلم

فقیر محمد سلیمان اشرف عفی عنہٗ

محلہ میرداد

بہار شریف ضلع پٹنہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

گزارش

اس رسالہ میں کثیر التعداد اصولی و فروعی ضروری مباحث ہیں، ہر اصل کے ماتحت متعدد فروع ہیں جن صاحب کو جو اصلی یا ضمنی بحث دیکھنی منظور ہو وہ فہرست مضامین کی مدد سے ملاحظہ فرمائیں

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

لوحِ مزار

حضرت پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف قدس سرہ العزیز

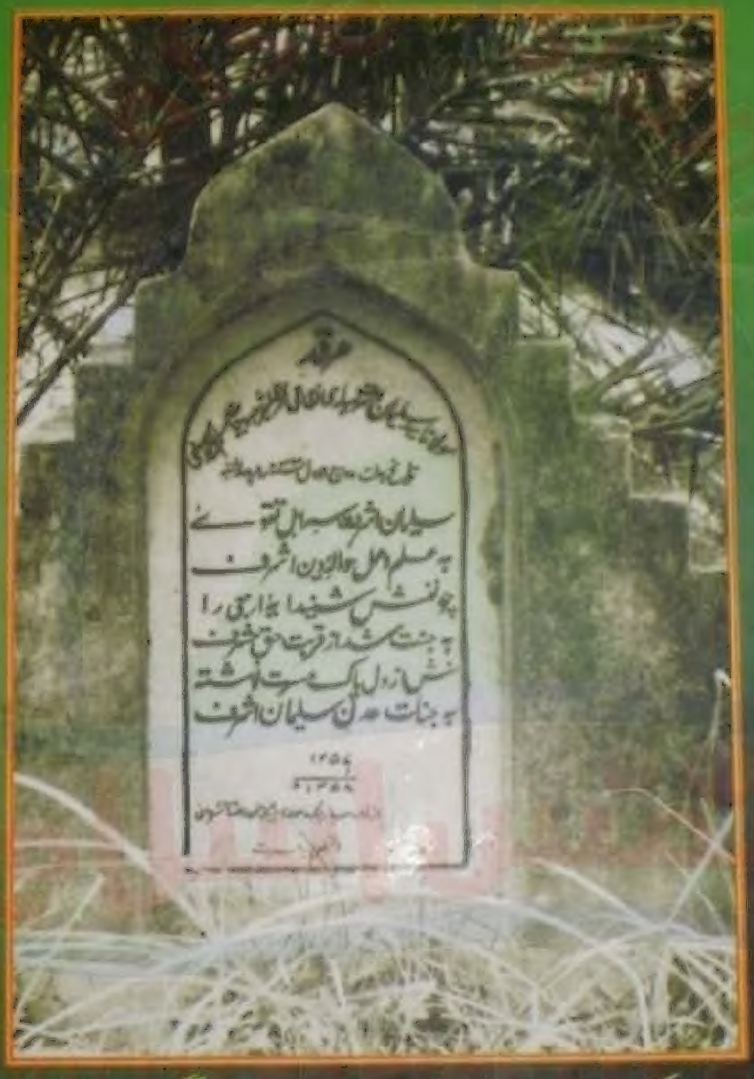

کھجور کا ایک قدیم درخت بصد احترام سایہ فگن ہے۔

ادارۂ پاکستان شناسی لاہور